

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD  
Version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

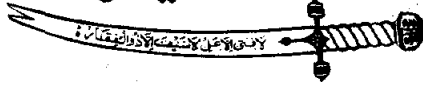
Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.fl

sabelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL

ذوالفقار حیدری



مجموعہ نوحہ جات

انجمن ذوالفقار حیدری

(حصہ دوم)

شاعر اہل بیت سید علی محمد رضوی (سچے)

اور دیگر معروف شعرا کے کلام کا مجموعہ

پیشکش

صادق عباس قزلباش

ترتیب و تدوین

اے ایچ رضوی



م محفوظ ایک اکنہبی  مارٹن روڈ  
کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: ..... مجموعہ نوحہ جات انجمن ذوالفقار حیدری

پیشکش: ..... صادق عباس قزلباش

ترتیب و تدوین: ..... اے ایچ رموی

سن اشاعت: ..... مارچ ۲۰۰۲ء

تعداد: ..... ۱۰۰۰

ناشر: ..... محفوظ بک اینجمنی، کراچی

بر تعاون: ..... انجمن ذوالفقار حیدری

کمپوزنگ: ..... احمد گرانفس، کراچی

ہدیہ: ..... جلد-125/- روپے

غیر جلد-100/- روپے

ناشران

☆  
 مارٹن روڈ  
 گلبرگ  
 محفوظ بک اینجمنی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

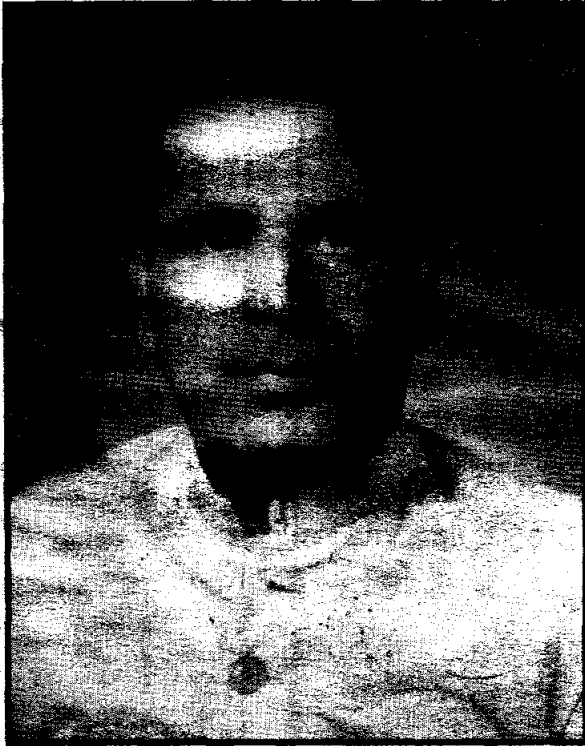
دھوم ہے سارے جہاں میں از زمین تا آسمان

گوہر جارچوی

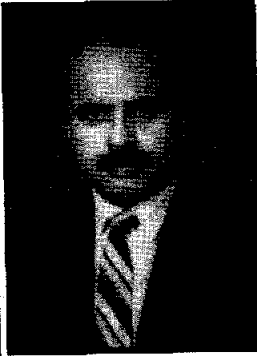
دھوم ہے سارے جہاں میں از زمین تا آسمان  
بارہا دنیا نے دیکھا یہ شجاعت کا سماں  
جب کوئی بولا کہیں ذکر شبہ دیں کے خلاف  
ذوالفقار حیدری نے کاٹ دی اس کی زبان



بچے نے جس کے سچا سنایا ہے ہر پیام  
مقبول بارگاہ ہوا جس کا ہر کلام  
جھوٹی روایتوں کا کیا جس نے قتل عام  
ہے ذوالفقار حیدری اس انجمن کا نام

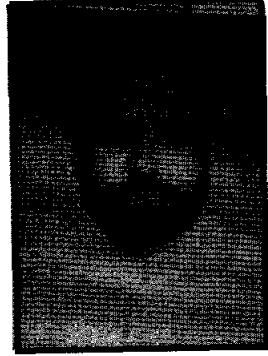


مرحوم بادشاہ مرزا (بانی انجمن)

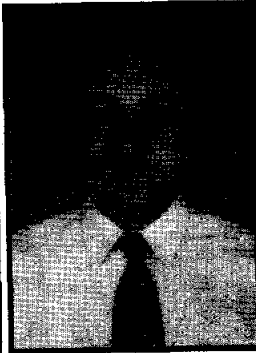


سید نسیم الحسن عابدی

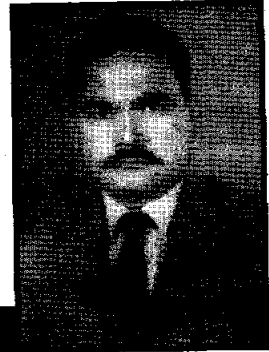
اراکین  
رابطہ کمیٹی



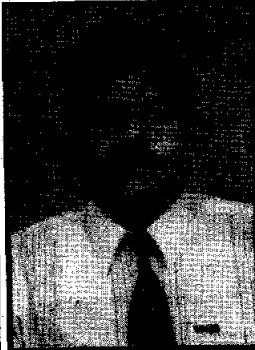
قاسم عباس قولباش



سید اطہر علی جمضری



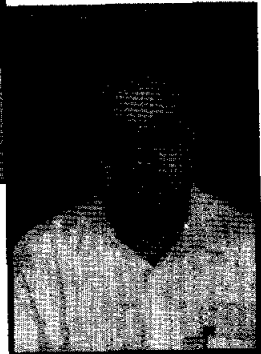
سید قمر عالم تاب



سید قمر حسین



سید ضمیر امام عابدی



سید حیدر مہدی رضوی

## فہرست

صفحہ نمبر	شاعر	مصرعہ
۱۸	صاوق عباس تزلزل باش	حرف آغاز
۲۰	سید نواب حسن رضوی	جنگ دفاع قوم کا جزا رچل بسا
۲۱	مولانا سید حسن ظفر نقوی	سچ اور سچے بھائی
۲۳	سید علی محمد رضوی (سچے)	ہر درود اور ہر سلام، تشہ لب حسین تیرے نام
۲۶	سید علی محمد رضوی (سچے)	خُذ خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا
۲۷	سید علی محمد رضوی (سچے)	زینب یہ دعا کرتی تھیں ہر ایک دعا میں
۲۸	سید علی محمد رضوی (سچے)	ہائے مرا بیمار امام
۳۱	سید علی محمد رضوی (سچے)	لوزند ان شام سے چھٹ کر زینب آگئی بھائی
۳۳	سید علی محمد رضوی (سچے)	ہر پل ساعت ہر دم، ماتم ہاں شہدہ کا ماتم
۳۶	سید علی محمد رضوی (سچے)	مصیبت کی گھڑی اور شام کے بڑھتے ہوئے سائے
۳۷	سید علی محمد رضوی (سچے)	صفرانے کہا ہائے برادر نہیں آئے، اکبر نہیں آئے
۳۹	سید علی محمد رضوی (سچے)	یہ ماتم صدار ہے اور اس سے سوار ہے
۴۱	سید علی محمد رضوی (سچے)	صفرانے لکھا خط میں کہ زہرہ کے دل و جاں
۴۳	سید علی محمد رضوی (سچے)	کر بلا میں قیامت کا اک شور ہے
۴۵	سید علی محمد رضوی (سچے)	زینب نے کہا یہ رو رو کر میں قیدی ہوں
۴۷	سید علی محمد رضوی (سچے)	اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں
۴۹	سید علی محمد رضوی (سچے)	اے شیر نستان، حیدر عباس
۵۱	سید علی محمد رضوی (سچے)	زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے
۵۳	سید علی محمد رضوی (سچے)	فاطمہ کے چین نے، علی کے فورین نے
۵۵	سید علی محمد رضوی (سچے)	ہاں عزادار حسینی، یہ چلن زندہ رہے
۵۷	سید علی محمد رضوی (سچے)	زیر قدم ہے قبر کی منزل بڑھنا آگے حشر کا میدان ہے



۵۷	سید علی محمد رضوی (بچے)	کچھ نہیں، ہم غم سروڑ کے سوا مانگتے ہیں
۵۹	سید علی محمد رضوی (بچے)	صدائیں دے رہی ہے، ٹھوکریں کھاتی ہے ماں دروڑ
۶۰	سید علی محمد رضوی (بچے)	علی ازل سے مری روح کی پکار میں ہے
۶۱	سید علی محمد رضوی (بچے)	زینب بے ردا شام کا بازار خدایا
۶۲	سید علی محمد رضوی (بچے)	قرآن اور حسین
۶۳	سید علی محمد رضوی (بچے)	آتی ہے سکینہ کی صدا کرب و بلا سے
۶۵	سید علی محمد رضوی (بچے)	تم سے بچھڑ کے ماں کا مشکل بہت جینا
۶۶	سید علی محمد رضوی (بچے)	یہ کہتے تھے شہہ مضطر سکینہ ہم نہیں ہوں گے
۶۷	سید علی محمد رضوی (بچے)	ہوگئی آہ بے پدر زینب
۶۸	سید علی محمد رضوی (بچے)	پیا سا ہے تین روز سے کبیرہ رسول کا، اے نہر علقمہ!
۷۰	سید علی محمد رضوی (بچے)	کیسے ہو مسلمان چراغوں کو بجھا دو
۷۱	سید علی محمد رضوی (بچے)	ہے عجب شام کے زندان میں کہرام پیا
۷۳	سید علی محمد رضوی (بچے)	حسین سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے
۷۴	سید علی محمد رضوی (بچے)	صدیوں سے اٹھا رہا ہے غازی کے علم کو
۷۵	سید علی محمد رضوی (بچے)	ہے رخصت کی گھڑی اے کربلا والوں خدا حافظ
۷۵	سید علی محمد رضوی (بچے)	شہید کا ماتم کیا زہرہ سے دعائی
۷۶	سید علی محمد رضوی (بچے)	جنت ہے دو قدم پہ، قدم تو بڑھا کے دیکھ
۷۷	سید علی محمد رضوی (بچے)	تاجدار امامت، وصی نبی، علی ہے، علی
۷۹	سید علی محمد رضوی (بچے)	پیغام حسین ابن علی زندہ رہے گا
۸۱	سید علی محمد رضوی (بچے)	خوشبوئے عباس غازی، جب قریب آنے لگی
۸۲	سید علی محمد رضوی (بچے)	ذڑھ کو شہہ نے مہر درخشاں بنا دیا
۸۴	سید علی محمد رضوی (بچے)	اکثر نہیں آئے اصغر نہیں آئے
۸۵	سید علی محمد رضوی (بچے)	جب کبھی فرش عزا شہہ کا بچھا دیتے ہیں
۸۷	سید علی محمد رضوی (بچے)	جل چکے خیمے شہہ دیں کے، فضا خاموش ہے
۸۸	سید علی محمد رضوی (بچے)	زینب اور عباس، زینب اور عباس
۹۰	مجاہد لکھنوی	مولا علی علی مرا آقا علی علی

۹۱	مجاہد لکھنوی	رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے
۹۲	مجاہد لکھنوی	کہتے تھے کہاں دار سے بے شیر کے تیور
۹۳	مجاہد لکھنوی	بولی بانو ڈھونڈنے جاؤں تمہیں دلبر کہاں
۹۴	مجاہد لکھنوی	زن سے آ کر علی اکبر نے جو مانگا پانی
۹۶	مجاہد لکھنوی	سورج نکلا تھا شرب میں کرب و بلا میں شام ہوئی
۹۷	مجاہد لکھنوی	ذکر غم شیر میں یوں عمر گزر جائے
۹۸	مجاہد لکھنوی	نقش غم دیکھ لے اعمال کی تحریر نہ دیکھ
۱۰۰	مجاہد لکھنوی	سکینہ نے یہ زینت ہے کہا، باپائیں آئے
۱۰۱	مجاہد لکھنوی	قدم قدم پہ علی کو پکارتے رہنا
۱۰۲	مجاہد لکھنوی	دو جہاں میں کون ہے مثل علی مرتضیٰ
۱۰۶	مجاہد لکھنوی	جو مانتے نہیں ہیں شہد تشنہ کام کو
۱۰۷	مجاہد لکھنوی	چراغ آفت حیدر سے لو لگائے ہوئے
۱۰۸	مجاہد لکھنوی	آئی جو حشر میں صلہ اشک غم کی بات
۱۰۹	مجاہد لکھنوی	جب زباں پر علی کا نام آیا
۱۱۰	مجاہد لکھنوی	سر کاٹھا کے کفر کا جب کاروان چلا
۱۱۱	مجاہد لکھنوی	بھری تھی دم جنگ کہ سرود کی جوانی
۱۱۲	مجاہد لکھنوی	اگر تیرے سگر زد سے اصغر کی نکل جاتا
۱۱۳	مجاہد لکھنوی	ہردل کی یہ پکار ہے لبیک! یا حسین
۱۱۴	مجاہد لکھنوی	لیکے جب اذن و غنا، دن کو علی اکبر چلے
۱۱۵	مجاہد لکھنوی	کر بلا میں آ کے دیکھو انقلاب زندگی
۱۱۶	مجاہد لکھنوی	کیا کوئی سمجھے گا عظمت اور شان اہلبیت
۱۱۷	مجاہد لکھنوی	اے حسین! اے ابن حیدر! اے حسین
۱۱۸	مجاہد لکھنوی	مٹی تھی کس کو یہ رفعت حسین سے پہلے
۱۱۹	مجاہد لکھنوی	آ کے ساحل پہ جو سقائے سکینہ شہرا
۱۲۰	مجاہد لکھنوی	آنسو میری آنکھوں سے رواں دیکھنے والے
۱۲۱	مجاہد لکھنوی	کر بلا والوں بڑھا دی کر بلا کی آبرو

۱۲۲

مجاہد لکھنوی

۱۲۳

مجاہد لکھنوی

۱۲۴

مجاہد لکھنوی

۱۲۵

مجاہد لکھنوی

۱۲۶

مجاہد لکھنوی

۱۲۷

مجاہد لکھنوی

۱۲۸

مجاہد لکھنوی

۱۲۸

مجاہد لکھنوی

۱۲۹

مجاہد لکھنوی

۱۳۰

مجاہد لکھنوی

۱۳۱

مجاہد لکھنوی

۱۳۲

مجاہد لکھنوی

۱۳۳

مجاہد لکھنوی

۱۳۴

مجاہد لکھنوی

۱۳۵

مجاہد لکھنوی

۱۳۶

مجاہد لکھنوی

۱۳۷

مجاہد لکھنوی

۱۳۷

مجاہد لکھنوی

۱۳۹

مجاہد لکھنوی

۱۴۲

مجاہد لکھنوی

۱۴۴

مجاہد لکھنوی

۱۴۵

مجاہد لکھنوی

۱۴۶

مجاہد لکھنوی

۱۴۷

مجاہد لکھنوی

۱۴۸

علامہ محسن اعظم گڑھی

۱۴۹

نسیم امر وہوی

جب رن میں عملدار کی شمشیر چلی ہے  
 ہمارا غم وہ غم ہے جس کو اہل دل سمجھتے ہیں  
 عزا داران شاہ کربلا ہم  
 ہوں منتظر کہ کب آئے پیام کرب و بلا  
 باقی ہے دو جہاں میں جب تک خدا کا نام  
 یوں کہیں وعدہ طفلی کی وفا ہو تو سہی  
 جوانی تو علی اکبر لٹادی

جب کیا جائے گا محشر میں عبادت کا سوال  
 یوں چلے کرب و بلا سے سونے کوڑ پیاسے  
 وہ کربلا وہ دن میں اصغر کی بے زبانی  
 جاں میری، خاک روضہ شاہ ہدا میں ہے  
 کربلا میں اہل حق کے بانکین کو دیکھ کر  
 آئے گی تجھ کو نہ کل نہ فرات  
 رسن ظلم میں نبھی سے کلائی ہوگی  
 دل سے غم حسین نہ ہو کم خدا کرے  
 جو طفل گھر میں شہہ لافتی کے پلتے ہیں  
 دیکھ کر ہیبت عباس زمانہ، زمانہ ٹھہرا  
 کس کو بے دنیوں نے مارا اے زمین کربلا  
 زندہ باد اے کربلا، پائندہ باد اے کربلا  
 اکبر کی نوجوانی، اصغر کی بے زبانی  
 ادھر لاکھوں کا لشکر ہے ادھر سروڑا کیلے ہیں  
 یوں اٹھے ماتم سروڑ کو عزا دار کے ہاتھ  
 مر کے بھی عباس کا ساحل پہ لا شرہ گیا  
 کیا کیا تم حسین کے دل پر گذر گئے  
 شان اسلاف کی دنیا کو دکھا دو اٹھ کر  
 وغا کو عباس آرزے ہیں کہ حشر گیتی میں آ رہا ہے!

۱۵۰	نسیم امر وہوی	اے گل زہرا اے اصغرؑ
۱۵۲	نسیم امر وہوی	جب افتخار رسولؐ زماں شہید ہوا
۱۵۵	نسیم امر وہوی	دیں است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ
۱۵۷	نسیم امر وہوی	عجیب کام کیا تو نے مرجا زینبؑ
۱۶۰	نسیم امر وہوی	گہوارے میں اک طفل کو دیتی تھی ماں یہ لوریاں
۱۶۲	قیصر بارہوی	جب کربلا کی سمت بڑھا حق کا رچھا
۱۶۵	مولانا حسن امداد	گھر فاطمہ زہرا کا عجیب شان کا گھر ہے
۱۶۷	مولانا حسن امداد	اس جوان کی گربات ہی اور ہے
۱۶۸	محشر لکھنوی	رہ گیا خود پیر ساقی کوڑ پیاسا!
۱۶۹	محشر لکھنوی	قلب لہناں پہ غم شہد کا اثر ہے کہ نہیں
۱۷۰	محبت فاضلی	ہم زندہ ہیں ماتم شہید کے لئے
۱۷۲	محبت فاضلی	لحہ لحد، علیؑ کی کیجیے
۱۷۳	محبت فاضلی	کر بلا دالوں نے رکھ لی انبیاء کی آبرو
۱۷۶	محبت فاضلی	زخموں سے بدن چور ہے تہا ہی کھڑا ہے
۱۷۷	محبت فاضلی	تہتی ہوئی ریتی پر شہید کا لاشہ ہے
۱۷۸	محبت فاضلی	اودنچار ہے گا، حضرت عباسؑ کا علم
۱۸۰	محبت فاضلی	زندگی آل محمدؑ سے وفاداری ہے
۱۸۱	محبت فاضلی	بعد عاشورہ یہ زینبؑ کی فغاں تھی، یا حسینؑ!
۱۸۲	محبت فاضلی	پرہول رات اہل حرم اور وہ کربلا
۱۸۳	محبت فاضلی	جب ادا خنجر تلے شہید کا سجدہ ہوا
۱۸۶	محبت فاضلی	روک سکتے نہیں شعلے بھی عزاداروں کو
۱۸۷	محبت فاضلی	دبدبہ کس کا، حشم کس کا، علم کس کا
۱۸۸	محبت فاضلی	عزت خدا کے دین، کی بچالی حسینؑ نے
۱۸۹	محبت فاضلی	پتھر ہے آنکھ جس میں کہ اشک عزائمیں
۱۹۱	وصی فیض آبادی	جو دل میں الفیت حیدر نہیں ہے
۱۹۲	وصی فیض آبادی	غم نہ دیتا کبھی یارب غم سرور کے سوا

۱۹۳	وصی فیض آبادی	مقصد صلح حسن تھا دین کی تعمیر تک
۱۹۵	وصی فیض آبادی	کر بلا منزل ارباب وفا آج بھی ہے
۱۹۸	یاور اعظمی	کہتی تھی یہ رور و سیکنہ میرے بابا عمو نہیں آئے
۲۰۰	پیام اعظمی	جب مصیبت میں بشر کا گمراہ کوئی نہ ہو
۲۰۲	یاور اعظمی	لیلیٰ کا چاند ڈوب گیا قتل گاہ میں
۲۰۳	یاور اعظمی	باتوں نے کہا اے میرے جانی علی اکبرؑ
۲۰۴	تجمل لکھنوی	نیزہ ظلم نے کب سینہ اکبر توڑا
۲۰۶	کاظم	گھٹا الم کی اگر چھاگئی تو کیا ہوگا
۲۰۶	ذکی بریلوی	آج بھی گیتی کے سینہ پر اس کا علم لہرائے تو
۲۰۷	سلیم	ذرنجف سے ہٹوں گا نہ سنگ در کی طرح
۲۰۸	سلیم	عالم نہاں میں ذات رسالت اب میں
۲۱۰	رزی	خون کے آنسو لہو ہو یہ منظر تیرے نام
۲۱۲	آل حیدر	تھاشام کے زنداں میں سیکنہ کا یہ نوحہ، کب آؤ گے بابا
۲۱۳	آل حیدر	بین کرتی تھیں یہ زینبؑ کہ بچاؤ بھائی
۲۱۳	—	السلام اے خاتمِ کارِ نبوت السلام
۲۱۷	—	قربانی ارباب وفا مانگ رہی ہے
۲۱۸	—	ام رباب بیٹھی شہدہ دیں کی قبر پر
۲۲۰	—	باقی رہا ہے کون جہاں میں فنا کے بعد
۲۲۱	—	ہائے سیدہؑ تو نے چین اک نہ پل پایا
۲۲۲	—	لکھا ہے ہر ورق پہ تاریخ کر بلا کے
۲۲۳	—	مسجد کوفہ ہے روزہ دار ہے
۲۲۴	—	رن میں ہے نالہ کنائں زینبؑ دلگیر حسینؑ

## حرفِ آغاز

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لیے جس نے محمد آل محمد کو خلق فرمایا اور ہمارے دلوں میں غم حسینؑ کے اجالے بھر کر ہمارے سینوں کو منور کیا جس کی تقدیر میں غم حسینؑ ہے حشر کی خوشیاں کا بھی وہی حقدار ہے۔ غم حسینؑ ایسی عظیم الشان عبادت ہے جو کبھی قضا نہیں ہوتی اور جس کے بغیر اجر رسالت ادا نہیں ہوتا۔ آج چودہ سو سال ہو چکے ہیں غم حسینؑ کا قافلہ اپنی آن بان کے ساتھ رواں دواں ہے۔ یہ قافلہ تابہ قیامت رواں دواں رہے گا انشاء اللہ عشق محمد و آل محمدؑ سے مالا مال اس قافلے کو روکنے اور لوٹنے کے لیے بڑے بڑے قزاقوں نے اپنی تمام تر طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ کوششیں کیں مگر ان قزاقوں کی سانسیں رک گئیں یہ قافلہ نہ رکا اور نہ ہی رکے گا۔

رک جائیں گی شبیر کے ماتم کی صدائیں

کیا ایسا کسی دور میں ہوگا، نہیں ہوگا

غم حسینؑ کا قافلہ اپنی منزل کی جانب بڑھتا جا رہا ہے اور انشاء اللہ بڑھتا ہی رہے گا۔ یہ قافلہ مسافرانِ جنت کا قافلہ بھی کہلاتا ہے اس کا ایک ایک مسافر اپنے فرائض کو اپنی تمام تر جانفشانی سے بحسن و خوبی انجام دیتا ہے۔

کوئی فرش عزا چھٹاتا ہے، کوئی گریہ و زاری کرتا ہے، کوئی ذاکری کرتا ہے، کوئی نوحہ نگاری کرتا ہے اور کوئی نوحہ خوانی کر کے اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ بات نوحہ خوانی کی آگئی جس کا ایک ایک حرف سچا ہوتا ہے اور اس سچائی کو جس خوبصورتی سے سچے بھائی نے عام کیا اس مقام حسن تک ابھی تک کوئی نہیں پہنچ سکا سچے بھائی کو خدا نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا انہوں نے جو کلام بھی پڑھا جب بھی پڑھا مقبول عام ہوا۔

یہ بات ان کے خلوص کی شہادت دیتی ہے۔ غم حسینؑ کے سچے مسافروں میں یہ

مسافر ایسا منفرد تھا کہ تمام سچے مسافروں کے درمیان رہتے ہوئے سچے کا خطاب انہی کو حاصل ہوا۔

آج وہ ہمارے درمیان نہیں مگر ہماری نظروں سے اوجھل ہو کر بھی قافلہ غم حسین کی خدمت کر رہے ہیں خداوند کریم ان کے درجات کو بلند کرے، سچے بھائی کے پڑھے ہوئے سچے کلاموں پر مشتمل بیاض نذر قارئین کی جارہی ہے۔  
شہزادی زینب ہماری اس خدمت کو قبول فرمائیں (آمین)

صادق عباس قزلباش

جنرل سیکریٹری

انجمن ذوالفقار حیدری

## جنگِ دفاعِ قوم کا جزا چل بسا

سید نواب حسن رضوی

۱۵ اگست ۲۰۰۰ء، نیوجرسی، امریکہ

جنگِ دفاعِ قوم کا جزا چل بسا  
 وہ تاجدارِ کشورِ توصیفِ اہل بیت  
 کہہ دو انہیں جو کہتے ہیں ماتم گناہ ہے  
 سچ کو نہیں زوال نہ سچے کو ہے اجل  
 گر ذکرِ اہل بیت کو فن کیجئے شمار  
 سرخیلِ اہلِ قافلہٗ نعت و منقبت  
 حُبِ ابو تراب تھا جس کے خمیر میں  
 تھا فرطِ غم سے شہد کے نہایت جگر و نگار  
 دستِ قضا نے جبکہ کیا جاں کا سوال  
 اس مورچے کا کوہِ گراں بار چل بسا  
 عباس کے علم کا علمدار چل بسا  
 اس بدعتِ حسن کا گنہگار چل بسا  
 ہم مانتے نہیں ہیں یہ زہار چل بسا  
 دنیائے اہل فن کا جہاں دار چل بسا  
 حسانِ وقت و خادمِ تمار چل بسا  
 صناعی ازل کا وہ شہد کار چل بسا  
 آنکھیں ہوئی تھیں درد سے خونبار چل بسا  
 سائل کو رو نہ کر سکا ناچار چل بسا

وہ بے نیازِ نعرۂ تحسین تھا حسن

ہاں اجرِ فاطمہ کا طلبگار چل بسا



## سچ اور سچے بھائی

مولانا سید حسن ظفر نقوی

برادرم صادق عباس نے جب مجھ سے یہ کہا کہ ذوالفقار حیدری کی بیاض طبع ہو رہی ہے اور آپ کو سید علی محمد رضوی سچے بھائی کی ذات پر اور ان کے اندازِ نوحہ خوانی پر چند سطور مرقوم کرنا ہیں تو میں بھی خوشی اور پریشانی سے بیک وقت دوچار ہو گیا۔ خوشی اس بات کی تھی کہ ایک ایسے یگانہ روزگار شخص کی ذات پر لکھنا ہے جس پر لکھنے کے لیے دنیا بھر کے ادبا اور شعرا بے چین ہیں، پریشانی یہ تھی کہ ایسی شخصیت کا احاطہ چند سطور میں کیسے ہوگا۔ بہر حال میرے لیے یہ بات باعثِ فخر ہے کہ میں ان کے بارے میں اپنے قلمی جذباتِ قرطاس پر منتقل کروں گا۔ جو مداحِ معصومین ہے اور میں اسکا مداح ہوں۔

یوں تو سانحہ کربلا کے بعد تا امروز سید الشہداء اور ان کے انصار و رفقا پر نوحہ گوئی اور نوحہ خوانی کا ایک بیکراں سمندر موجزن ہے اور تا روز قیامت اس کی موجیں رواں دواں رہیں گی، لیکن سچے بھائی کے اندازِ نوحہ خوانی نے قلب و سماعت کو مسخر کر کے خود کو نوحہ خوانی کی درس گاہ کی حیثیت سے منوالیا۔

ہر گلی ہر کوچہ ہر محلے سے

”اونچار ہے اپنا علم“

”قدم قدم پہ علی کو پکارتے رہنا“

”صدار ہے گا حسین کا غم“

کی صدائیں بلند ہوتی سنائی دینے لگیں۔

ایک پوری نسل کو شعورِ نوحہ خوانی عطا کرنے والا وہ شخص یقیناً سیدہ کوئین کا منتخب کردہ نوحہ خواں تھا اور کیوں نہ ہوتا۔ بچوں کے ذکر کے لیے کوئی سچا اور کھرا شخص ہی موزوں ہوتا ہے اور سچے بھائی اسمِ بامسکلی تھے۔ سچے بھائی آج گو کہ جنتِ مکانیِ خلد آشیانی ہو گئے لیکن ان کی آواز بے خزاں اور بے فنا ہو کر آج بھی گلشنِ عزاداری میں مہک رہی ہے اور خوشبو کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ لہذا سچے بھائی کی آواز اور ان کے اندازِ نوحہ خوانی کو پروردگارِ عالم نے فنا سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ آج جتنے بھی نوحہ خواں ہیں وہ اس کی چراغِ نوحہ خوانی کی لو سے روشنی کسب کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سچے بھائی عالمِ فانی سے حریمِ جاودانی میں چلے گئے مگر ان کی پرسوز آوازِ حسینی پیغام کی پیغامبر آج بھی ہے۔

سچے بھائی پر ایک پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے مگر دامنِ قرطاس میں کمی آڑے آرہی ہے۔ انجمن ذوالفقار حیدری کی ”ذوالفقار“ سچے بھائی نے منکرانِ عزائے سید الشہداء سے ہر محاذ پر جنگ کی اور مخالفینِ ماتم کے خیبر کو گرا کر حسینیت کے خلاف عصرِ حاضر کے مرجب و غمخیز کے سر قلم کر دیئے۔

لائقِ تحسین ہیں اراکینِ انجمن ذوالفقار حیدری جو سچے بھائی کے اپنے کہے ہوئے کلام اور دوسرے شعرا کے پڑھے ہوئے کلام کو مجتمع کر کے آنے والی نسلوں کے لیے ایک عزائی دستاویز مرتب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اراکینِ انجمن ذوالفقار حیدری اور صادق عباس قزلباش صاحب کو اجرِ کثیر عطا فرمائے۔

آمین بحق محمد و آل محمد

احقر العباد

مولانا سید حسن ظفر نقوی

## ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

سید علی محمد رضوی (پتے)

کیا مٹائینگے تجھے عدو پکارتا ہے آج تک لہو  
کل بھی فکر غیر تھی غلط آج بھی ہے یہ خیال خام  
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

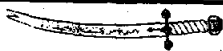
ذکر غیر اور غم کے دن ہیں یہ آل پہ ستم کے دن  
وقف ہے حسینؑ کے لیے عشرہ محرم الحرام  
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

ہوگئی سُموں سے پائمال لاش قاسم شکستہ حال  
کس طرح اٹھائیں شاہ دیں لخت لخت ہے بدن عام  
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

جانِ فاطمہ ترا لہو رب دو جہاں کی آبرو  
کائنات جگمگا اٹھی بجھ گئے چراغ جب تمام  
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

آب کی طلب خطا نہ تھی موت طفل پر روانہ تھی  
خُرملا کے تیرے یہ بتا کون سا لیا ہے انتقام  
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام

لمحہ شہادت حسینؑ آخری عبادت حسینؑ  
فخر بندگی انبیاءؑ زیر تیغ سجدہ امام  
ہر درود اور ہر سلام، تشنہ لب حسینؑ تیرے نام



زوجہ علی سر بلند فاطمہ عظیمہ و ارجمند  
جس کے آستان پاک کے قدسیاں عرش میں غلام  
ہردرد اور ہر سلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

ہاں وہ فاطمہ وہ فاطمہ آرزوئے قلب مصطفیٰ  
جس کے لاڈلے حسن حسین جن کی بیٹیاں فلک مقام  
ہردرد اور ہر سلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

ہاں وہ فاطمہ وہ فاطمہ جس کی عظمت حق آشنا  
ہے شکست جبر کی دلیل انقلاب وقت کا پیام  
ہردرد اور ہر سلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

کٹ رہا تھا فرق شاہ دیں چل رہا تھا خنجر لعین  
بی بی آپ دیکھتی رہیں لٹ گئے حرم جلے خیام  
ہردرد اور ہر سلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

ثانی جناب سیدہ اللہ اللہ تیرا حوصلہ  
خوب کی حفاظت حرم بعد قتل سید انام  
ہردرد اور ہر سلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

بی بی غم اٹھائے ہیں بہت دل پہ داغ کھائے ہیں بہت  
تجھ پہ اے حسین کی بہن ہو گئی مصیبتیں تمام  
ہردرد اور ہر سلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

کر بلا میں اپنے دلربا کردئے حسین پر فدا  
عوں اور محمد جری ہو گئے شہید تشنہ کام  
ہردرد اور ہر سلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

دولت بتول لٹ گئی دختر رسول لٹ گئی  
چھن گئیں سروں سے چادریں جل گئے حسین کے خیام  
ہررود اور ہرسلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

میتیں پڑی ہیں بے کفن کیا کرے حسین کی بہن  
بے کسی اور ایسی بے کسی شام اور کربلا کی شام  
ہررود اور ہرسلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

انقلاب وقت دیکھئے امتحان سخت دیکھئے  
سر نکلے رسول زادیاں اور اہل شر کا اژدھام  
ہررود اور ہرسلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

شمر کبریا کا واسطہ تجھ کو مصطفیٰ کا واسطہ  
بنت شاہ کے گمہر نہ چھین بتلائے غم ہے تشنہ کام  
ہررود اور ہرسلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

شمر کے طمانچے کھائے ہیں بی بی کتنے غم اٹھائے ہیں  
باپ کی جدائی کم نہ تھی اُس پہ قید کے ستم مدام  
ہررود اور ہرسلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

بی بی آپ پر ستم ہوئے مر گئیں پدر کا غم لیے  
ہائے جیتے جی نہ چھٹ سکا قید خانہ امیر شام  
ہررود اور ہرسلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

رزمی، حزین و دل فگار زندگی کا کیا ہے اعتبار  
حشر تک نہ چھوڑنا کبھی دامن حسین تشنہ کام  
ہررود اور ہرسلام، تشنہ لب حسین تیرے نام

## جُز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا

سید علی محمد رضوی (تجے)

جز خدا کوئی نہیں ہے اپنے سر پر دوسرا  
 ہے سہارا آل کا بعد پیہر دوسرا  
 بند ہے کعبہ کا در تو کیا ہوا بنت اسد  
 گھر کا مالک خود بنالے گا نیا در دوسرا  
 وہ تو اعلیٰ تھے علیٰ تھے نور حق تھے نور تھے  
 لا نہیں سکتا زمانہ آج قنبر دوسرا  
 فصل سے وہ مانتے ہیں اور بغیر فصل ہم  
 اُنکا حیدر دوسرا ہے اپنا حیدر دوسرا  
 ماتم شیر نے بخشی ہے یہ عظمت مجھے  
 چشم پر نغم میں لیے پھرتا ہوں کوثر دوسرا  
 بھاگتی جاتی ہیں فوجیں بڑھتے آتے ہیں حسینؑ  
 بھیج اے ابن زیاد اب کوئی لشکر دوسرا  
 وہ در کوفہ سے لکراتی ہیں فوجیں شام کی  
 ڈھا رہا ہے فاطمہ کا لال خیر دوسرا  
 واہ رے صبر حسینی واہ رے عزم حسین!!  
 بعد اکبر لا رہے ہیں دن میں دلبر دوسرا  
 کون ہے جو بڑھ کے روکے تیر کا برچھی کا وار  
 اب نہ اصغر ہے زمانے میں نہ اکبر دوسرا

☆☆☆☆☆

## زینبؑ یہ دعا کرتی تھیں ہر ایک دعا میں

سید علی محمد رضوی (سچے)

زینبؑ یہ دعا کرتی تھیں، ہر ایک دعا میں  
یا رب ہوں مرے لعل فدا، کرب و بلا میں

لنتی ہے کمائی مری مقتل میں تو لٹ جائے  
اُجڑے نہ چمن فاطمہؑ کا دشت بلا میں

بچ جائے مرا بھائی مرے لعل گذر جائیں  
صدقے ہوں یہ شبیرؑ پہ میدانِ منا میں

بڑھ بڑھ کے کلیجوں پہ سناں کھائیں تو خوش ہوں  
نام اُونچا کریں باپ کا میدانِ دعا میں

سینوں پہ سناں کھا کے گریں خاک پہ جس دم  
ہمت دے، کروں سجدہ شکرانہ ادا میں

مقبول ہوئیں زینبؑ مُضطر کی دعائیں  
زینبؑ کے پسر مارے گئے کرب و بلا میں

گھر لٹ گیا زہراؑ کا خبر لیجیے مولا  
شبیرؑ اکیلے ہیں کھڑے دشت بلا میں  
اکبرؑ نے خزاں کردیں جوانی کی بہاریں  
کیا جائیے کیا حسن نظر آیا قضا میں

تا شام کھلے سر گئی احمدؑ کی نواسی  
سر اپنا جھکائے ہوئے خالق کی رضا میں

ٹھہرو سر زینبؑ سے ردا چھیننے والو!  
تظہیر کی لپٹی ہوئی آیت ہے کساء میں

## ہائے مرا بیمار امام

سید علی محمد رضوی (تجے)

بعد قتل شاہ امام  
ہائے رے غربت کی وہ شام  
غش میں پڑا ہے تشنہ کام  
ہو جائے غم سے نہ تمام

ہائے مرا بیمار امام

دڑے میں تعزیریں ہیں  
پاؤں میں مذنجیریں ہیں  
ہاتھوں میں زنجیریں ہیں

چلنا ہے مشکل دو گام  
ہائے مرا بیمار امام

زخم لہو برساتا ہے  
دل ہے کہ چھلکا آتا ہے  
دڑے کھاتا جاتا ہے

لحہ لحہ گام بہ گام  
ہائے مرا بیمار امام

بغض و حسد سے کیوں سے  
لو دیتے ہوئے سینوں سے  
کلہ گو بے دینوں سے

چھلکا ہوا بازارِ شام  
ہائے مرا بیمار امام



ماؤں بہنوں کے چہرے  
بالوں کے پیچھے ہیں چھپے  
ہاتھ بندھے ہیں سر ہیں کھلے

سامنے ہے اک مجمع عام  
ہائے مرا بیمار امام

مجمع سارا ہنستا ہے  
دل کا زہر اگلتا ہے  
خون کے آنسو روتا ہے

سر کو جھکائے تشنہ کام  
ہائے مرا بیمار امام

کلمہ گوئیوں کا مجمع  
اور پیسیر کا کنبہ  
حیف ہے سر ننگے ہے کھڑا

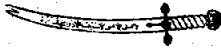
آج سر دربار شام  
ہائے مرا بیمار امام

تیر سا دل پہ لگتا ہے  
اک رن میں پھنتا ہے  
شمر شکر ہنستا ہے

لے لے کر ایک ایک کا نام  
ہائے مرا بیمار امام

اُم رباب یہ لیلیٰ ہے  
یہ کلثوم یہ کبریٰ ہے  
یہ معصومہ سکینہ ہے

اور ہے زینب اس کا نام  
ہائے مرا بیمار امام



ہائے بسم اللہ لکھ کر  
الحمد للہ لکھ کر  
کلمہ الا اللہ لکھ کر

کھو ابوطالب کا نام  
ہائے مرا بیمار امام

صبر کی حد دکھاتا گیا  
باطل کو دفناتا گیا  
پرچم حق لہراتا گیا

کرب و بلا سے تاپہ شام  
ہائے مرا بیمار امام

سہ کے جب ظلم و ستم قید و الم رنج و بلا  
قافلہ آل محمد کا مدینہ کو چلا  
اور قریب آنے لگی خوشبوئے ابن زہراً

لاکھ چاہا کہ سنبھل جائے پر سنبھلا نہ گیا  
ہائے مرا بیمار امام

گر کے ناتے سے یہ دی زینب مضطر نے صدا  
ہائے مرا بیمار امام

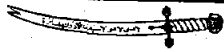


# لو زنداں شام سے چھٹ کر زینب آگئی بھائی

سید علی محمد رضوی (سچے)

لو زنداں شام سے چھٹ کر زینب آگئی بھائی  
اب نہ یہاں سے گھر جائے گی لوٹ کے یہ ماں جائی  
زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی

بعد ترے، ایسا لوٹا گھر  
سکھینچ نہ چھوڑی، ایک کے چادر  
لیا، بیمار کا بستر  
دیتی رہی میں، دہائی  
زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی  
تاریکی، رستے انجانے  
دشمن ہر سو، نیزے تانے  
کرب و بلا کے بن، میں نہ جانے  
شام تھی کیسی، آئی  
زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی  
حسرت تو تھی، جان خواہر  
دیتے اجازت، گریہ ستمگر  
میت کچھ دیر ٹھہر کر  
رو چلتی، ماں جائی  
زینب آگئی بھائی، زینب آگئی بھائی



اعدا لے گئے ہم کو، ڈر ڈر  
سر کھولے، بے مقنع و چادر  
کیا بولوں، ایک ایک قدم پر  
کس کس کی، یاد آئی

زیبٹ آگئی بھائی، زیبٹ آگئی بھائی

کوڑے جب، بیمار پہ برسے  
روتے تھے ہم وہ بنتے تھے  
حکم ترا تھا، ہم بے بس تھے  
جھیل گئے رسوائی

زیبٹ آگئی بھائی، زیبٹ آگئی بھائی

کیا بتاؤں، حالت تھی کیا؟  
غیرت سے دل ڈوب رہا تھا  
کوچہ و بازار کوفہ  
اور علی کی جانی

زیبٹ آگئی بھائی، زیبٹ آگئی بھائی

چلتے چلتے شام جو پہنچے  
کچھ مت پوچھو بھیا ہم سے  
موت تھی بہتر اس جینے سے  
موت مگر نہ آئی

زیبٹ آگئی بھائی، زیبٹ آگئی بھائی

روشن تھے ہر گام پہ رستے  
کوچہ و بازار حج تھے  
رہ گئی ایک تماشا بن کے  
قدم قدم ماں جانی

زیبٹ آگئی بھائی، زیبٹ آگئی بھائی

غم سے چھٹا جاتا ہے کلیجہ  
جاگو برادر اٹھو بھیا  
لے لو اس لاچار کا پرہ  
شام جسے چھوڑ آئی

زیئب آگئی بھائی، زیئب آگئی بھائی

یاد تیری جب آتی تھی وہ  
روتی تھی چلاتی تھی وہ  
روز طمانچے کھاتی تھی وہ  
بھائی تیری شیدائی

زیئب آگئی بھائی، زیئب آگئی بھائی

تیری یاد میں اس دکھیا کے  
آنسو ایک نہ پل تھمتے تھے  
کس کو پتہ تھا اس صورت سے  
اس کو ملے گی رہائی

زیئب آگئی بھائی، زیئب آگئی بھائی

درد کا پیکر غم کی زبان ہیں  
اک تصویر آہ و فغاں ہیں  
پشت پہ بس دڑوں کے نشاں ہیں  
ساتھ جو اپنے لائی

زیئب آگئی بھائی، زیئب آگئی بھائی

# ہر پل ساعت ہر دم، ماتم ہاں شہبہ کا ماتم

سید علی محمد رضوی (سچے)

ہر پل ہر ساعت ہر دم  
ماتم ہاں شہبہ کا ماتم

جب نام شہیرے لیا  
بھول گئے دنیا کے غم

ماتم ہاں شہبہ کا ماتم  
آتی ہے اک بی بی کی

آوازِ گریہ  
ماتم ہاں شہبہ کا ماتم

پہنچے لاش اکبر پر  
گرتے پڑتے شامِ اُمم

ماتم ہاں شہبہ کا ماتم  
تشنہ باپ کے ہاتھوں پہ

توز دیا بے شیر نے دم  
ماتم ہاں شہبہ کا ماتم

لے آئے ہیں مقل سے  
لاش اکبر شاہِ اُمم

ماتم ہاں شہبہ کا ماتم  
لو وہ کنارے نہر ہوئے

بازوئے عباس قلم  
ماتم ہاں شہبہ کا ماتم

ماتم ہاں شہبہ کا ماتم  
ماتم ہاں شہبہ کا ماتم

بھائی کے قدموں پر لو  
 توڑ دیا بھائی نے دم  
 ماتم کا شہبہ ہاں ماتم  
 تر ہے خون سے غازی کے  
 مشکیزہ کے ساتھ علم  
 ماتم کا شہبہ ہاں ماتم  
 خیموں میں ہے آگ لگی  
 جائیں کہاں اب اہل حرم  
 ماتم کا شہبہ ہاں ماتم  
 درے ہائے عابدہ کو  
 مارتا ہے شمر اعظم  
 ماتم کا شہبہ ہاں ماتم

☆☆☆☆☆

## مصیبت کی گھڑی اور شام کے بڑھتے ہوئے سائے

سید محمد علی رضوی (پتے)

مصیبت کی گھڑی اور شام کے بڑھتے ہوئے سائے  
 تڑپتی رہ گئی ماں اور علی اکبر نہیں آئے  
 گذر جانا ہی لکھا تھا جوانی میں اگر یارب  
 گذرنے سے علی اکبر سے پہلے ماں گذر جائے  
 وہی اندازہ کر سکتا ہے دردِ قلبِ لیلیٰ کا  
 نظر کے سامنے جس کے جواں بیٹا سناں کھائے

جواں کی لاش پیری میں اٹھانا ایک قیامت ہے  
 یہ دن اللہ دنیا میں کسی کو بھی نہ دکھلائے  
 سنبھل کر کھینچے گا قلبِ اکبر سے سناں مولا  
 الجھ کر نوک نیزہ میں جگر باہر نہ آجائے  
 زمین تھرا گئی اکبر کا لاشہ رکھ کے ریتی پر  
 حسینؑ ابن علی جب شکر کا سجدہ بجا لائے  
 سر تا پاؤں زخمی ہو گیا لختِ دل زہراً  
 لعینوں نے تن سرور پہ اتنے تیر برسائے  
 میں ذاکر ہوں حسینؑ ابن علی کا یہ دعا کیجئے  
 شرف یہ نسل سے میری قیامت تک نہیں جائے

☆☆☆☆☆



صغرانے کہا ہائے برادر نہیں آئے، اکبر نہیں آئے

سید علی محمد رضوی (بچے)

صغرا نے کہا ہائے برادر نہیں آئے، اکبر نہیں آئے  
بیمار بہن ان کو کہاں ڈھونڈنے جائے، اکبر نہیں آئے

کیا جانئے کس بات پہ وہ مجھ سے خفا ہیں نظروں سے نہاں ہیں  
یوں گھر سے لوٹ کے پھر گھر نہیں آئے اکبر نہیں آئے

جس راہ سے آنے کی خبر دے کے گئے تھے سو (۱۰۰) وعدے کیے تھے  
بیٹھی ہوں اسی راہ پہ میں آس لگائے اکبر نہیں آئے

اک ہوک سی جب اٹھتی ہے چلاتی ہے صغری کب آؤ گے بھیا  
ڈر ہے کہیں فرقت میں بہن مر ہی نہ جائے اکبر نہیں آئے

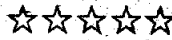
دم آنکھوں میں انکا ہے نظر در پہ گڑی ہے مرنے کی گھڑی ہے  
کیا جائے اب قبر میری کون بنائے اکبر نہیں آئے

بھائی جو نہیں پاس تو پھر کون ہے میرا ہر سو ہے اندھیرا  
ہے کون مری قبر پہ جو شمع جلائے اکبر نہیں آئے

جاتے ہوئے کس پیار سے بھیا نے کہا تھا ہم آئیں گے صغری  
یہ بات کوئی جا کے انہیں یاد دلائے اکبر نہیں آئے

بیمار کو تڑپاتی تھی جب یاد برادر وہ کہتی تھی رو کر  
یوں بھائی کوئی اپنی بہن کو نہ رلائے اکہڑ نہیں آئے

مرجاؤں تو دفنانے کو رکھی رہے میت ہے میری وصیت  
میت کو کفن دینے کوئی اور نہ آئے اکہڑ نہیں آئے



## یہ ماتم صدار ہے اور اس سے سوا رہے

سید علی محمد رضوی (بچے)

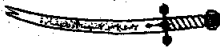
یہ ماتم صدار ہے اور اس سے سوا رہے یہ فرس عزائے سبط نبی تا محشر بچا رہے  
 کتنی ہی اٹھے، ظلمت کی گھٹا ہو کتنی ہی تاریک فضا  
 بجھنے نہیں پائے شمع عزا  
 کتنے ہی انھیں طوفان مگر  
 روشن! یہ دیا رہے

یہ ماتم صدار ہے اور اس سے سوا رہے  
 اک نسل ہے، اک نسل بڑھے  
 اک شمع بجھے، اک شمع جلے  
 شبیر کا ماتم، ہوتا رہے

نسل بعد نسل، یوں ہی جاری سلسلہ رہے  
 یہ ماتم صدار ہے اور اس سے سوا رہے  
 کتنے رہیں سر، لنتے رہیں گھر  
 ڈھاتی رہے دنیا، ظلم مگر  
 چھوٹے نہ کبھی، شبیر کا در

شبیر کے غم سے، عالم کا ہر گوشہ سجا رہے  
 یہ ماتم صدار ہے اور اس سے سوا رہے  
 کتنوں کے چہرے اتر گئے  
 یہ حکم جب آیا جس جس کے  
 مسجد میں ہیں کھلتے دروازے

سب بند ہوں، بس اک زہرا کا دروازہ کھلا رہے  
 یہ ماتم صدار ہے اور اس سے سوا رہے



تھک ہار کے لشکر لوٹ آیا  
سرِ معرکہ خیر نہ ہوا  
دی ہنس کے صدا احمد نے کہ آ

ائے دستِ خدا درخیر کے ہیں تجھ کو بلا رہے

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

ہم پلتے رہے طوفانوں میں  
بتے رہے خوں کی دھاووں میں  
چنوائے گئے دیواروں میں

خود مٹ گئے بائی ظلم مگر ہم اہل عزا رہے

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

غم خوار شہہ ابرار ہیں ہم  
باطل کے لئے تلوار ہیں ہم  
تاریخ کا وہ کردار ہیں ہم

مر سکتے ہیں، مٹ سکتے نہیں، ذہنوں میں ذرا رہے

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

سوکھے ہوئے لب، ”اہل من“ کی صدا  
تاریخ بھلا سکتی ہے بھلا  
کیا عالم غربت ہے بہ خدا

ہے کون تم سہہ کراتنے راضی بہ رضا رہے

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

شہہ کہتے تھے اصغر نہ رہے  
عباس و علی اکبر نہ رہے  
بہنوں کی میرے چادر نہ رہے

شبیر کا سر ہوتن سے جدا دین مصطفیٰ رہے

یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

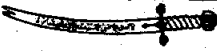
آ دیکھ بروز عاشورہ  
یہ عالم غربت کا سجدہ  
ہے کس میں دم سروں کے سوا  
ہو شکر خدا لب پر اور زیر خنجر گلا رہے  
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے  
خون دل سے ہاں اہل عزا  
ہر موڑ سے تابہ کرب و بلا  
روشن رکھو اک اک زڑہ  
ہر آنے والے حر کے لئے یہ دستہ کھلا رہے  
یہ ماتم صدا رہے اور اس سے سوا رہے

☆☆☆☆☆

## صغرا نے لکھا خط میں کہ زہرہ کے دل و جاں

سید علی محمد رضوی (تجے)

صغرا نے لکھا خط میں کہ زہرہ کے دل و جاں  
آداب بجا لاتی ہے بیٹی شہہ ذی شان  
بابا تپ فرقت سے جگر پھکتا ہے میرا  
اجڑا ہوا گھر دیکھ کے دل ہوتا ہے ویراں  
انماں کی جدائی نے میرا چین ہے لوٹا  
بابا کی جدائی ہے میرے قتل کا ساماں  
میں کون تمہاری ہوں، جیوں، یا کہ مروں میں  
اے بھولنے والوں میرا کوئی نہیں پڑساں



بھیا علی اکبرؒ تو مجھے بھول ہی بیٹھے  
 کیا آپ بھی بیٹی کو بھلا بیٹھے چچا جان  
 آنا ہو تو آجاؤ ابھی جان ہے باقی  
 صورت کو ترستے ہیں مرے دیدہ حیراں

حسرت ہے کہ اکبرؒ کی، بلا کے مروں میں  
 ہنگام نزع آپ کا ہاتھوں میں ہو داماں

ہاتھوں پہ چچا جان کے ہو میرا جنازہ  
 کاندھا میرے تابوت کو دیں اکبرؒ ذیشاں

انسوں کہ تب پہنچا مگر قاصد صفرا  
 جب لٹ چکا تھا قافلہ سروڈ ذیشاں

عباسؒ و علی اکبرؒ و قاسمؒ گئے مارے  
 تیروں کا ستم جھیل گیا اصغرؒ ناداں

سننے پہ شاں کھائے پڑے تھے علی اکبرؒ  
 ہاتھوں کو کٹائے تھا پڑا بازوئے سلطان

اک تیر سہ پہلو علی اصغرؒ کو لگا تھا  
 تربت پہ بکا کرتے تھے بیٹھے شاہ ذیشاں

خط پڑھ کے جگر پھٹ گیا فرزند نبیؐ کا  
 قاصد سے کہا یاں ہے میرے قتل کا ساماں

میں تین شب و روز کا پیاسا ہی مروں گا  
 پانی پہ مرا فاتحہ دلوانا میری جان

اب ساتھ تمہارے ہے دعائیں میری صفرا  
 اب تیرا خدا حافظ و ناصر ہے میری جان

## کر بلا میں قیامت کا اک شور ہے

سید علی محمد رضوی (تجے)

کر بلا میں قیامت کا اک شور ہے      قافلہ جا رہا ہے وطن کے لئے  
کوئی روتی ہے اپنے جواں لال کو      رو رہی ہے کوئی کم سخن کے لئے

قبر سروڑ پہ رو کر بہن نے کہا  
کیا بتاؤں کہ بھیا ستم کیا ہوا  
کوفہ و شام میں ہوں پھری بے ردا  
آپ محتاج یاں تھے کفن کے لئے

قافلہ جا رہا ہے وطن کے لئے  
قصر عالم کبھی قید خانہ کبھی  
نوک نیزہ کبھی تازیانہ کبھی  
کون سی تھی اذیت جو دی نہ گئی  
ہر جفا تھی اسیر محن کے لئے

قافلہ جا رہا ہے وطن کے لئے  
چھ مہینہ کی جاں اصغر بے زباں  
ہو گیا کر بلا کی زمیں میں نہاں  
سونے جنگل میں اب جا کے ڈھونڈوں کہاں  
ماں تڑپتی ہے اس گلبدن کے لئے  
قافلہ جا رہا ہے وطن کے لئے

جب چلے تھے مدینہ سے سب ساتھ تھے  
عون و جعفر تھے، اکبر تھے، عباس تھے  
جارہی ہوں مدینے کو کوئی نہیں  
اب مصیبت فقط ہے بہن کے لئے

قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے  
بین کرتی تھیں یہ بانوئے شاہ دیں  
میں کہیں رہ گئی میرا اصغر کہیں  
گود خالی ہے میری سکینہ نہیں  
مر گئی قید میں وہ وطن کے لیے

قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے  
اپنی بربادیوں کو گوارہ کیا  
خون میں ڈوبے گلوں کا نظارہ کیا  
دے دیا فاطمہ کا بھرا گلستان  
کربلا تیرے اجڑے چمن کے لئے

قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے  
کوئی چادر نہ تھی کیسی بیداد تھی  
ہاتھ ہوتے ہوئے بھی نہ آزاد تھی  
مکتلی مجبور کردی گئی تھی بہن  
اپنے بھائی کے دفن و کفن کے لئے

قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے  
قبر قاسم سے ہے یوں مخاطب پو پھی  
تیری شادی کچھ اس طرح بن میں ہوئی  
کوئی سہرے کا بھی پھول باقی نہیں  
ورنہ لے جاتی قبر حسن کے لئے

قافلہ جارہا ہے وطن کے لئے



نالہ غم سے ہلتا ہے چرخ کہن  
 قبر قاسم پہ آئی ہے بیوہ دلہن  
 چادر اشک لائی ہے بہر کفن  
 رن میں تیروں سے چھلنی بدن کے لئے

قافلہ جا رہا ہے وطن کے لئے  
 زینب دل حزین سہ کے رنج و محن  
 جب مدینہ میں پہنچے گی یہ خستہ تن  
 عمر بھر ہاتھ ملتی رہے گی بہن  
 بھائی عباس سے صف شکن کے لئے

قافلہ جا رہا ہے وطن کے لئے

☆☆☆☆☆

## زینبؑ نے کہا یہ رو رو کر میں قیدی ہوں

سید علی محمد رضوی (بچے)

زینبؑ نے کہا یہ رو رو کر میں قیدی ہوں  
 بابا آؤ دیکھو آکر میں قیدی ہوں

دربار میں بے پردہ ہوں کھڑی  
 بازو میں رن ہے میرے بندھی  
 نیرنگ زمانہ دیکھے کوئی

ظالم ہے تخت محمدؐ پر میں قیدی ہوں

نانا کا اٹھا جب سے سایہ  
 اک پل بھی چین ہم نے پایا  
 ہوتے ہوتے یہ دن آیا

شبیرؑ کا سر ہے نیزہ پر میں قیدی ہوں



برباد ہوا زہرہ کا چمن  
 بھائی ہے بے گور و کفن  
 میں ڈھیاری لاچار بہن  
 رو بھی نہیں سکتی میت پر میں قیدی ہوں

عباس علی قاسم اکبر  
 ننھی سی جان علی اصغر  
 سب چھوڑ گئے بن میں آکر  
 آزاد ہوئے سب جان دے کر میں قیدی ہوں

آؤ آؤ عباس علی  
 ہے نیموں میں سب آگ لگی  
 بے پردہ ہوئی اولاد نبی  
 کیا ہوگا ستم اس سے بڑھ کر میں قیدی ہوں

وہ دیکھو سیکینہ پھر روئی  
 پھر مار رہا ہے کوئی شقی  
 میں رن ہے میرے بندھی  
 میں روکوں تو روکوں کیونگر میں قیدی ہوں

اعدائے نے ہے باندھا رخت سفر  
 کیا جائے اب جانا ہو کدھر  
 رخت کے لئے آتی تو مگر  
 میں آ نہیں سکتی لاشے پر میں قیدی ہوں

کیا جانے آنا ہو کہ نہ ہو  
 ایک بار سیکینہ سے مل لو  
 مرجائے نہ وہ ڈھکیا رو رو  
 میں بہلانے کو ہوں تو مگر میں قیدی ہوں

میں کہنے خدا حافظ آئی  
 مجبور ہے بھیا ماں جانی  
 کیسے دوں کفن تم کو بھائی  
 چادر بھی نہیں میرے سر پر میں قیدی ہوں  
 اعدا سے اجازت گر پانی  
 اعزاز سے تم کو دفناتی  
 میں لوٹ کے گھر پر کہاں جاتی  
 مرجاتی میں رو رو کر میں قیدی ہوں  
 قائم ہو کہاں، اکبر ہو کہاں  
 اے عون و محمد جانی ہے ماں  
 عباس میرے اے شیر جوان  
 دیکھو تو ذرا بھیا اٹھ کر میں قیدی ہوں

☆☆☆☆☆

اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

سید علی محمد رضوی (بچے)

قید ستم سے چھٹ کہ وہ کنبہ رسول کا  
 کرب و بلا سے ہوتا مدینے کو جب چلا  
 اور دور سے جو شہر مدینہ نظر پڑا  
 زینب سی صابزہ کا جگر غم سے پھٹا

منہ کر کے ماں کی قبر کی جانب یہ دی صدا  
 اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

داغ دل پہ بہتر (۷۴) کے لائی ہوں

اماں لوٹ آئی ہوں، اماں لوٹ آئی ہوں

جب گئے تھے یہاں سے تو گھر تھا بھرا

گلستان تیرا پھولوں سے آباد تھا

ہائے دشت ستم ہائے کرب و بلا

لوٹ کر لے گئی سب بھرا گھر میرا

سب لٹا آئی تیری کمائی ہوں میں

اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

قاسم و اکبر و اصغر دلربا

سب کے سب ہو گئے کربلا میں جدا

شیر جیسا وہ عباس بھائی میرا

کٹ گئے ہاتھ ساحل پہ مارا گیا

نہر پہ بے کفن چھوڑ آئی ہوں میں

اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

چومتی تھی بڑے پیار سے جو گلا

دشت غربت میں تن سے ہوا وہ جدا

ایک قطرہ دم زنج مل نہ سکا

لاڈلا تیرا پیاسا جہاں سے گیا

خون بھرا پیہن ساتھ لائی ہوں

اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

بعد شبیر اتنا بڑا حوصلہ

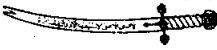
چھین کر لے گئے چادر پس اشقیاء

خیمہ اہل بیت رسول خدا

آگ لگتی گئی خاک ہوتا گیا

جلتے خیموں سے عابد کو لائی

اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں



جا بجا پا برہنہ یونہی سر کھلے  
شام و کوفہ کی گلیوں میں کھینچے گئے  
کیا کہوں والی شام کے سامنے  
ہاتھ تھے رسیوں میں ہمارے بندھے

نیل بازو کے دکھلانے آئی ہوں میں  
اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں

وہ دلاری سلیقہ بھتیجی میری  
کھا رہی تھی طمانچے میں چپ تھی کھڑی  
ہائے رے بے بسی، ہائے رے بے چارگی  
وہ ستم جھیلے جھیلے مرگئی

شام کی قید میں چھوڑ آئی ہوں میں  
اماں لوٹ آئی ہوں میں، اماں لوٹ آئی ہوں میں



## اے شیر نستان، حیدر عباس

سید علی محمد رضوی (سچے)

اے شیر نستان حیدر عباس  
دیتی تھی صدا زینب رو رو کر عباس

اے میرے شیر جواں اے میرے بھائی ہو کہاں  
شاق ہے دل پہ میرے تیری جدائی ہو کہاں  
دیر سے دیتی ہوں بھیا میں دہائی ہوں کہاں  
لگتی ہے فاطمہ زہرا کی کمائی ہو کہاں عباس

نخنجر ہے حلق سرو پر عباس

چھوڑ کر دشت مصیبت میں بہن کو بھائی  
تم نے اچھا ہی کیا دور بسائی بستی  
دیکھ سکتے تھے کہاں تم جو ہے حالت میری  
بلوۂ عام میں بھیا میں کھلے سر ہوں کھڑی عباسؑ

اعدالے گئے سر سے چادر عباسؑ

کیا اسی دن کے لئے مانگی تھی بابا نے دُعا  
آ کے پردیس میں ہو جاؤ گے تم ہم سے جدا  
سوتے ہو چین سے دریا کے کنارے بھیا  
کیا سائی نہیں دیتی تمہیں اہل من کی صدا عباسؑ

تہا ہیں کھڑے دن میں سرورؑ عباسؑ

گر کے گھوڑے سے صدا باپ کو اکبرؑ نے جو دی  
دلبر فاطمہؑ زہرہ کی عجب حالت تھی  
ہاتھ ملتے تھے کبھی گھاٹ کو تکتے تھے کبھی  
تھام کر ٹوٹی کر کہتے تھے فرزند نبی عباسؑ

لاؤں کیے لاش اکبرؑ

حال شبیرؑ کا اب تو نہیں دیکھا جاتا  
ہے کمر ختم نہیں آنکھوں سے بھائی دیتا  
یہ ضعیفی یہ جوان لال کا صدمہ بھیا  
تھام لو بڑھ کے ذرا ہاتھ تمہیں بھائی کا

کھاتے ہیں ٹھوکر پر ٹھوکر

بھائی کو بھول گئے دھیان نہ بہنوں کا رہا  
یاد آیا نہ کوئی پائی جو دریا کی ہوا  
ہائے کس دل سے کیا تم نے گوارا بھیا  
ہر طمانچہ پہ سیکنے نے تمہیں یاد کیا عباسؑ

جب چھینے گئے کانوں سے گوہر

ہے قیامت کا سماں لوٹ ہے ہر سمت مچی  
کوئی پرسان نہیں حالت ہے عجب بچوں کی  
تازیانے کوئی کھاتا ہے طمانچے کوئی  
آگ دامن میں ہے معصوم سیکنے کے لگی عباس  
بھیا اٹھو لو جلد خبر عباس

☆☆☆☆☆

## زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

سید علی محمد رضوی (پتے)

زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے  
کونین کی ہر دولت دے کر اس غم کی حفاظت کرنا ہے

شبیر کی خاطر جینا ہے، شبیر کی خاطر مرنا ہے  
یہ جسم رہے یا مٹ جائے مظلوم کا ماتم کرنا ہے  
زہرا کی تمنا پوری ہو، یہ جان رہے یا مٹ جائے  
رکنے کا نہیں شور ماتم ہر لمحہ ہر ساعت ہر دم  
زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے  
رکنے کا نہیں شور ماتم ہر لمحہ ہر ساعت ہر دم  
خون بن کے رگوں میں دوڑے گا نسلًا بعد نسلًا یہ غم  
یہ غم ہے امانت زہرا کی، اس غم کے امانت دار ہیں ہم  
ممكن نہیں اپنے جیتے جی اس غم پہ کوئی آنچ آجائے  
زہرا کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

اس پرچم کی عظمت کے لئے عباسؑ نے بازو دے ڈالے  
 اس پرچم کی عزت کے لیے، غازی نے سبے دل پر بھالے  
 اس پرچم کے مشکیزہ سے، لپٹے ہیں سکینہ کے نالے  
 عباسؑ علی کا پرچم ہے، یہ پرچم کیسے جھک جائے  
 زہراً کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

سالار حسینی کیا کہنا، معراج و فاء، سرتاج و فاء  
 ہر موج تڑپتی ہے اب تک، ساحل سے جو تو پلٹا پیاسا  
 تھا حکم حسینی جنگ نہ کی، ہر وار سہا ہر ظلم سہا  
 تھا ہوش میں جب تک فکر یہ تھی، پیاسی نہ سکینہ رہ جائے  
 زہراً کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

جب تک کہ یہ سکت اس جسم میں ہے، حق اپنا ادا کر دینا ہے  
 قسمت جو سعادت دے ہم کو یہ جان فدا کر دینا ہے  
 یا اشک سے یا خون دل سے اس دامن کو بھر دینا ہے  
 آئی ہے یہاں اک شہزادی امید کا دامن پھیلائے  
 زہراً کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے

یہ ماتم ہے اہل من کی صدا، ہر اشک ہے جذبہ نصرت کا  
 یوں حق کی طرف آجانے کا حاصل ہے ابھی تک ایک موقع  
 پہچان ضمیر و دل کی صدا اس ماتم میں شامل ہو جا  
 شبیر بلاتے ہیں اب تک، گر حر ہو کہیں تو آ جائے  
 زہراً کی دعا ہے یہ ماتم، یہ ماتم کیسے رک جائے



## فاطمہؑ کے چین نے، علیؑ کے نور عین نے

سید علی محمد رضوی (بچے)

فاطمہؑ کے چین نے، علیؑ کے نور عین نے  
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

حرف آرہا تھا، دین مصطفیٰ کے نام پر  
منبر رسولؐ بک رہا تھا تحت شام پر  
دین کی اساس نے، دست حق شناس نے  
امت محمدی کو، خواب سے جگا دیا  
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

ہر طرف سے بند ہو چکے تھے حق کے راستے  
خون مانگتا تھا دین زندگی کے واسطے  
دین کے اصول نے نائب رسولؐ نے  
زندگی کا فرض اپنے خون سے چکا دیا  
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

بڑھتے بڑھتے بات جب اصول دین پہ آگئی  
اور یزیدیت کی شکل میں عروج پا گئی  
بڑھ کے پھر دلیر نے شیر حق کے شیر نے  
دوپہر میں تخت و تاج و قیصر شام ڈھا دیا  
با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

دل یہ کہاں سے لاؤں جو کروں واقعہ بیان  
تین دن کی پیاس میں وہ حوصلہ تھا الاماں  
ظلم کے اسیر نے، ان میں اک صغیر نے  
مسکرا کے فوج شام کو رُلا رُلا دیا

با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

لاکھ جان و دل نثار سید انام پر  
رو دیا فلک بھی بے کسی تشنہ کام پر  
اپنے مہ جبین کو دلبر حسینؑ کو  
کھینچ کر گلے سے تیر جب گلے لگا لیا

با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

دفن کر چکے جو پارہ جگر کو شاہ دیں  
قبر پہ چھڑکنے کو نہ ملا آب جب کہیں  
شاہ دل ملول نے دلبر بتولؑ نے  
لحد بے زبان کو اپنے آنسوؤں سے تر کیا

با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

دل تڑپ اٹھا جو کربلا کی یاد آگئی  
تفکری شاہ کربلا لہو رُلا گئی  
شہدہ کی نمگسار نے چشم اشک بار نے  
دامن راہ نجات موتیوں سے بھر دیا

با خدا حسینؑ نے دین کو بچا لیا

## ہاں عزادارِ حسینی، یہ چلن زندہ رہے

سید علی محمد رضوی (پتے)

ہاں عزادارِ حسینی، یہ چلن زندہ رہے  
یوں ہی سجتے رہیں اٹھتے رہیں ہر سال علم  
شور گریہ ہو سوا جذبہ ماتم نہ ہو کم  
نسل در نسل مناتے رہو شبیر کا غم  
تا ابد تذکرہ کرب و بلا زندہ رہے

جاہ و اجلال و حشم آیا نہیں کچھ بھی کام  
جتنا باطل نے دبایا یہ ہوا اتنا ہی عام  
چھا گئے سارے جہاں پر میرے مظلوم امام  
تخت کو روند کے پابند رسن زندہ رہے

جس قدر آج ضرورت ہے حسینیت کی  
اتنی شدت سے نہ پہلے کبھی محسوس ہوئی  
چار سو پھیلے یزید ستم ایجاد ہو گئی  
چاہتے ہیں کہ وہی رسم کہن زندہ رہے

بڑھ کے ڈھا دو ستم و جور کے ایوانوں کو  
توڑ دو کفر و ضلالت کے صنم خانوں کو  
خون سے تعمیر کردو دین کے کاشانوں کو  
ہوں ستم لاکھ بزرگوں کا چلن زندہ رہے

نئے انداز، نئے طور، نئی تیاری  
 نئے قانون، نئی فکر وہی بیماری  
 جنگ صفین ہے اے دوست ابھی تک جاری  
 ایسے آشوب میں حق کہنے کا فن زندہ رہے

جس کا باپ احمد مرسل کا کھلا دشمن تھا  
 جس کی مادر نے چبا ڈالا جگر حمزہ کا  
 اب مسلمان مناتے ہیں جنم دن اس کا  
 ہم یہ دن دیکھنے کو چرخ کہن زندہ رہے

نور نے حق کے کیا ظلمت باطل تاراج  
 نہ رہا تخت یزیدی نہ رہا اس کا تاج  
 سو گیا موت کی آغوش میں شاہی کا مزاج  
 ریگزاروں پہ تڑپتے ہوئے تن زندہ رہے

جب روہاں خنجر کیس حلق پہ دیکھا ہوگا  
 سانحہ کیا دل مغموم پہ گزرا ہوگا  
 بڑھ کے اور اس سے زمانے میں ستم کیا ہوگا

☆☆☆☆☆

زیر قدم ہے قبر کی منزل بڑھنا آگے حشر کا میداں ہے

سید علی محمد رضوی (پتے)

زیر قدم ہے قبر کی منزل بڑھنا آگے حشر کا میداں ہے  
 زیست کے رہرو سوچ کے بڑھنا ہاتھ میں کس کا اماں ہے  
 کہتے تھے انصار شہہ دیں آج ہے دن قربانی کا  
 جس نے لگا دی جاں کی بازی ہاتھ اسی کے میداں ہے  
 شمشا ہے کی قبر بنا کر آنکھ میں آنسو آہی گئے  
 ضبط کی کوئی حد ہوتی ہے انسان آخر انسان ہے  
 کہتی تھی بانو میرے اصغر تو جو نہیں کیا چین آئے  
 جھولا خالی گود ہے اجڑی گھر سونا دل ویراں ہے  
 کانپ رہا ہے اس کا کلیجہ تیر ہے جس کی چنگی میں  
 ہونٹوں پر ہے اسکے تہسم جس کے گلے میں پیکاں ہے

☆☆☆☆☆

کچھ نہیں، ہم غم سرور کے سوا مانگتے ہیں

سید علی محمد رضوی (پتے)

کچھ نہیں، ہم غم سرور کے سوا مانگتے ہیں  
 حاتم شہہ کو، بس آزاد فضا مانگتے ہیں  
 مال دولت نہ حکومت، بہ خدا مانگتے ہیں  
 ہم گدائے درزہرا، میں عزا مانگتے ہیں

اہل ماتم ہیں لہو دیتے ہیں فرشِ غم کو  
 وہ الگ لوگ ہیں جو اس کا صلہ مانگتے ہیں  
 جس کو دنیا ہو اُسے دیدے یہ جنت یارب  
 ہم تو شبیر کے قدموں میں جگہ مانگتے ہیں  
 کیا ڈراتے ہو ہمیں موت سے دنیا والو  
 ماتم پہ عزادار قضا مانگتے ہیں  
 آل سے اُمت احمد کا تقابل نہ کرو  
 وہ وسیلہ ہیں دُعا کا، یہ دُعا مانگتے ہیں  
 اشقیاء سبطِ پیبر کا گلا مانگتے ہیں  
 اور حسین ابن علی حق کی رضا مانگتے ہیں  
 دست ماتم کو تراشو گے کہاں تک دیکھیں  
 ہم تو ہر حال میں وعدہ کی وفا مانگتے ہیں  
 ماں بلائیں لیے جاتی ہے رخِ اکبر کی  
 اور اکبر ہیں کہ مرنے کی رضا مانگتے ہیں  
 لپکے چلو میں حقارت سے گرا دیتے ہیں  
 پانی دریا سے کہیں اہل وفا مانگتے ہیں  
 جس کو تطہیر کی چادر سے نوازا حق نے  
 یہ مسلمان اُسی سر سے ردا مانگتے ہیں  
 درِ حنجر ہے گلا اور حسین ابن علی  
 بخشش اُمت عاصی کی دُعا مانگتے ہیں  
 خون میں ڈوبے ہوئے سُرخ پھریرے یہ علم  
 انتقام سر شاہ شہدا مانگتے ہیں  
 مرقدِ فاطمہ زہرا کو رہائی ہو نصیب  
 کعبہ ہم جا کے یہی دل سے دُعا مانگتے ہیں  
 ☆☆☆☆☆

صدائیں دے رہی ہے، ٹھوکریں کھاتی ہے ماں در در

سید علی محمد رضوی (تھے)

صدائیں دے رہی ہے، ٹھوکریں کھاتی ہے ماں در در،  
کہاں سوتے ہو، کیوں دیتے نہیں آواز اٹھ اٹھ کر

علی اکبر، علی اصغر

صداؤں پر صدائیں دے رہا ہے باپ ہل من کی  
مصیبت کی گھڑی ہے چین سے سوتے ہو تم دلبر

علی اکبر، علی اصغر

ضعیفی میں پدر یوں ٹھوکریں کھاتا ہے در در کی  
کوئی ایسا نہیں دے دے سہارا جو ذرا بڑھ کر

علی اکبر، علی اصغر

فرس سے خاک پہ گرنے کو ہے لخت دل زہرا  
ہزاروں زخم ہیں اور ایک جسم جان پیغمبر

علی اکبر، علی اصغر

کے آواز دوں کس کو پکاروں اس مصیبت میں  
گلوئے شاہ دیں پہ چل رہا ہے شمر کا خنجر

علی اکبر، علی اصغر

مد کے واسطے کس کو صدا دوں آہ نیموں میں  
لگی ہے آگ اور غش میں پڑے ہیں عابد مضطر

علی اکبر، علی اصغر

گلے میں طوق بیٹری پاؤں میں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں  
چلا جاتا ہے میر کارواں پہنے ہوئے لنگر

علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

کہاں پہ سو رہے۔ ہو غیرتِ آلِ نبیؐ ہاشم  
سر بازارِ کوفہ ہوں میرے سر پر نہیں چادر

علی اکبرؑ، علی اصغرؑ

پھوپھی اماں چھپائے چہرہ اقدس کو بالوں سے  
کھلے سر جا رہی ہیں شام کے دربار میں دلبر

☆☆☆☆☆

## علیؑ ازل سے مری روح کی پکار میں ہے

سید علی محمد رضوی (تختی)

علیؑ ازل سے مری روح کی پکار میں ہے

ولا علیؑ کی ہمارے لہو کی دھار میں ہے

علیؑ کے ذکر سے پہنچا ہوں آسمانوں تک

شمار میرا بھلا ورنہ کس شمار ہے

علیؑ کے قبضہ قدرت میں کیا ہے کیا معلوم

یہ دو جہاں کی خدائی تو اختصار میں ہے

علیؑ ہیں عیض میں خیر کی آج خیر نہیں

نگاہ در پہ جمی ہاتھ ذوالفقار میں ہے

نہ جانے کب کی قیامت گزر گئی ہوئی

وجودِ حجت باری لئے حصار میں ہے

سجالیں زیر قدم آگ یا علیؑ کہہ کر

حسین کے تو غلاموں کے اختیار میں ہے



سلاح ماتم شیرِ زیب تن رکھنا  
 عزائے سبط نبی دشتِ کارزار میں ہے  
 علم کے سائے میں بڑھتے چلو قدم بہ قدم  
 ہر اک قدم پہ عبادت کی رہ گزار میں ہے  
 لہو حسینؑ کا جب سے پیا ہے کیتی نے  
 بساطِ عالم امکان نہیں قرار میں ہے  
 ہے سر پہ سایہ کیے جس کے چادر و تظہیر  
 وہ سر برہنہ کھڑی شام کے دبار میں ہے  
 بلند جس سے کیا تھا علیؑ نے خیبر کو  
 وہ زور بازوئے عباسؑ نامدار میں ہے  
 لگا کے برجھی کیلجے سے سو گئے اکبرؑ  
 بہن مدینے میں بھائی کے انتظار میں ہے

☆☆☆☆☆

## زینبؑ بے ردا شام کا بازارِ خدایا

سید علی محمد رضوی (تجے)

زینبؑ بے ردا شام کا بازارِ خدایا  
 آتے ہیں نظرِ حشر کے آثارِ خدایا  
 کیا شام میں اب کوئی مسلمان نہیں ہے  
 گھیرے ہوئے کعبہ کو ہیں کفارِ خدایا  
 ذروں کے ستم اور محمدؐ کی نواہی  
 مثلِ ہونہ گئے دستِ ستم گارِ خدایا

زرخ زرد ہے صدے سے لہو آنکھوں سے جاری  
 دم توڑ نہ دے قافلہ سالار خدایا  
 معصوم سیکنہ کو طمانچوں سے بچالے  
 یہ دستِ ستم پھول سے زخار خدایا  
 ایک ایک سے جو آج ردا مانگ رہے ہیں  
 یہ اجر رسالت کے ہے حق دار خدایا  
 تطہیر کی آیت سے جنہیں تونے نوازا  
 سر ننگے کھڑے ہیں سر دربار خدایا  
 فسخہ کی حفاظت کے لیے کھنچ گئی تلوار  
 زینب کا نہیں کوئی طرف دار خدایا  
 سنتے ہیں کہ ہمشکل نبی تھے علی اکبرؑ  
 دکھلا دے وہ صورت مجھے اک بار خدایا

☆☆☆☆☆

## قرآن اور حسین

سید علی محمد رضوی (سجے)

واللہ سر مو فرق نہیں ہے دونوں کے مابین  
 اُترا وہ قلب محمدؐ پر یہ زہرا کے گھر میں آیا  
 تا بہ کوثر اک دوسرے سے ہوں گے نہ کبھی یہ دونوں جدا  
 دونوں میں نور ہے دونوں کی منزل تا بہ تو سین  
 وہ خواب ہے اور تعبیر ہیں یہ وہ خاکہ ہے تعبیر ہیں یہ  
 قرطاس دو عالم پر لکھی تحریر ہے وہ تعبیر ہیں یہ  
 محبوب الہی کے دل کا یہ دونوں ہی ہیں چین

وہ معجزہ ہے اعجاز ہیں یہ وہ نور ہے یہ اس کا پیکر  
 پروان چڑھے ہیں یہ دونوں آغوشِ پیہر میں پل کر  
 قرآن لبوں سے کھیلتا تھا اور زلفوں سے حسینؑ  
 ہر مومن پر ہر مسلم پر فرض ان دونوں کی الفت ہے  
 لاریب اصول دین ہیں یہ ان کو اللہ سے نسبت ہے  
 یہ اُس کے ولی ہیں عالم ہے جس کے زیرِ نعلین  
 جان دار کے حق پر شہہ نے کیا قرآن کے دشمن کو ابتر  
 قرآن صدائیں دیتا ہے انا اعطیناک الکوثر  
 باقی ہے نسل محمدؐ کی جب تک ہے نسل حسینؑ  
 شبیرؑ ہے جس کو عشق نہیں کب اس کو نبی سے الفت ہے  
 قرآن ہے کافی جن کے لیے وہ کہتے ہیں یہ بدعت ہے  
 کھلتا ہے ان کو یہ ماتم یہ غم یہ ذکر حسینؑ  
 قرآن پیام احمدؑ ہے شبیرؑ سلام احمدؑ ہے  
 ان دونوں کے دم سے قائم عالم میں نظام احمدؑ ہے  
 اللہ و نبیؐ کی محبت ہیں یہ مابین کونین  
 درسِ قرآن دیا شہہ نے عالم کو اٹھی تلواروں میں  
 اک حرفِ شہادت کی لکھ دی تفسیر بہتر (۷۲) پاروں میں  
 قربان ترے اے وارثِ علم شاہ بدر و حنین  
 اعدا نے ستم کے تیروں سے قرآن کیا پارہ پارہ  
 شبیرؑ کا لاشہ گھوڑوں کی ٹاپوں میں آ کر بکھر گیا  
 جیسی بھی مصیبت گزر رہی ہے وہ گزری ہے طرفین  
 قرآن کو نوکِ نیزہ پر بے دینوں میں لے آئے اعدا  
 مہمان بلا کر سرودؑ کو پانی نہ دیا سر کاٹ دیا  
 کھولے ہوئے اک دکھاری ماں کرتی رہ گئی بین

افسوس نبیؐ کی امت نے ان دونوں ہی کی قدر نہ کی  
 نیزوں سے لگائے زخم کبھی تیروں سے کیا گا ہے زخمی  
 امت نے بعد پیغمبرؐ لوٹا دونوں کا چین  
 صد حیف نبیؐ کی عترت کو تقدیر نے یہ دن دکھلایا  
 تاشام بلا کے میدان سے نیزے پر سر بازار گیا  
 قرآن سنانا لوگوں کو زہراً کا نور عین

☆☆☆☆☆

## آتی ہے سکیئہ کی صدا کرب و بلا سے

سید علی محمد رضوی (سنجے)

آتی ہے سکیئہ کی صدا کرب و بلا سے  
 عمو ہو کہاں آؤ کے ہم ہیں ابھی پیاسے  
 پھٹتا ہے جگر، پیاس یہ لے لے نہ میری جاں  
 سچ بھی گئی گر شمر کے دڑوں کی سزا سے  
 بے شیر کے ہونٹوں پہ نہیں پیاس کا شکوہ  
 تر کر دیا اعدا نے گلا تیر جفا سے  
 جو رن کو گیا آیا کہاں رن سے پلٹ کر  
 دیتی ہیں پھوپھی جان مجھے یوں ہی دلا سے  
 سختی ہوں تپیموں کی دُعا رد نہیں ہوتی  
 یارب مجھے ملوا دے پھر اک بار چچا سے  
 ماں بہنیں کھلے سر ہیں لہو روتی ہیں آنکھیں  
 اٹھتا نہیں بھائی کا مرے سر ہے حیا سے

## تم سے بچھڑ کے ماں کا مشکل بہت جینا

سید علی محمد رضوی (بچے)

تم سے بچھڑ کے ماں کا، مشکل بہت جینا  
ماں کو بھی ساتھ لے لو، رک جاؤ! اے سیکینہ

رک جاؤ! اے سیکینہ، رک جاؤ! اے سیکینہ

ہر سمت ہے اندھیرا، ہر راہ پر خطر ہے  
ہر راہ پر خطر ہے، ہر سمت ہے اندھیرا  
دشمن ہے چار جانب، دل میں چھپائے کینہ

رک جاؤ! اے سیکینہ، رک جاؤ! اے سیکینہ

کھا کھا کے تم طمانچے، گھبرا گئی ہو شاید  
گھبرا گئی ہو شاید، کھا کھا کے تم طمانچے  
تا شام سیکھ جاؤ گلو ان آنسوؤں کو پینا

رک جاؤ! اے سیکینہ، رک جاؤ! اے سیکینہ

آ جاؤ میں سلا دوں سر ڈانوؤں پہ رکھ کر  
سر ڈانوؤں پہ رکھ کر آ جاؤ میں سلا دوں  
زخمی بہت ہے بی بی تیرے پدر کا سینہ

رک جاؤ! اے سیکینہ، رک جاؤ! اے سیکینہ

عمو کو جانِ مادر اس طرح نہ صدا دو  
اس طرح مت صدا دو عمو کو جانِ مادر  
عباس کی جبین پر آجائے گا پینہ

رک جاؤ! اے سیکینہ، رک جاؤ! اے سیکینہ

رخ پر لہو جما ہے کانوں سے خوں ہے جاری  
کانوں سے خوں ہے جاری رخ پر لہو جما ہے  
بیٹا تڑپ اٹھے گا جان شہہ مدینہ  
رک جاؤ! اے سکیئہ، رک جاؤ! اے سکیئہ

ہیں قید شام کی اب تنہائیاں مقدر  
تنہائیاں مقدر ہیں قید شام کی اب  
بی بی نصیب میں اب تیرے کہیں مدینہ  
رک جاؤ! اے سکیئہ، رک جاؤ! اے سکیئہ

یہ بے کسی یہ غربت یہ دشت نینوا کا  
یہ دشت نینوا کا یہ بے کسی یہ غربت  
ڈوبا کہاں ہے آکر تقدیر کا سفینہ  
رک جاؤ اے سکیئہ، رک جاؤ! اے سکیئہ

☆☆☆☆☆

یہ کہتے تھے شہہ مضطر سکیئہ ہم نہیں ہوں گے

سید علی محمد رضوی (بچے)

یہ کہتے تھے شہہ مضطر سکیئہ ہم نہیں ہوں گے  
وہ وقت آئے گا اب تم پر سکیئہ ہم نہیں ہونگے  
لگے گی آگ جل جائیں گے خمیے بھی قاتیں بھی  
بنانا خاک کو بستر سکیئہ ہم نہیں ہوں گے  
لہو کانوں سے بر سے گا طمانچے رخ پہ برسیں گے  
پھرائی جاؤ گی در در سکیئہ ہم نہیں ہوں گے

جو بعد عصر بیٹی تیرے دامن میں لگی ہوگی  
 بچھے گی آگ وہ کیوں کر سیکنہ ہم نہیں ہوں گے  
 میرے سینے پہ سونے کے بجائے دیکھو سو جانا  
 پھوپھی اماں کے زانو پر سیکنہ ہم نہیں ہوں گے  
 تمہاری ماں پھوپھی بہنوں کے سر سے آہ چھینے گا  
 کوئی مفقع کوئی چادر سیکنہ ہم نہیں ہوں گے  
 بھدار ماں جو میں نے دونوں کانوں میں پہنائے تھے  
 چھینیں گے آہ جب گوہر سیکنہ ہم نہیں ہوں گے  
 کہیں نائقے سے گرجاؤں گی رستے میں تو گودی میں  
 اٹھائے گی میری مادر سیکنہ ہم نہیں ہوں گے

☆☆☆☆☆

## ہوگئی آہ بے پدر زینبؑ

سید علی محمد رضوی (تجے)

ہوگئی آہ بے پدر زینبؑ کم ہے اب روئے جس قدر زینبؑ  
 آج ہے فرشِ غم پہ اہل عزا باپ کے غم میں نوحہ گر زینبؑ  
 اہل رہا ہے مزار روتی ہے  
 ماں کی تربت پہ کھولے سر زینبؑ  
 روک لے آنسوؤں کو اپنے ذرا اب تو رونا ہے عمر بھر زینبؑ  
 دیکھنا ایک دن دکھائے گی شام تجھ کو یہی سحر زینبؑ  
 ابتدا ہے ابھی تو کوفے میں  
 تجھ کو ہونا ہے در بدر زینبؑ

مجمع عام ہوگا گلیوں میں اور ہوگی برہنہ سر زینبؑ  
تیرے نالوں سے ہو رہا ہے پاپا ایک کھرام عرش پر زینبؑ  
سیدہ آگنی ہیں جنت سے  
سارا ماتم کدہ ہے گھر زینبؑ  
کرتے ہیں جس طرح یتیم بسر رونقیں اٹھ رہی ہیں دنیا کی  
اب کرو غم یوں بسر زینبؑ جا رہا ہے تیرا پدر زینبؑ

☆☆☆☆☆

پیا سا ہے تین روز سے کنبہ رسولؐ کا، اے نہر علقمہ!

سید محمد علی رضوی (سجے)

پیا سا ہے تین روز سے کنبہ رسولؐ کا، اے نہر علقمہ  
کچھ تجھ سے دور بھی نہیں پیاسوں کا قافلہ، اے نہر علقمہ

اللہ رے وفائے علمدار کر بلا  
قبضہ کیا فرات پہ پانی نہیں پیا

اے نہر علقمہ.....

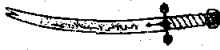
حسرت سے دیکھتے رہے بچے سوئے فرات  
سقائے اہل بیت نہ خیمے تک آسکا

اے نہر علقمہ.....

سوکھی ہوئی زباں سے بٹی حسینؑ کی  
اپنے چچا کے واسطے کرنی رہی دعا

اے نہر علقمہ.....





- پانی کے ایک گھونٹ کا کرتا ہوا سوال  
اکڑسا نوجواں بھی پیاسا چلا گیا
- اے نہر ..... علقمہ.....
- چھ ماہ کے صغیر نے کھایا ستم کا تیر  
بانو کے نونہال کو پانی نہیں ملا
- اے نہر ..... علقمہ.....
- تو سامنے رواں تھی تیرے ہوتے شرم کر  
پیاسا گیا جہاں سے نواسے رسول کا
- اے نہر ..... علقمہ.....
- زہرا کے نورعین کی اللہ رے تشنگی  
سوکھے گلے پہ شمر کا خنجر بھی چل گیا
- اے نہر ..... علقمہ.....
- آئے گا پھر پلٹ کے نہ زہرا کا نورعین  
اب لاکھ کروٹیں لیں وہ لمحہ گزر گیا
- اے نہر ..... علقمہ.....
- زینب کے سر سے چھین رہا ہے رواعین  
عباس نامدار کھلو دے، دو ذرا صدا
- اے نہر ..... علقمہ.....



## کیسے ہو مسلمان چراغوں کو بجھا دو

سید علی محمد رضوی (پتے)

کیسے ہو مسلمان چراغوں کو بجھا دو  
شہزادی کو نین کھلے سر ہے ردا دو  
اٹھتا ہوا خمیوں سے دھواں دیکھنے والا  
اسلام کے گھر میں ہے لگی آگ بجھا دو

گھوڑوں سے تن سبٹ نبی روند رہے ہو  
در پہ ہے بہن رن کی ذرا خاک اڑا دو  
ناموس پیمبر پہ ستم توڑنے والا  
کیا دو گے جو اب احمد مرسل کو بتا دو

اس دن کے لیے پالا تھا کیا بنتِ نبی نے  
شبیخ کا سر کاٹ کے نیزے پہ چڑھا دو  
ماں دیکھ نہ لے سر کو کہیں بر سر نیزہ  
جس پہ سر اصغر ہے ذرا دور ہٹا دو

یہ شام کا بازار محمد کی نواں  
عریاں سر اسلام ہے چادر تو اڑھا دو  
انگلی جو اٹھے سید ابرار کی جانب  
یا کاٹ دو یا بڑھ کے گلہ اپنا کٹا دو

گھبرا کے طمانچوں سے یہ کہتی تھی سکینہ  
اچھی پھوپھی اماں میرے عمو کو بلا دو  
کیا تم میں کوئی صاحب اولاد نہیں ہے  
بچی ہے نہ اسطرح طمانچوں کی بڑا دو

شبیر کے ماتم کی صدا گونج رہی ہے  
اٹھو میری آواز سے آواز ملا دو

☆☆☆☆☆

ہے عجب شام کے زندان میں کہرام بپا

سید علی محمد رضوی (تجے)

ہے عجب شام کے زندان میں کہرام بپا  
بین سے بالی سکینے کے لرزتی ہے فضا  
سرد ہے سارا بدن زرد ہے غم سے چہرہ  
آہ کرنی ہے تو بل جاتا ہے زنداں سارا

خواب سے چونک کے اٹھ بیٹھی ہے روتی روتی  
اپنے سینے سے لگائے ہوئے بیٹھی ہے پھوپھی  
رو کے کہتی ہے کہ بابا میرے پاس آئے تھے  
پھوپھی اماں وہ میرے پاس یہاں بیٹھے تھے

مجھ سے کہتے تھے میرا دل نہیں لگتا بیٹی  
آجا اب آجا میری گود میں آجا بیٹی  
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو  
پھوپھی اماں میرے بابا سے ملا دو مجھ کو

وہ یہیں ہونگے کہیں آپ ذرا دیں تو صدا  
کہیے اُن سے میری جانب سے کہ بیٹی ہو فدا  
دور ہی سے ذرا آواز سنا دو مجھ کو  
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

غم سے پھٹ جائیگا بیٹی کا کلیجہ بابا  
نجش دو مجھ کو اگر کی ہو کوئی میں نے خطا  
ہوں سزا دار پر اتنی نہ سزا دو مجھ کو  
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

شکر اللہ کا مشکل ہوئی آسان میری  
کٹ گئے قید کے دن آگئی رخصت کی گھڑی  
اب سفر خیر سے گزرے یہ دُعا دو مجھ کو  
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

ہے خوشی کی یہ گھڑی آنکھ نہ کیجئے پریم  
آپ کو دیتی ہوں میں عوں و محمد کی قسم  
مسکراتے ہوئے جانے کی رضا دو مجھ کو  
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

بند آنکھیں ہوئی جاتی ہیں میری دیکھیں ذرا  
لوریاں دیتی ہے مجھ کو کوئی مانوس صدا  
نیند آتی ہے پھوپھی جان سلا دو مجھ کو  
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

مانگیئے اب نہ دعائیں میرے جینے کے لیے  
دیکھئے آگئے بابا مجھے لینے کے لیے  
قبلہ رُو کر کے پھوپھی جان لٹا دو مجھ کو  
کب سے بے چین ہوں صورت تو دکھا دو مجھ کو

ہائے تقدیر کہ مر کر بھی رہیں زنداں میں  
قبر بھی پائی تو بچی نے وہیں زنداں میں  
کیا خطا کی تھی سکینہ نے بتا دو مجھ کو  
کب سے بے چین ہوں صورت تو دیکھا دو مجھ کو

☆☆☆☆☆

## حسینؑ سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے

سید علی محمد رضوی (پنجے)

حسینؑ سب تیری قربانیوں کا صدقہ ہے  
 کہ آج تک دل انسانیت دھڑکتا ہے  
 غم حسینؑ میں آنسو پھر اس کے بعد ارم  
 خرید لو کہ یہ سودا بہت ہی سستا ہے  
 لہو حسینؑ کا کچھ ایسا کر گیا روشن  
 کہ آندھیوں میں بھی حق کا چراغ جلتا ہے  
 مہالہ کی یہ سورت بتا رہی ہے ہمیں  
 کہ پیچھن کے مقابل جو آئے جھوٹا ہے  
 حسینیت کو لہو چاہئے بقا کے لئے  
 یزیدیت نے پھر اک بار سر ابھارا ہے  
 اسے حسینؑ سے نسبت نہ دو خدا کے لئے  
 جو مصلحت سے عم شہ میں کام لیتا ہے  
 ہے کیا جواز ستم اے زمین کرب و بلا  
 کہ تین روز سے مہمان تیرا پیاسا ہے  
 الہی خیر کسی کی نظر نہ لگ جائے  
 ضعیف باپ کا کڑیل جوان بیٹا ہے  
 جسے حسینؑ نے اٹھارہ سال پالا تھا  
 زمین گرم پہ وہ ایڑیاں رگڑتا ہے  
 خدارا اس کو ٹھانچے نہ مار اے ظالم  
 یہ بچی غم کی ستائی ہوئی سیکتہ ہے

نہ لوٹ چادر زینبؑ نہ چھین سر سے ردا  
یہ بنت زہراؑ ہے ظالم یہ بنت زہراؑ ہے  
سر اپنا پیٹ کے روئے تڑپ تڑپ کے حبیث  
سنا جو بنت علیؑ نے سلام بھیجا ہے

☆☆☆☆☆

صدیوں سے اٹھا رہا ہے غازی کے علم کو

سید علی محمد رضوی (سچے)

صدیوں سے اٹھا رہا ہے غازی کے علم کو  
باطل نہ جھکا سکتا علم کو ہے نہ ہم کو  
مرنا ہو جسے حق پہ علم پر وہ رکھے ہاتھ  
ہو خوف جیسے جان کا بڑھائے نہ قدم کو  
روشن میرا سینہ ہے غم سبٹ نبی سے  
سینے سے لگا رکھا ہے شبیرؑ کے غم کو  
بکھرائے ہوئے قرآن کے اوراق پڑے ہیں  
اے کرب و بلا تجھ پہ کہاں رکھوں قدم کو  
اے زائرؑ شبیرؑ ادھر آ ادھر آ جا  
آنکھوں سے لگا لوں میں ترے نقش قدم کو  
پوتے کی خبر لیجئے یا حیدرؑ کرار  
صدے سے کہیں توڑ دے بیمار نہ دم کو  
ہے ماتمؑ شبیرؑ کا بھرپور یہی حال  
ڈھاتا چلا آیا ہے ہر ایک قصر ستم کو  
سر کاٹ کر شبیرؑ کا نیموں کو جلا کر  
بے پردہ مسلمان نے کیا اہل حرم کو

## ہے رخصت کی گھڑی اے کر بلا والوں خدا حافظ

سید علی محمد رضوی (تجے)

ہے رخصت کی گھڑی اے کر بلا والوں خدا حافظ  
 سلام آخری اے کر بلا والوں خدا حافظ  
 نہ ہم سے ہو سکا کچھ بھی ادا حق میزبانی کا  
 ہے یہ شرمندگی اے کر بلا والو خدا حافظ  
 تمہارے ساتھ زہرا بھی یہاں تشریف لائی تھیں  
 یہ عزت بھی ملی اے کر بلا والو خدا حافظ  
 ہمارے گھر کی رونق بھی تمہارے ساتھ جاتی ہے  
 اداسی چھا گئی اے کر بلا والو خدا حافظ  
 تمہارے غم میں روتے روتے مر جاتے تو اچھا تھا  
 یہ حسرت رہ گئی اے کر بلا والوں خدا حافظ  
 پھر اگلے سال ہم یونہی صفِ ماتم بچھانگے  
 رہی گر زندگی اے کر بلا والو خدا حافظ

☆☆☆☆☆

## شبیّر کا ماتم کیا زہرہ سے دعالی

سید علی محمد رضوی (تجے)

شبیّر کا ماتم کیا زہرہ سے دعالی      ہم آئے نہیں فرشِ عزا سے کبھی خالی  
 خاکِ در زہرہ سے جبین کیا ہے سجالی      جنت ہے کھڑی در پہ میرے بن کے سوالی

سینے سے سناں کھینچ کے فرزند نبیؐ نے  
ہلنے لگی مقل کی زمیں جب شہد دیں نے  
لاش اکبرؑ مہرہ کی کلیجے سے لگالی  
برچھی علی اکبرؑ کے کلیجے سے نکالی

لونا گیا زہرہ کا چمن کرب و بلا میں  
موجوں کو تڑپتا ہوا چھوڑ آیا لب نہر  
ماؤں کی بھری گود یہاں ہو گئی خالی  
غازیؑ نے نظر مڑ کے بھی پانی پہ نہ ڈالی

لے جاتے کہاں میت بے شیر کو شہیدؑ  
ساحل پہ تڑپتا رہا عباسؑ کا لاشہ  
اک ننھی سے تربت وہیں مقل میں بنا لی  
خیسے میں تڑپتی رہی آغوش کی پالی

☆☆☆☆☆

جنت ہے دو قدم پہ، قدم تو بڑھا کے دیکھ

سید علی محمد رضوی (بچے)

جنت ہے دو قدم پہ، قدم تو بڑھا کے دیکھ  
ہرا! بن، در حسینؑ کی جانب تو آ کے دیکھ

طوفاں کو موڑ دیتے ہیں ہم کہہ کے یا علیؑ  
ہے سامنے کی بات گمراہ آزما کے دیکھ

تھکتی نہیں زبان صحابہ کے ذکر سے  
میثمؑ کا ذکر بھی کبھی ہونٹوں پہ لا کے دیکھ

در در بھٹک رہا ہے خوشی کی تلاش میں  
پل بھر غم حسینؑ بھی دل میں بسا کے دیکھ



دُفنا کے آرہا ہے پیاسا صغیر - کو  
 شیر کی نظر سے نظر تو ملا کے دیکھ  
 کیا پوچھتا ہے سبطِ پیمبر کا حوصلہ  
 کڑیل جوان لال کا لاشہ اٹھا کے دیکھ  
 بے پردہ کس کی آل ہے بازارِ شام میں  
 اے شرم اپنی شرم کا پردہ ہٹا کے دیکھ  
 کیونکر حسین لاشہٴ اصغر چھپاتے ہیں  
 اک شیرِ خوار بچے کی تربت بنا کے دیکھ  
 یاد آئے گا حسین کے بے شیر کا گلا  
 ہاتھوں پر اک صغیر کو ناوک کھلا کے دیکھ  
 زنداں میں بین کرتی تھیں کس طرح پیبیاں  
 آنکھوں سے اپنی خون کا دریا بہا کے دیکھ



## تاجدارِ امامت، وصیِ نبی، علیؑ ہے، علیؑ

سید علی محمد رضوی (بچے)

تاجدارِ امامت، وصیِ نبی، علیؑ ہے، علیؑ - علیؑ ہے علیؑ  
 بعد ختمِ رسل لائقِ سرداری علیؑ ہے علیؑ

بات یہ تو بہت ہی ہے آسان سی  
 کیا کریں مصطفیٰؐ گر نہ سمجھے کوئی  
 صاف الفاظ میں کہہ رہے ہیں نبیؐ  
 میں ہوں جس کا مرے بعد اس کا دلی

علیؑ ہے علیؑ، علیؑ ہے علیؑ

گونجتی تھی صدا رن میں جب عمر کی  
آئے بدمقابل مرے ہے کوئی  
دیکھ کر سورماؤں کا چہرہ نبی  
سوچ میں تھے کہ حیدر نے آواز دی

علی ہے علی ہے علی ہے علی

یوں تو لے کے گئے رن کو لشکر سبھی  
جنگ خیر مگر فتح ہو نہ سکی  
اب چلا ہے علم لے کے ایسا جری  
خاک ہو جائے گی مرجی عستری

علی ہے علی ہے علی ہے علی

بستر مصطفیٰ پر دل مصطفیٰ  
رات بھر چین کی نیند سوتا رہا  
ٹولہ اہل شر خون سے چیخ اٹھا  
صبح اٹھ کر جو حیدر نے انگڑائی لی

علی ہے علی ہے علی ہے علی

حکم معبود سے توڑنے بت کدہ  
جب چلے سوئے کعبہ حبیب خدا  
آگے پیچھے سبھی تھے مگر یہ بتا  
دوش احمد پہ معراج کس کو ملی

علی ہے علی ہے علی ہے علی

دو جہاں میں نہیں کوئی ایسا جری  
موت نے جس کے آگے سپر ڈال دی  
تھے جوان دیکھنے کے لئے تو سبھی  
لافتا کی سند جس کو حق سے ملی

علی ہے علی ہے علی ہے علی

مسیئہ مصطفیٰ میں پلا اور بڑھا  
یہ شرف کب کسی اور کو ہے ملا  
خاص محراب کعبہ میں پیدا ہوا  
سجدہ حق میں جس کو ہے ضربت لگی

علیٰ ہے علیٰ، علیٰ ہے علیٰ  
علیٰ ہے علیٰ، علیٰ ہے علیٰ



## پیغام حسین ابن علی زندہ رہے گا

سید علی محمد رضوی (بچے)

پیغام حسین ابن علی زندہ رہے گا  
مٹ جائیگا ہر نقش ہر اک شے کو فنا ہے  
لیکن شہہ مرداں کی قسم حق کو بقا ہے  
شہیر نے خنجر کے تلے وعدہ لیا ہے  
اسلام سدا زندہ و پائندہ رہیگا

احمد کے نواسے کا حقیقت میں کرم ہے  
اسلام سلامت ہے حفاظت میں جرم ہے  
شہیر تو انسان کی عظمت کا بھرم ہے  
عظمت کا یہ تارہ یونہی رخشندہ رہے گا

پھر سوچ لے ہے وقت ابھی خوب سمجھ لے  
شہیر کو عظمت کی کسوٹی پہ پرکھ لے  
یہ بات حقیقت ہے اسے ذہن میں رکھ لے  
حق ابھرے گا باطل سدا شرمندہ رہے گا

ہر سال محرم میں مناتے ہیں یہی غم  
کرتے ہیں یونہی سید ابرار کا ماتم  
ہے اہل عزا طور بدلتے نہیں ہر دم  
جو کل تھا وہی آج ہے آئندہ رہے گا

شبیر کا ماتم نہ رکے گا نہ رکا ہے  
واللہ یہ معصومہ عالم کی دعا ہے  
اس غم کے مقابل میں جو غم لایا گیا ہے  
باطل ہے وہ مٹ جائے گا حق زندہ رہے گا

پھر کھیل رہے ہیں وہ وہی کھیل پرانا  
ابلاغ کی قوت سے حقیقت کو دبانا  
یہ سچ ہے کہ جھوٹوں کا جہنم ہے ٹھکانا  
شرمندہ سدا ظلم کا کارندہ رہے گا

سچ ہے زمانے میں فسانہ ہے فسانہ  
آسان نہیں حق کی یہ آواز دبانا.....!  
عالم میں ہے ممتاز محمد کا گھرانا  
یہ تابہ ابد حق کا نمائندہ رہے گا

شبیر نے واللہ بڑا کام کیا ہے  
اسلام پہ جو تیر چلا دل پہ لیا ہے  
خون رگ گردن سے اسے غسل دیا ہے  
اسلام کا چہرہ یونہی تابندہ رہے گا

آئینہ کی صورت سے ہر ایک چہرہ عیاں ہے  
زر کس کا ہے سوداگر ایمان کہاں ہے  
کچھ دشمن آل کی حد اہل جہاں ہے

کب تک یہ دلوں میں پھر بندہ رہے گا

## خوشبوئے عباس غازی، جب قریب آنے لگی

(تختے)

خوشبوئے عباس غازی جب قریب آنے لگی  
عاقبہ شوق قدم بوسی میں بل کھانے لگی

کاٹ کر سر عمر کا جب جھومتے پلٹے علی  
کھل اٹھا کوئی کسی پر مردنی چھانے لگی

ایک ضربت میں دو عالم کی عبادت تول کر  
جرات حیدر پہ قدرت ناز کروانے لگی

دیجئے آواز دیجئے مرتضیٰ کو اب حضور  
فتح خیبر کی ذرا مشکل نظر آنے لگی

بن گئے حیدر احد میں جب نبوت کی سپر  
سرور دیں کو ابو طالب کی یاد آنے لگی

جب چلا رن کو علی کا شیر لہرتا علم  
ایسی بیت تھی کہ فوج شام کترانے لگی

ایک نظر ڈالی تھی ساحل پر اسد نے غیظ میں  
فوج زوبا ہوں کی دریا چھوڑ کر جانے لگی

پرچم عباس کے سائے پر منہ رکھ کر فرات  
شدت گر یہ میں سر ساحل سے ٹکرانے لگی

کب نظر آیا تھا ایسا شاہکار ذوالجلال  
دیکھ کر اکبر کی صورت موت شرمانے لگی

جب چلے عون و محمد ماں ترائی دیکھ کر  
چپکے چپکے جانے کیا بچوں کو سمجھانے لگی

لاش خیمے میں جب آئی اکبر دلیبر کی  
 ماستا ابھی ہوئی زلفوں کو سلجھانے لگے  
 حر ملانے تیر جوڑا جب کماں ظلم میں  
 تھنہ لب اصغر کے ہونٹوں پر ہنسی آنے لگی  
 خالی جھولے کو کلیجے سے لگا کر رو بڑی  
 یاد جب بے شیر کی بانو کو تڑپانے لگی  
 آل پر اے رحمت کل آپ کی فریاد ہے  
 بند آنکھیں ہوتے ہی امت ستم ڈھانے لگی

☆☆☆☆☆

## ذرہ کو شہبہ نے مہر درخشاں بنا دیا

سید علی محمد رضوی (سچے)

ذرہ کو شہبہ نے مہر درخشاں بنا دیا  
 حر کی خطائیں بخش کے سلمان بنا دیا  
 قرآن کو سمیٹ کے نکتہ کی شکل میں  
 حق نے علی کو مرکز ایماں بنا دیا  
 ہم تو علی کو عین خدا کہہ کے رہ گئے  
 توبہ! نصیریوں نے تو یزداں بنا دیا!  
 کم ہے یہ کارنامہ دور امیر شام  
 ایماں کو کفر، کفر کو ایماں بنا دیا  
 کافر بنا دیا ابو طالب سے شخص کو  
 سفیان سے لعین کو مسلمان بنا دیا

بایں پہ آگے مری امداد کو علی  
 منزل تھی سخت نزع کی آسان بنا دیا  
 گھر کو لٹا کے معنی ذبح عظیم نے  
 سفیائیت کو بے سرو ساماں بنا دیا  
 حق نے منافقین کی تفسیر کے لیے  
 سبط نبیؐ کو بولتا قرآن بنا دیا  
 عزت پہ خطبہ ابو طالب کو حق نے دی  
 سر نامہ بیان کو قرآن بنا دیا  
 پہچان ہر زمانے میں شمر و یزید کی  
 کتنا حسینیت نے ہے آسان بنا دیا  
 سرکٹ گیا حسینؑ کا لیکن یزید کے  
 خواب حسینؑ کو خواب پریشاں بنا دیا  
 چھلکا کے چشم نم نے غم شہہ میں اشک نم  
 درد دل بتول کو در ماں بنا دیا  
 اصغرؑ نے تیر کھا کے شہہ دیں کے ہاتھ پر  
 اپنی ہنسی کو فتح کا عنوان بنا دیا  
 کر کے بلند ہاتھ پہ اک شیر خوار کو  
 سبط نبیؐ نے بولتا قرآن بنا دیا  
 بچا کے اشک چہرہ حر پر حسینؑ نے  
 بچتے دیئے کو جمع فروزاں بنا دیا  
 شہہ نے لہو سے سینچ کے اسلام کا شجر  
 اجڑے ہوئے چمن کو گلستان بنا دیا  
 زنداں میں حریت کا علم کر کے سر بلند  
 زینب نے قصر شام کو زنداں بنا دیا  
 اصغرؑ کی موت نے علی اکبرؑ کی موت نے  
 مادر کے دل کو خانہ دیراں بنا دیا

# اکبر نہیں آئے اصغر نہیں آئے

سید علی محمد رضوی (تختے)

اکبر نہیں آئے اصغر نہیں آئے  
 اب رات گئی دن بیت گیا دلبر نہیں آئے  
 ہمنام علی ہمشکل نبی  
 جرات تھی سوا غیرت تھی بڑی  
 لیکن جب مشکل آئی گھڑی  
 ماں دیتی رہی رو رو کے صدا اکبر نہیں آئے  
 کہتی تھیں یہ بانو رو رو  
 للہ بلا دو اصغر کو  
 کیا جانے کس عالم میں ہو  
 رن کو گئے باپ کے ہاتھوں پر پھر گھر نہیں آئے  
 کچھ بولو جان مادر  
 کیا بات ہوئی رن میں سرور  
 لیکے تو گئے تھے ہاتھوں پر لے کر نہیں آئے  
 کیوں کڑکی تھی مقل میں کماں  
 کیوں تھا محشر کا رن میں سماں  
 کچھ تو بتلا دو جان جان  
 میں بھی تو سنو کیا بیت گئی تم پر نہیں آئے  
 تم پر تو ہے سب حال عیاں  
 پانی تھا کہاں جو دیتی ماں  
 اتنی سی بات پہ میری جان



گھر سے گئے ایسے ہو کے خفا مڑ کر نہیں آئے

آ جاؤ اے اصغر آؤ  
 مادر پر لعل ترس کھاؤ  
 اک بار گلے سے لگ جاؤ  
 ممکن ہے لوٹ کے پھر دلبر مادر نہیں آئے  
 زخمی ہے گلا مجبور ہو تم.....!  
 بیٹا زخموں سے چور ہو تم  
 اب میں سمجھی کیوں دور ہو تم  
 میں جان گئی اے لخت جگر کیونکر نہیں آئے  
 مشکل تھی جدائی کی جو گھڑی  
 ماں کے دل میں تھی آگ لگی  
 اکبر کو کبھی اصغر کو کبھی  
 دیتی رہی بانو ہائے صدا شب بھر نہیں آئے

☆☆☆☆☆

## جب کبھی فرش عزا شہہ کا بچھا دیتے ہیں

سید علی محمد رضوی (سجے)

جب کبھی فرش عزا شہہ کا بچھا دیتے ہیں  
 دل کے جذبات کو پلکوں پہ سجا دیتے ہیں  
 عرش سے رو کے فرشتے یہ صدا دیتے ہیں  
 سوگوارو تمہیں سجاد دعا دیتے ہیں

یونہی قائم رہے اکبر کی جوانی کا الم  
یونہی سجتے رہیں ہر سال وفا کے پرچم  
یونہی ہوتا رہے شبیر کا ہر سو ماتم  
اجر الفت کا یونہی اہل ولا دیتے ہیں

زندگی کیا ہے حقیقت میں غم شاہ ہدا  
جس کے پیانے یہ تلتی ہے سزا اور جزا  
دیکھ کر حر کے مقدر کو سبق لے دینا  
اسے گبڑی ہوئی تقدیر پر بنا دیتے ہیں

غم عباس کے منہ اشکوں سے دھونے والے  
جان زہرا کے لیے جان کو کھونے والے  
آ ادھر آ مرے شبیر کو رونے والے  
میر کوثر لب کوثر پہ صدا دیتے ہیں

کون ہے آل محمد سے کیسے پیار نہیں  
دل میں الفت ہو تو رونے میں کوئی عار نہیں  
آل احمد کی کیا اتنے کی بھی مقدار نہیں  
اشک دو چار تو غیر آ کے بہا دیتے ہیں

ٹوکنے والے سنا کر غم شبیر تو دیکھ  
افت سبط پیہر کی یہ تاثیر تو دیکھ  
چند اشکوں کے عوض خلد کی جاگیر تو دیکھ  
اشک یہ نار جہنم کو بجھا دیتے ہیں

کیوں ہے مایوس کبھی مانگ کے دیکھ اس گھر سے  
موت بھی آئی تو خالی نہ گئی اس گھر سے  
بھر دیا گود کو سرور نے بہتر (۲) سر سے  
یہ سخی وہ ہیں طلب سے بھی سوا دیتے ہیں

## جل چکے خیمے شہہ دیں کے، فضا خاموش ہے

سید علی محمد رضوی (تختے)

جل چکے خیمے شہہ دیں کے، فضا خاموش ہے  
 ہو کا ایک عالم ہے ذشت نیوا خاموش ہے  
 محو حیرت ہوں زمانہ کس قدر ہے سنگ دل  
 سن رہا ہے کر بلا کا واقعہ خاموش ہے  
 غش میں ہے بیمار لب کو تاب گویائی کہاں  
 چھن رہی ہے سر سے زینب کے ردا خاموش ہے  
 یا الہی کون سی قوت دل زینب میں ہے  
 دے کے بچوں کو شہادت کی دعا خاموش ہے  
 رو تو لے کھل کر ذرا اکبر کو ماں ہٹ جائیے  
 شاہ دیں پاس ادب سے مامتا خوش ہے  
 بچھ گئی اصغر کی شاید تیر سہ پہلو سے پیاس  
 مسکرا ہٹ ہے لبوں پر مہہ لقا خاموش ہے  
 ہر قدم پر ہے جو بھائی کی وصیت کا خیال  
 تازیانے کھا کے بنت مرتضیٰ خاموش ہے  
 خون میں ڈوبی ہوئی ہے سبط پیغمبر کی لاش  
 کشتی امت بچا کر نا خدا خاموش ہے  
 میں نے جب پوچھا بتا کیا ہے وفا کی انتہا  
 کس لیے یا عباس، تاریخ وفا خاموش ہے  
 کیا کریں کس دل دیں سے شبیر مرنے کی رضا  
 سر جھکائے سامنے بھائی کھڑا خاموش ہے  
 آ رہی ہے العطش کی خیمہ شہہ سے صدا  
 سر کٹائے گھاٹ پر ستھ کھڑا خاموش ہے

## زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

سید علی محمد رضوی (تختے)

اک زہراؑ کی لاڈلی تھی اور ایک علیؑ کا لعل

ماں کا صبر دکھایا ایک نے باپ کا جاہ و جلال

کرب و بلا میں بن گئے دونوں صبر و وفا کی اساس

زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

دونوں ہی سے کرب و بلا میں شہہ کو بڑی تھی آس

ہر مشکل ہر ایک مصیبت نہں نہں کر جھیلی

کیسا کیسا وقت پڑا لیکن دونوں نے کبھی

تنبہائی کا ہونے دیا نہ سروڑ کو احساس

زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

قبل عصر حفاظت کا تھا بھائی ذمہ دار

بعد عصر اٹھایا بنت زہراؑ نے یہ بار

بن گئی آس حرم کی زینبؑ گو تھی خود بے آس

زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

دونوں لعل کئے زینبؑ نے سروڑ پہ قربان

نہر پہ دونوں ہاتھ کٹا کر سٹتے نے دی جان

دے دیا سب کچھ بھائی پہ جو تھا جس کے پاس

زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

ایک نے سر سے چادر دی اور ایک نے سر دیا دار

باد ہاں بخشا ایک نے حق کا بیڑا لگایا پار

جھیل گئے ہر باد مخالف دونوں بے وسواس

زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

دشتِ بلا میں آ کے چھوٹا دونوں کا یہ ساتھ  
مشکیزہ سینے سے لگا کر دونوں کٹا کر ہاتھ  
نہر کنارے سو گیا بھائی بہن ہوئی بے آس  
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

وقتِ عصر گرے گھوڑے سے جبکہ شہہ ابرار  
حلقِ شہہ مظلوم پہ رکھ دی ظالم نے تلوار  
خیمہ میں زینبؑ تڑپی اور ساحل پہ عباسؑ  
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

کتنے ہی دکھ جھیلے دل پہ کتنے ہی آلام  
ہائے مگر وہ دشتِ ستم وہ رنجِ دالم کی شام  
تہا ہے مقتل میں زینبؑ کوئی نہیں اب پاس  
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

زینبؑ ہے پابندِ برن اب کچھ چلتا نہیں زور  
نوکِ سناں پہ سر ہے تن ہے بھائی کا بے گور  
روٹی ہے ماں جائے کی میت پہ حسرتِ ویاس  
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

ظالم کے در بار میں اس کا ظلم عیاں کرنا  
زینبؑ ہی کا دل تھا انہیں کی ہمت تھی ورنہ  
ایسے میں قائم رہتے ہیں کس کے ہوش و حواس  
زینبؑ اور عباسؑ، زینبؑ اور عباسؑ

## مولا علیؑ مرا آقا علیؑ علیؑ

مجاہد لکھنوی

مولا علیؑ علیؑ مرا آقا علیؑ، علیؑ  
دین محمدیؐ کا سہارا علیؑ، علیؑ

جب فتح جنگ ہو نہ سکی تین روز تک      آخر پ رسولؐ سے نکلا علیؑ، علیؑ  
اس کا ہر ایک بگڑا ہوا کام بن گیا      مشکل میں جب کسی نے پکارا علیؑ، علیؑ  
دیکھی جو جنگ حضرت عباسؑ نامدار  
بے اختیار سب نے پکارا علیؑ، علیؑ

میت جوں کی لے کے چلے جب سوئے خیام      کہتے تھے زیر لب شبہ والا علیؑ، علیؑ  
چلتے ہوئے خیام سے آتی تھی یہ صدا      اب تو مدد کو آئیے بابا علیؑ، علیؑ  
کھلواؤ آ کے زینبؑ و کثوثمؑ کا گلا  
مشکل کشا لقب ہے تمہارا علیؑ، علیؑ

زینبؑ نے پوچھا کون یہ آتا ہے وقت شب      آئی صدا پدر ہوں تمہارا علیؑ، علیؑ  
بننے ہیں بگڑے کام مجاہد جہاں کے      نکلے زباں سے نام خدا یا علیؑ، علیؑ  
مولا علیؑ علیؑ مرا آقا علیؑ، علیؑ  
دین محمدیؐ کا سہارا علیؑ، علیؑ

☆☆☆☆☆

## رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

### مجاہد لکھنوی

رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے  
 حسینؑ روئے اکبرؑ کو یہ دعا دے کر  
 جو بارگاہ شہادت میں باریاب رہے  
 خدا کرے یوں ہی قائم ترا شباب رہے  
 رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

مطے نبیؐ کو علیؑ کو حسنؑ کو بھی اصحاب  
 سمٹ کے آ گیا بازو میں زور ایمانی  
 مگر حسینؑ کے انصار لا جواب رہے  
 حبیبؑ آپ نہ شرمندہ خواب رہے  
 رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

حسینؑ حلقہ انصار اور شب عاشور  
 رواں تھی خاک کی چادر بھی ساتھ زینبؑ کے  
 کہ جیسے تامل کے جھرمٹ میں ماہتاب رہے  
 نہ سر برہنہ کہیں بنت بو تراب رہے  
 رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

تھے اپنی اپنی جگہ فرد کر بلا والے  
 ہوا نہ بیاہ نہ آئی دولہن علی اکبرؑ  
 جواں و پیر بھی ہو کے کامیاب رہے  
 دل رباب کے ارمان بن کے خواب رہے  
 رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

شہید ہو گئے اصغرؑ تو جا کے قتل میں  
 غم حسینؑ ہے بخشش کا آسرا ورنہ  
 تمہارے دل میں جو ارمان تھے رباب رہے  
 ترے گناہ مجاہد تو بے حساب رہے  
 رہ رضا میں وہی لوگ کامیاب رہے

## کہتے تھے کہاں دار سے بے شیر کے تیور

مجاہد لکھنوی

کہتے تھے کہاں دار سے بے شیر کے تیور دیکھیں تو ذرا آج تیرے تیر کے تیور  
جبریل سے کہہ دو کہ سمیٹے رہیں پر کو کچھ اور ہیں عباس کی شمشیر کے تیور  
ہیں جلوہ فلک اکبرؐ مہ رو کے محمدؐ  
ایسے تو نہ دیکھے کسی تصویر کے تیور

ہم سیرت اولادِ نبیؐ دیکھ رہے ہیں تم دیکھا کرو معنی و تفسیر کے تیور  
اکبرؐ نے اڑا دی تھی جو عاشور کورن میں قائم ہیں ابھی تک اسی تکبیر کے تیور  
کہتے تھے یہ عباسؓ کہ مل جائے اجازت  
پھر دیکھو ید اللہ کی شمشیر کے تیور

جس نے بھی سنا خطبہ زینبؓ یہ پکارا ہیں حیدرؓ کرار کی تقریر کے تیور  
اک خواب تھا جو کچھ کہ غلیل آپ نے دیکھا اب آ کے ذرا دیکھئے تعبیر کے تیور  
اے ظالموں پوتا ہے یہی عقدہ کشا کا  
کہتے تھے لعینوں سے یہ زنجیر کے تیور

نیزہ پہ سر شاہ کے بہنے لگے آنسو دیکھے جو بدلتے ہوئے ہمیشہ کے تیور  
کیا تم بھی چلے جاؤ گے مہ موز کے ماں سے باؤ نے کہا دیکھ کے بے شیر کے تیور  
تقدیر کی گردش سے نہ گھبراؤ مجاہد  
بدلیں گے کبھی تو فلک پیر کے تیور

☆☆☆☆☆



## بولی بانو ڈھونڈھنے جاؤں تمہیں دلبر کہاں

مجاہد لکھنؤسی

بولی بانو ڈھونڈھنے جاؤں تمہیں دلبر کہاں  
روٹھ کر ماں سے گئے ہواے علی اصغر کہاں

لے گئے تھے شاہ تو پانی پلانے کے لیے

اس اندھیرے بن میں سوئپ آئے تمہیں سر ڈر کہاں

ہے اندھیری رات اور سنسان جنگل میرے لال

اب کہاں آغوش ماں کی اور اب وہ گھر کہاں

کیا کہوں صغراً جو پوچھے گود خالی دیکھ کر

رہ گیا اماں! وہ میرا مہ جبین اصغر کہاں

رات کی تنہائی میں جب یاد آئے گی تری

ڈھونڈھے گی پہاڑ میں تجھ کو پائے گی مادر کہاں

چونک کر تربت میں ڈھونڈو گے مجھے تم جس گھڑی

ماں کو پاؤ گے اندھیری قبر کے اندر کہاں

آ کے پھر اک بار دکھلا جاؤ صورت چاند سی

پھر خدا جانے کہ لے جائے ہمیں لشکر کہاں

روتے روتے میں تمہاری یاد میں مرجاں گی

ماں کو چین آئے گا اپنے لال سے چھٹ کر کہاں

دے دیا بانو نے ہر ماں کو مجاہد اک سبق

ورنہ غم بیٹے کا اور ماں کا دل مضطر کہاں

☆☆☆☆☆

## رن سے آکر علی اکبرؑ نے جو مانگا پانی

مجاہد لکھنؤوی

رن سے آکر علی اکبرؑ نے جو مانگا پانی  
شدتِ غم سے ہوا شہہ کا کلیجہ پانی  
موتیوں سے بھی گراں قدر ہیں یہ پیشِ خدا  
آنسوؤں کو مرے سمجھا کرے دنیا پانی

وہ تو دنیا کو دکھانا تھیں عداوت کی حدیں  
کون کہتا ہے کہ بے شیر نے مانگا پانی  
منہ چھپائے ہوئے پھرتا ہے زمین کے نیچے  
کر بلا والوں سے شرمندہ ہے کتنا پانی

ایک پیاسے کا ہے پیغام یہ دنیا سن لے  
یاد کر لیتا مجھے پینا جو ٹھنڈا پانی  
پانی چلو میں ہے لیکن ہے نظر خیمہ پر  
امتحان لیتا ہے پیاسے کی وفا کا پانی

دشمن آلِ پیبر تو ہوں سیراب فرات  
اور کہتا رہے احمدؑ کا نواسہ پانی  
حق سے کر دیتے اگر پیاس کا شکوہ اصغرؑ  
روز عاشور نظر آتی یہ دنیا پانی

دشمنوں نے بھی اگر دل سے کہا ہائے حسینؑ  
ان کی آنکھوں سے برستے ہوئے دیکھا پانی  
اشقیا کہتے تھے سروڑ سے نہ دینگے قطرہ  
آج ہو جائے اگر سارا زمانہ پانی

آس دیتی تھی سکینہ یہی ہر بچے کو  
رن سے آتے ہیں چچا سب کو ملے گا پانی

بعد اصغر یہی کہتی رہی اک اک سے رباب  
ننھی تربت پہ چھڑک آتی جو ملتا پانی

کوفہ و شام کی راہوں میں ہر اک منزل پر  
مانگتی ہی رہی ایک ایک سے سکینہ پانی

کہہ لیا کہنے کو تم نے بھی مجاہد یہ سلام  
خوب تر حضرت سالک نے کہا تھا پانی

☆☆☆☆☆

## سورج نکلا تھا یثرب میں کرب و بلا میں شام ہوئی

مجاہد لکھنؤوی

سورج نکلا تھا یثرب میں کرب و بلا میں شام ہوئی  
ڈوبتے سورج کی یہ ضیا ہے جو دنیا میں عام ہوئی

حق کیا ہے، باطل کیا ہے؟ یہ کرب و بلا بتلائے گی  
کس کا نام ہے اب تک باقی کس کی ہستی گم نام ہوئی

زینب سے پوچھو کیونکر دن گزرا تھا عاشورہ کا  
صبح ہوئی تو کیا منظر تھا، کس عالم میں شام ہوئی

اکبر کا سہرا دیکھیں، اصغر کی جوانی بھی دیکھیں  
ہر ارماں، ہر ایک تمنا بانو کی ناکام ہوئی

اصغر نے جب خوں اگلا شہہ نے فرمایا حسرت سے  
پانی تو ملتا ہی نہیں تھا بس جنت اہتمام ہوئی

سردے کر راہ حق میں نیزہ پہ تلاوت فرمائی  
بعد قتل سبط پیہر معراج اسلام ہوئی

عابد نے راہ کوفہ میں وہ عزم و ہمت دکھلائی  
پاؤں سے زنجیر لپٹ کر صدقے ہر ہر گام بھی ہوئی

کہتی تھیں یہ زینب رو کر اے صغریٰ کیا بتلاؤں  
کوفہ و شام کی ہر منزل پر ختم حد الام ہوئی

شہہ کا غم بھی کیا غم ہے دن ہو یارات کی تاریکی  
مجلس اور ماتم کی خاطر ہر کلفت آرام ہوئی

بس شہہ کے غم کی خاطر شکوہ نہ کوء آئے لب پر  
آپ کی سیدھی بات مجاہد لوگوں کو دشنام ہوئی

## ذکر غم شبیرؑ میں یوں عمر گزر جائے

مجاہد لکھنوی

ذکر غم شبیرؑ میں یوں عمر گزر جائے  
ہو رات بسر رو کے تو ماتم میں سحر جائے

دنیا کو یہ پیغام شبہ دین نے دیا ہے  
دا من نہ چھٹے حق کا جو جاتا ہے تو سر جائے

عباسؑ نے پانی نہ پیا چھین کے دریا  
یوں نام زمانے میں وفا کا کوئی کر جائے

سکھے کوئی عباسؑ سے انداز رفاقت  
اس طرح زمانے میں جنے اس طرح مر جائے

مڑ مڑ کے دکھاتے رہو صورت علی اکبرؑ  
شہ بولے جہاں تک مری مقتل میں نظر جائے

اندھیر ہے اس ماں کی نگاہوں میں یہ دنیا  
مرنے کے لیے جس کا جواں نور نظر جائے

زندہ رہوں پیری میں یہ شبہ کہتے تھے روکر  
ہے ظلم جواں بیٹا مرے سامنے مر جائے

سینے سے لگا لیجئے ماں نے کہا روکر  
آواز کماں سن کے نہ بچہ مرا ڈر جائے

سونپا ہے تمہیں شاہ نے مقتل میں کہاں پر  
ماں ڈھونڈنے اصغر تمہیں جنگل میں کدھر جائے

شبہ کہتے تھے زینبؑ نکل آئے گی کھلے سر  
خیمہ میں کہیں قتل کی میرے نہ خبر جائے

زینبؓ نے پلٹ کر یہ کہا تربت شہہ سے  
 کس منہ سے بہن چھوڑ کے بھیا تمہیں گھر جائے  
 تعریف کے قابل ہے وہی شعر مجاہد  
 نکلے جو ادھر منہ سے ادھر دل میں اتر جائے

☆☆☆☆☆

## نقش غم دیکھ لے اعمال کی تحریر نہ دیکھ

مجاہد لکھنوی

نقش غم دیکھ لے اعمال کی تحریر نہ دیکھ  
 دیکھ ماتم کے نشان کتبہ تقدیر نہ دیکھ  
 ہر عمل آل محمدؐ کا ہے گویا قرآن  
 اور الجھ جائیگا ہر بات میں تفسیر نہ دیکھ  
 چند اشکوں کے عوض پائی بہار جنت  
 مرتبے دیکھ عزاداروں کی تفسیر نہ دیکھ  
 خون دل دے کر خریدا ہے رضائے حسینؑ کو  
 ہو کے حیران میری خلد کی جاگیر نہ دیکھ  
 خواب دیکھے تھے بہت شادی اکبرؑ کے رباب  
 دل دہل جائیگا ان خوابوں کی تعبیر نہ دیکھ  
 ماں سمجھ جائیگی اے تیروں میں جانے والے  
 یوں تو مڑ مڑ کے سوئے مادر دلگیر نہ دیکھ  
 کون آتا ہے بھلارن سے پلٹ کر بانو  
 رکھ دے جھولے کو اٹھا کر وہ بے شیر نہ دیکھ

باپ کا قلب ہے منہ پھیر لے اے دل والے  
حلق معصوم کی سمت آتا ہوا تیر نہ دیکھ

ہو چکا ہونا تھا جو اب تو اڑھالے دامن

حسرت دیاس سے یوں صورت بے شیر نہ دیکھ

کند خنجر بھی ہے اور خشک ہیں گردن کی رگیں

وقت یہ سخت ہے منہ پھیر لے ہمیشہ نہ دیکھ

گود پھیلانے بڑھی مامتا اصغر آئے

بولی تقدیر کہ دامن شبیر نہ دیکھ

ہے مجاہد تیرا ہر شعر عطائے مولا

ہو کے مغرور ان اشعار کی تاثیر نہ دیکھ



## سکینہ نے یہ زینب سے کہا، بابا نہیں آئے

### مجاہد لکھنؤوی

سکینہ نے یہ زینب سے کہا، بابا نہیں آئے پھوہکی اماں اندھیرا چھامیا، بابا نہیں آئے  
 چچا عباس اور بھائی علی اکبر تو روٹھے تھے سہار آخری یہ بھی گیا، بابا نہیں آئے  
 ابھی رہوار جو لے کر گیا تھا شہہ کو قتل میں  
 پلٹ کر در پہ خالی آ گیا، بابا نہیں آئے  
 کہا تھا میں نے پہونچا دیجئے نانا کے روضہ پر ہوئی تھی مجھ سے بس اتنی خطا بابا نہیں آئے  
 بتائے تو کوئی اب سوئی گی میں کس کے سینہ پر اندھیرا رات کا ہونے لگا، بابا نہیں آئے  
 منادی اب یہ کس کے قتل کی قتل میں ہوتی ہے  
 ہوا اب کس کارن میں سر جدا بابا نہیں آئے  
 نہ جانے کس خطا پر مجھ سے روٹھے ہیں شہہ والا ملی کس جرم کی آخر مرزا، بابا نہیں آئے  
 وہ شاید آج سوئیں گے علی امیر کے پہلو ہیں اکیلا رن میں ہے بھائی مرزا، بابا نہیں آئے  
 میری آنکھوں میں آنسو وہ بھلا کب وہ دیکھ سکتے تھے  
 ستم کیا کیا نہ مجھ پر ہو گیا، بابا نہیں آئے  
 کبھی تو اس طرح روٹھے نہ تھے وہ انبی بیبی سے خدایا آج یہ کیا ہوا بابا نہیں آئے  
 خبر شاید نہیں ان کو کہ ہم پر کیا گزرتی ہے لانا سامان، خیمہ جل گیا، بابا نہیں آئے  
 لعینوں نے طمانچے مارے چانوں سے گھر چھینے  
 ہوئی ظلم و ستم کی انتہا، بابا نہیں آئے  
 پھوہکی، ماں اور بہنوں کی روائیں لے گئے اعدا علی کی بیٹیوں کا سر کھلا، بابا نہیں آئے  
 فضاؤں سے مجاہد کر بلا کی آج بھی سن لو سکینہ کی یہ آتی ہے صدا، بابا نہیں آئے



## قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

مجاہد لکھنؤوی

رہ حیات میں منزل کو ڈھونڈھنے والو  
تلاش حق میں نہ در در کی ٹھوکریں کھاؤ  
ہماری مانو تو سوئے نجف چلے آؤ  
اس آستانے پہ قسمت سنوارتے رہنا

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

رواں ہے کشتی ایمان اسی سہارے سے  
نہ رک سکے گی یہ ظلم و ستم کے دھارے سے  
علیؑ کے نام پہ لگ جائیگی کنارے سے  
ہر ایک موج سے ساحل ابھارتے رہنا

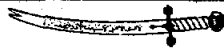
قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

علیؑ ہے نام خدا کا اور اسم اعظم ہے  
یہی وہ نام ہے جس پر بقائے عالم ہے  
خدا کے گھر میں جو ابھرا وہ نقش محکم ہے  
یہ نقش دل میں ہر اک کے ابھارتے رہنا

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

نہ مشکلوں میں کوئی جب ہمارے کام آیا  
ہمارے ہونٹوں پہ اس دم علیؑ کا نام آیا  
یہی وہ نام ہے جو کام ہر ایک گام آیا  
اب اس سہارے پہ دنیا کو وار تے رہنا

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا



خدا کا نقش ہے اور دستِ کبریا ہے علیؑ  
خدا صفت ہے مگر بندۂ خدا ہے علیؑ  
سمجھ میں آنہ سکے گا تمہارے کیا ہے علیؑ  
نصیریوں کے خدا کو پکارتے رہنا

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

یہ نقش وہ ہے جو ابھرا تھا بابِ خیبر پر  
یہ نقش زینتِ شب تھا نبیؐ کے بستر پر  
یہ نقش نقشِ ہوا جبرئیل کے پر پر  
ہمارا دین ہے اس کو ابھارتے رہنا

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

جولے کے نام علیؑ جنگ کو نکلتے ہیں  
وہ نقشہ جنگ کا اس طرح سے بدلتے ہیں  
کہ گرتے گرتے علم فوج کے سنبھالتے ہیں  
وہ جانتے نہیں میدان میں ہارتے رہنا

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

علیؑ کے نور میں ہے نور ایز دی دیکھو  
کہاں کہاں پہ ملی تم کو رہبری دیکھو  
چراغِ دل میں موذت کی روشنی دیکھو  
تم اس چراغ کی لو کو ابھارتے رہنا

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

نہ کوئی غزوۂ خیبر میں جبکہ کام آیا  
رسولؐ پاک کے لب پر علیؑ کا نام آیا  
ادھر ادھر زبانِ ملی تھی ادھر امام آیا  
جس کا کام ہے گبڑی سنواریں رہنا

قدم قدم پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

خدا گواہ ہے ذکر علی عبادت ہے  
عمل یہ نیک ہے سب سے بڑی سعادت ہے  
علی کے نام پہ موت آئے تو شہادت ہے  
نزع کے وقت بھی ان کو پکارتے رہنا  
قدم قدم پہ علی کو پکارتے رہنا

ہمیں بھی آج یہ کہنا ہے اس زمانے سے  
جو روکتے ہو ہمیں شہہ کا غم منانے سے  
یہ رسم غم تو چلی ہے اسی گھرانے سے  
لبو سے بزم عزا کو نکھارتے رہنا

قدم قدم پہ علی کو پکارتے رہنا

بھلا سکیں گے نہ احسان اس گھرانے کے  
خدا کی راہ میں یہ سن ہیں تیر کھانے کے  
جو زندگی ہے تو تا حشر اس زمانے کے  
دلوں میں خاکہ اصغر اتارتے رہنا

قدم قدم پہ علی کو پکارتے رہنا

کبھی جو معرکہ حق کی بات آئے گی  
نگاہ فکر ان ادراک پر بھی جائے گی  
حنین، و بدر و احد، کربلا بتائے گی  
لکھا ہے کس کے مقدر میں ہارتے رہنا

قدم قدم پہ علی کو پکارتے رہنا

بتائیں سوچ کے وہ حفظ جتکو قرآن ہے  
کہ جو علی کو نہ مانے وہ کب مسلمان ہے  
مجاہد اپنا تو ناد علی یہ ایماں ہے  
اسی سہارے پہ ہستی گزارتے رہنا

قدم قدم پہ علی کو پکارتے رہنا

## دو جہاں میں کون ہے مثل علی مرتضیٰ

مجاہد لکھنوی

دو جہاں میں کون ہے مثل علی مرتضیٰ  
مالک کونین ہیں بعد محمد مصطفیٰ  
حکم حق سے کی خدائی آپ نے مثل خدا  
وقت جب کوئی پڑا نکلا زبان سے برملا

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

کون ہے کردے جو نظم دو جہاں زیر و زبر  
کس کی خاطر دہر میں پلٹا ہے سورج ڈوب کر  
ہے کوئی کردے اشارے سے جو دو کلمے قمر  
پھر نہ کیوں نکلے لبوں سے یہ صدائے پُر اثر

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

ڈوبنے والی ہو جو کشتی بچاتے ہیں علی  
آخر دم معجزہ اپنا دکھاتے ہیں علی  
کام جب کوئی نہ آئے کام آتے ہیں علی  
ہاں ذرا دل سے کہو اتنا وہ آتے ہیں علی

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

گر یقین تم کو نہ ہو تو جنگ خیبر دیکھ لو  
لشکر اسلام کو پہلے تو اتر دیکھ لو  
بن گیا پھر کون اس کشتی کا لنگر دیکھ لو  
کس کا نام آیا پیہر کے لبوں پر دیکھ لو

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

جنگ ہو خیر کی یا ہو اور کوئی معرکہ  
کفر کے طوفان میں جب حق کا سفینہ گھر گیا  
اور کام آیا نہ ایسے وقت کوئی دوسرا  
دشمنوں کی بھی زبانوں سے یہی نکلی صدا

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

کربلا میں بھی ہوئی جدم حق و باطل کی جنگ  
کفر کے طوفان اور ایمان کے ساحل کی جنگ  
دشمن آل پیمبر اور نبی کے دل کی جنگ  
ہر سپاہی نے یہ کہہ کر جیت لی مشکل کی جنگ

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

ہو کے رخصت جب چلے مقتل کو ہم شکل نبی  
پیچھے پیچھے ماں کلیجہ تھامے در تک آگئی  
کر کے منہ سوئے نجف فریاد یوں کرنے لگی  
اب مدد کو آئیے مولا ہے مشکل کی گھڑی

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

آپ کا پوتا اکیلا برچیوں والوں میں ہے  
قلب زہرا و نبی تنہا ستم گاروں میں ہے  
قتل ہم شکل نبی کا غل مسلمانوں میں ہے  
اب دکھا دیجئے اثر کتنا میرے نالوں میں ہے

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

ہو چکے جب قتل مقتل میں حسین ابن علی  
فوج اعدا لوٹنے آل پیمبر کو بڑھی  
چھن گئیں سر سے ردا میں آگ خیموں میں لگی  
اس مصیبت میں ہر اک بی بی کی یہ فریاد تھی

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

امتحان شاعری یا اور ہو منزل کوئی  
بات کہنے میں ہر اک آسان مشکل ہوگئی  
جب مجاہد نے پکارا احمد و حق کے ولی  
یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! یاعلیٰ !

یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! یاعلیٰ ! مشکل کشا

☆☆☆☆☆

جو مانتے نہیں ہیں شہہ تشنہ کام کو

مجاہد لکھنوی

جو مانتے نہیں ہیں شہہ تشنہ کام کو  
آزادی عزائے حسینی جو دے سکے  
تربیت کی زندگی کے لیے ہر اصول پر  
ترجیح دیں گے ہم تو حسینی نظام کو  
تبلیغ دین حق کے لیے بعد مصطفیٰ  
کرتے نہیں جو ماتم سلطان کر بلا  
خُرنے کہا حسین سے میں ہوں گناہ گار  
دیکھئے رضا جہاد کی پہلے غلام کو  
تشہیر کس نے مصحف ناطق کا سر کیا  
دشمن یہ کہہ رہے تھے کہ پیسا کریں گے قتل  
قطرہ نہ دیں گے پانی کا شاہ انام کو  
سیدانیوں کو لے گئے اعدا برہنہ سر  
کرب و بلا سے کوفہ تو کونے سے شام کو

☆☆☆☆☆

## چراغ اُلفت حیدر سے لو لگائے ہوئے

مجاہد لکھنؤی

چراغ اُلفت حیدری سے لو لگائے ہوئے  
چلے چلو سوائے کوثر قدم بڑھائے ہوئے

خدا ہی جانے کہ معراج اُس کی کیا ہوگی  
نبیؐ ہیں دوش پہ جس کے قدم اُٹھائے ہوئے

حسینیت سے ہے اسلام کی ضیا قائم  
یہی تو نور ہے دنیا کو جگمگائے ہوئے

کریگے فتح کا اعلان ہم قیامت تک  
علم کو حضرت عباسؑ کے اُٹھائے ہوئے

شبیرؓ کے تیور یہ رن میں کہتے تھے  
یہ جبرئیل سے کہہ دو کہہ پر بچائے ہوئے

حسینؑ شکر ادا کر رہے ہیں مقل میں  
جوان بیٹے کی میت گلے لگائے ہوئے

رباب آئی ہیں لینے کو اپنے اصغرؑ کو  
کھڑے ہیں سامنے سرو نظر جھکائے ہوئے

یہ بولی ماں علیؑ کو دے کے سروٹ سے  
ستم کے تیر سے مولا اسے بچائے ہوئے

چلا ہے قافلہ رائیوں کا چھٹ کے زنداں سے  
دیار شام میں لاکھوں ستم اُٹھائے ہوئے

مجاہد اشک غم شہہ کی ہے یہ تابانی  
کہ ہم ہیں بزم حسینی سے فیض پائے ہوئے

## آئی جو حشر میں صلہ اشکِ غم کی بات

مجاہد لکھنوی

آئی جو حشر میں صلہ اشکِ غم کی بات  
تم دیکھنا کہ ہوگی نہ محشر سے کم کی بات

ناکام ہونے والے بھی امیدوار تھے  
خیبر میں جب رسولؐ نے کی ہے علم کی بات

اشکِ غم حسینؑ کی معراج دیکھئے  
کوثر پہ ہو رہی ہے میری چشمِ غم کی بات

نازلِ خدا نے کس کے لیے ہل اُتئی کیا  
پہنچی فلک پہ کس کے عطاؤ کرم کی بات

زیر و زبر تھے دونوں جہاں ایک وار میں  
پوچھو تو جبریل سے تیغِ دو دم کی بات

بھاتے نہیں ہیں دل کو مسرت کے تذکرے  
ایسی پسند آئی ہے کچھ شہہ کے غم کی بات

جبریل نے سنائی تو چپ ہو گئے امام  
تاراجیٰ خیام اور اہل حرم کی بات

دیوا و در سے رونے کی آواز آتی ہے  
ہوتی ہے جب شہادت شاہِ امم کی بات

تیدستم سے چھٹ کے مدینے کو جب چلیں  
زینب کو یاد آئی وہ جاہ و حشم کی بات

مقبولیت کا راز مجاہد ہے سادگی  
کرتے نہیں جو آپؐ کبھی پیچ و خم کی بات



## جب زباں پر علی کا نام آیا

مجاہد لکھنوی

جب زباں پر علی کا نام آیا بہر نصرت میرا امام آیا  
خندق و بدر اور خیبر میں کون تھا جو خدا کے کام آیا  
صاحب ذوالفقار کون ہو  
حق کا تحفہ یہ کس کے کام آیا

حشر میں ہم تمہیں دکھائیں گے ہاتھ کوثر کا کس کے جام آیا  
آگے یاد کر بلا والے جب نظر کوئی تشنہ کام آیا  
یوں کرے کوئی نصرت اسلام  
نشا بچہ بھی رن میں کام آیا

وقت آخر یہ کہتے تھے عباسؑ کام آقا کے یہ غلام آیا  
یہ گلا بوسہ گاہ احمد تھا عصر کو جو تہہ حسام آیا  
آئیں سیدانیاں جو ننگے سر  
دیکھنے ایک ہجوم عام آیا

شورِ آہ و بکا تھا زنداں میں جب سر سیدؑ انام آیا  
ہو مجاہد جہاں میں تم یکتا کیوں تمہیں یہ خیال خام آیا

☆☆☆☆☆

## سر کو اٹھا کے کفر کا جب کارواں چلا

### مجاہد لکھنؤئی

سر کو اٹھا کے کفر کا جب کارواں چلا      لے کر علیٰ کی تیغ شہ دو جہاں چلا  
 بھاگے عدو فرات سے ساحل کو چھوڑ کر      لے کر علیٰ کا لال جو حق کا نشان چلا  
 صدیاں گزر گئیں ہیں مگر ہے وہی اثر  
 یوں ذکر غم جہاں میں کسی کا کہاں چلا

ٹھنڈی ہوئی دلوں میں عداوت کی آگ جب      سیدانیوں کے خمیوں سے اٹھ کر دھواں چلا  
 دل کو پکڑ کے بیٹھ گئے شاہ خاک پر      اکبرؑ کی سمت لے کر عدو جب شان چلا  
 انسانیت لرز گئی اصغرؑ کو دیکھ کر  
 جب حرمہ لیے ہوئے تیر و کماں چلا

ناصر رہا نہ کوئی تو نصرت کے واسطے      آغوش میں حسینؑ کی ایک بے زباں چلا  
 عابدؑ اسیر زینبؑ و کلثومؑ ننگے سر      اہل حرم کا کونے سے یوں کارواں چلا  
 نام حسینؑ لب پہ مجاہد سدا رہے  
 فکر و زباں کے ساتھ یہ ذکر و بیاں چلا

☆☆☆☆☆

## پیری تھی دم جنگ کہ سروڑ کی جوانی

مجاہد لکھنؤتی

پیری تھی دم جنگ کہ سروڑ کی جوانی      ہر وار پہ یاد آگئی حیدر کی جوانی  
 رن میں علی اکبر تھے کہ آئی تھی پلٹ کر      اسلام کی نصرت کو پیسیر کی جوانی  
 تھے لرزہ بر اندام عدو نام سے جس کے  
 عباس علمدار تھے لشکر کی جوانی  
 قاسم نے کہا مار کے ارزق کے پسر کو      یوں خاک میں مل جاتی ہے خود سِر کی جوانی  
 ماں کہتی تھیں بچ جاتا اگر تیرے بچے      پھر دیکھتی دنیا میرے اصغر کی جوانی  
 عاشور کی شب جاگ کے مادر نے گزار ی  
 آرام سے سوتی رہی اکبر کی جوانی  
 تقدیر نے عاشور کو منظر یہ دکھایا      پیری تھی اٹھائے ہوئے دلبر کی جوانی  
 زنجیر کے حلقوں میں پس قتل شہید دیں      پابند ہوئی عابد مضر کی جوانی  
 سے رنگ مجاہد کا وہی دہر میں اب بھی  
 ڈھلتی نہیں مولا کے سخن ور کی جوانی

☆☆☆☆☆

## اگر تیر سمگر زد سے اصغر کی نکل جاتا

مجاہد لکھنوی

اگر تیر سمگر زد سے اصغر کی نکل جاتا تو پھر اسلام کی تاریخ کا نقشہ بدل جاتا  
جو کر دیتے اشارہ شاہ والا بپتے پانی کو تو نہر علقمہ کا سونے خیمہ رخ بدل جاتا  
ادائق کی نہ ہوتی بدلہ احسان ہو جاتا  
ارادہ خُر کا گر سیراب ہوتے نہ بدل جاتا

قضا تو ایک دن اکبر کو آنا بھی ضرور آتی قضا تھ جوائی کا۔ بس یہ وقت نکل جاتا  
ہا کر اکبر مرد کو دلہا دیکھ لیتی ماں اجل مہلت جو دے دیتی تو یہ ارماں نکل جاتا  
جو ہوتا ساتھ تھا سا علی اصغر بھی بانو کے  
تو قید شام میں کچھ دیر ماں کا دل بھل جاتا

پلا دیتی کہیں سے لاکے وہ اک جام پانی کا اگر مجبور یوں میں ماں کا اتنا زور چل جاتا  
بلا لیتے تجھے روضہ پہ اپنے گرشہہ والا مجاہد تیرے دل کا آخری ارماں نکل جاتا

## ہر دل کی یہ پکار ہے لبیک! یا حسینؑ

مجاہد لکھنؤوی

ہر دل کی یہ پکار ہے لبیک! یا حسینؑ      اب تن پہ سر یہ بار ہے لبیک! یا حسینؑ  
 دینا پڑے یہ جاں بھی اگر آپ کے لیے      واللہ کس کو عار ہے لبیک! یا حسینؑ  
 اکبر کی لاش رن سے نہ تنہا اٹھاپیئے  
 مرگ جوان کا بار ہے، لبیک! یا حسینؑ  
 پھر آئیے کہ دیں کو ضرورت ہے آپ کی      اب کس کا انتظار ہے لبیک! یا حسینؑ  
 ہے آج بھی فضاؤں میں ہل من کی وہ صدا      جودل ہے بے قرار ہے، لبیک! یا حسینؑ  
 اصغر ہمک ہمک کے اشارے سے کہتے ہیں  
 حاضر یہ جاں نثار ہے لبیک! یا حسینؑ  
 باقی نہیں کہ آئے جو نصرت کو آپ کی      ہنگام کار زار ہے، لبیک! یا حسینؑ  
 دی یہ صدا شہیدوں نے گر زندگی ملے      پھر آپ پر نثار ہے لبیک! یا حسینؑ  
 یا لٹینی کی دل میں بسی ہے جو آرزو  
 دنیا پہ آشکار ہے لبیک! یا حسینؑ  
 رونا بھی غم میں آپ کے نصرت سے کم نہیں      یہ آنکھ اشک بار ہے لبیک! یا حسینؑ  
 مقتل میں سر کٹانے کو ہر پیر ہر جوان      پہلے امیدوار ہے لبیک! یا حسینؑ  
 اے ابن بوتراب مجاہد بھی آپ کا  
 اک بندہ خاکسار ہے لبیک یا حسینؑ

☆☆☆☆☆

## لیکے جب اذن و غاء رن کو علی اکبر چلے

### مجاہد لکھنؤوی

لیکے جب اذن و غاء رن کو علی اکبر چلے پیچھے پیچھے دل سنبھالے شاہ بحر و بر چلے  
تھام کر بازو علی اکبر کا لیلیٰ نے کہا چھوڑ کر مادر کو کس پر اے میرے دلبر چلے  
قاسم و عباس و اکبر ہو چکے جب سب شہید  
بہر نصرت باپ کی آغوش میں اصغر چلے

کر بلا میں اُس کے سینے پر ہوا قاتل سوار پشت پر اپنی بٹھا کر جس کو پیغمبر چلے  
روکے کہتی تھیں یہ نہ بٹ کیوں فلک یہ انقلاب بوسہ گاہ مصطفیٰ پر شر کا خنجر چلے  
یا علی آؤ مدد کو کہتی تھیں سیدانیاں  
اشقیاء جب لوٹنے سبٹ نبی کا گھر چلے

آگے آگے شاہ کا سر پیچھے نہ بٹ نئے سر بھائی کے نقش قدم پر ہیں کوئی خواہر چلے  
معجزہ ذکر شہید کر بلا کا ہے یہی آئے جو مجلس میں وہ اٹھ کر بہ چشم تر چلے  
چند اشکوں کے عوض جنت مجاہد کو ملی  
حشر کے بازار میں کیا خوب یہ گوہر چلے

☆☆☆☆☆

## کربلا میں آ کے دیکھو انقلاب زندگی

### مجاہد لکھنؤوی

کربلا میں آ کے دیکھو انقلاب زندگی ہے جوان و پیر پر یکساں شباب زندگی  
مقصد انسانیت پر جب زوال آنے لگا خون سے لکھ دی بہتر نے کتاب زندگی  
دیکھ کر حُسن حقیقت موت ساکت رہ گئی  
کربلا والوں نے جب الٹی نقاب زندگی

اللہ! اللہ! صبر و استقلال سچاۓ حزیں ضعف کی آغوش میں دیکھا شباب زندگی  
کربلا میں ہو گیا عاشور کو یہ فیصلہ ہے سوال موت آسان یا جواب زندگی  
کربلا والوں تمھاری موت پر ہستی نثار  
خون سے اپنے بڑھا دی اور آب زندگی

اکبر مہرونے جب کھائی سناں بولے حسینؑ ماہ کامل بن کے ڈوبا ماہتاب زندگی  
باپ کے ہاتھوں پہ تیر ظلم کھا کر سو گئے ماں نے صغیر کے لیے دیکھا تھا خواب زندگی  
اے مجاہد مجھ سے محشر میں کوئی پوچھے کا کیا  
دھو دیا اشکِ غم شہبہ نے حساب زندگی



## کیا کوئی سمجھے گا عظمت اور شان اہلبیت

مجاہد لکھنؤوی

☆ کیا کوئی سمجھے گا عظمت اور شان اہلبیت ہے فرشتوں کی جبین اور آستان اہلبیت  
☆ جو ادھر تحریر میں وہ اس طرف تقریر میں کم نہیں آیات قرآن سے زبان اہلبیت  
سے محبت آل احمد کی ہمارا مدعا  
مطمئن ہر حال میں ہیں دوستان اہلبیت

☆ جس کی تقریریں سے آیا شام میں اک انقلاب عالیٰ زہرا وہی ہے ترجمان اہلبیت  
کیوں نہ دل بھر آئے سن کراوات کرت بلا خون میں ڈوبی ہوئی ہے داستاں اہلبیت  
☆ مانگا جب عباس نے اذن دعا بولے حسین  
یہ بتا دو کون ہوگا پاسبان اہلبیت

☆ جمع تھیں سب بیہوش خیمے میں اک کہرام تھا اور پڑی تھی لاش اکبر درمیان اہلبیت  
☆ سر شہیدوں کے سناں پر ننگے سر سیدانیاں یوں چلا ہے کر بلا سے کاروان اہلبیت  
☆ تن پہ دروں کے نشاں اور دل پہ اولادوں کے داغ  
کر بلا میں یوں ہوا ہے امتحان اہلبیت

☆ شہرت و عزت مجاہد اور اب کیا چاہئے ہے یہی کیا کم کرتو ہے مدح خوان اہلبیت

☆☆☆☆☆



## اے حسین! اے ابن حیدر! اے حسین

مجاہد لکھنؤی

اے حسین! اے ابن حیدر! اے حسین کون ہوگا تیرا ہمسرا اے حسین  
آگئی گلزار ایماں پر بہار دے دیئے اے گل تر اے حسین  
دیکھئے مولا سنبھل کر تھپتھپتے  
تیر میں ہے قلب مادر اے حسین

شکل و صورت میں ہے تصویر رسول کون ہوگا مثل اکبر اے حسین  
لے کے اذن جنگ جو رن کو گیا پھر نہ آیا وہ پلٹ کر اے حسین  
تیر جب ننھی سی گردن پر لگا  
کس طرح دیکھا وہ منظر اے حسین

بھیجے بہر مدد عباس کو چھن گئی زینت کی چادر اے حسین  
ہر قدم پر ساتھ بھائی کا دیا آپ نے پائی وہ خواہرائے حسین  
ذکر سن کر آپ کا جو رو دیا  
کھل گیا اُس کا مقدر اے حسین

آئیے بہر شفاعت آئیے ہے مجاہد پیش داور اے حسین

☆☆☆☆☆

## ملی تھی کس کو یہ رفعت حسین سے پہلے

مجاہد لکھنؤئی

ملی تھی کس کو یہ رفعت حسین سے پہلے      ہوئی نہ ایسی شہادت حسین سے پہلے  
شرف بیان ہو کیا ایسے جاں نثاروں کا      ہوئے جو داخل جنت حسین سے پہلے  
اگر شفاعت احمد کا تم کو دعویٰ ہے  
دکھاؤ کر کے محبت حسین سے پہلے

گلے بندھے ہوئے رتی میں اور برہنہ سر      پھری کسی کی نہ عترت حسین سے پہلے  
دکھا دو ایسا پدر جس نے اپنے ہاتھوں سے      بنائی بیٹے کی تربت حسین سے پہلے  
کسی پدر نے اٹھائی نہ تھی ضعیفی میں  
جو ان بیٹے کی میت حسین سے پہلے

کسی شہید کے سر نے نہ کی تھی نیزہ پر      کلام حق کی تلاوت حسین سے پہلے  
پس گلو تھی چھری اور جبین سجدے میں      نہ دیکھی ایسی عبادت حسین سے پہلے  
نبیؐ، علیؑ و حسنؑ اور فاطمہؑ کے بعد  
مجاہد ہم کو ہے قربت حسین سے پہلے

☆☆☆☆☆

## آ کے ساحل پہ جو سقائے سکینہؑ ٹھہرا

### مجاہد لکھنؤ کی

آ کے ساحل پہ جو سقائے سکینہؑ ٹھہرا      موجیں ساکت ہوئیں بہتا ہوا دریا ٹھہرا  
 اک نظر غیظ میں جب فوج کی جانب دیکھا      پہرے والوں میں قدم پھر نہ کسی کا ٹھہرا  
 کھینچی عباسؑ نے جب تیغ علیؑ مقل میں  
 ہاتھ میں پھر کسی بے دیں کے نہ قبضہ ٹھہرا

کر بلا کی ہے زمیں اور فرشتوں کی جبین      سجدہ گاہ دو جہاں شاہ کا روضہ ٹھہرا  
 غرق دریائے سقم ہو گئے سروڑ لیکن      ڈگمگاتا ہوا امت کا سفینہ ٹھہرا  
 تڑپا خیمہ میں جو آواز کماں کی سن کر  
 پھر نہ تا عمر وہ مادر کا کلیجہ ٹھہرا

کس طرح اب دل بے تاب کو بہلائے ماں      گود خالی ہے نظر آتا ہے جھولا ٹھہرا  
 جب سکینہؑ کو راہ شام میں گرتے دیکھا      تھا رواں جس پہ سر شاہ وہ نیزہ ٹھہرا  
 دیکھنا آل محمدؑ کو گرفتار سقم  
 کونے والوں کے لیے ایک تماشہ ٹھہرا

اپنی بخشش کا مجاہد کو نہ کیوں کر ہو یقین      مدح خواں شہد دیں اہل تولا ٹھہرا



## آنسو میری آنکھوں سے رواں دیکھنے والے

مجاہد لکھنوی

آنسو میری آنکھوں سے رواں دیکھنے والے یہ اشک ہیں منزل کے نشاں دیکھنے والے  
دیکھا نہیں اکبرؑ سا جواں دہر میں کوئی کہتے تھے یہ سب پیر و جواں دیکھنے والے  
کچھ داغ تجھے قلب حزیں پر بھی ملیں گے  
اے بازوئے زینت کے نشاں دیکھنے والے

کس درجہ یہ قلب تھے عاشور کو دن میں اٹھتا ہوا خیموں سے دھواں دیکھنے والے  
قرباں تیری ہمت پہ جوانوں کے ارادے اس پیری میں یہ داغ جواں دیکھنے والے  
دل دیکھ رہا ہے تیرا حیرت سے زمانہ  
اکبرؑ کے کلیجے میں سناں دیکھنے والے

کیا گزری تیرے قلب پہ عاشور کو دن میں اکبرؑ کی نکلتی ہوئی جاں دیکھنے والے  
پھر دیکھ لے گی بھر کے یہ مٹ جائے گی دن میں تصویرِ رسولؐ دو جہاں دیکھنے والے  
احمد کی نواہی ہے یہ بیٹی ہے علیؑ کی  
باز آ تیری غیرت ہے کہاں دیکھنے والے

دیکھیں گے مجاہد کو سبھی روز قیامت  
جائے گا وہ جب سوئے جہاں دیکھنے والے

☆☆☆☆☆

## کربلا والوں بڑھادی کربلا کی آبرو

مجاہد لکھنؤوی

کربلا والوں بڑھادی کربلا کی آبرو تم سے پہلے کیا تھی دشت کربلا کی آبرو  
 لٹ گئی کونے میں عزم اشقیاء کی آبرو رہ گئی قائم روائے فاطمہ کی آبرو  
 اہلبیت مصطفیٰ جس کا وسیلہ بن گئے  
 بڑھ گئی درگاہ حق میں اُس دعا کی آبرو

منزل آخر ہو جس کی سر زمین کربلا قدسیوں سے پوچھ لو اس نقش پا کی آبرو  
 کر کے قبضہ نہر پر اور پھینک کر چلو سے آب ایک پیاسے نے بڑھادی کربلا کی آبرو  
 آگیا قدموں میں دریا، تر نہ لیکن لب کیے  
 رہ گئی عباس کے دم سے وفا کی آبرو

آیہ تطہیر کیا ہے پوچھ لو جبریل سے ہے رقم قرآن میں اہل کساء کی آبرو  
 اے زمین کربلا خون شہیداں کی قسم خاک سے تیری جہاں میں ہے شفا کی آبرو  
 ہر قسم دل پر سہا، لب تک نہ آئی بددعا  
 صبر زینب نے بچالی ہر جفا کی آبرو

مقصد ہستی ہمارا ہے مجاہد شہہ کا غم  
 ہے اسی غم کے سبب آل عزا کی آبرو

☆☆☆☆☆

## جب رن میں عملدار کی شمشیر چلی ہے

مجاہد لکھنوی

جب رن میں عملدار کی شمشیر چلی ہے آئی ہوئی بالیں پہ تضا کس کی ٹلی ہے  
یوں پختن پاک کا گلدستہ سجا ہے دو پھول ہیں دو غنچے ہیں اور ایک کلی ہے  
جبرئیل بچھاتے تو ہو پر، اپنے زمیں پر  
پر اتنا سمجھ لینا کہ یہ تیغ علی ہے

ہر علم میں ہر وصف میں تا مہدی آخر سب مثل محمد ہیں ہر اک مثل علی ہے  
اک نور موذت ہے ادراک غم شہد دیں کا دو نور ہیں جن میں سحر و شام ڈھلی ہے  
حق نے ہمیں بھیجا ہے پے ماتم سرور  
دنیا کی نہیں رسم یہ فرض اذلی ہے

بانو کے یہ نالے تھے کہ آجاؤ اب اصغر پھیلائے ہوئے گود یہ ماں کوکھ چلی ہے  
کہتی تھیں یہ زینب کہ نہ یوں مار طمانچے اے شرمیکہ بڑے نازوں کی پٹی ہے  
تھے شمر کے دربار یزیدی میں اشارے  
وہ بیوہ عباسؑ ہے یہ بنت علیؑ ہے

بے گورو کفن چھوڑ کے آغوش کے پالے  
زینبؑ تو رن بستہ سوئے شام چلی ہے  
اشعار نکلتے ہیں کہ بہتا ہوا دریا  
کب کوئی زمیں سخت مجاہد کو کھلی ہے

☆☆☆☆☆

## ہمارا غم وہ غم ہے جس کو اہل دل سمجھتے ہیں

مجاہد لکھنؤوی

ہمارا غم وہ غم ہے جس کو اہل دل سمجھتے ہیں  
اسی غم کو ہم اپنی زیست کا حاصل سمجھتے ہیں  
علیٰ مشکل کشا کی رہنمائی جن کو حاصل ہے  
وہ طوفان و بھنور کو منزل و ساحل سمجھتے ہیں

ہمارا سروہ سر ہے جو ہر اک در پر نہیں جھکتا  
جھکاتے ہیں وہیں جس در کو اس قابل سمجھتے ہیں

جب چادرِ تطہیر اُن کے گرد قائم ہے  
جنہیں اہل جہاں بے پردہ و محمل سمجھتے ہیں

رہے گی مرتے دم تک دل میں الفت آل احمد کی  
ہم اس جذبے کو اپنی روح میں شامل سمجھتے ہیں

سکینہ کو کینری میں طلب کرتا ہے اک بے دین  
یہ ظلم آل احمد کو اب اس قابل سمجھتے ہیں

زباں میں جس کی پنہاں ہو تاثر درد و ماتم کا  
مجاہد ہم اسی کو شاعرِ کامل سمجھتے ہیں

☆☆☆☆☆

## عزاداران شاہ کربلا ہم

مجاہد لکھنوی

عزاداران شاہ کربلا ہم علمبردار صلح مجتبیٰ ہم  
 غلامانِ علی مرتضیٰ ہم فدایاں محمد مصطفیٰ ہم

ذرا پہچان لے دنیا ہیں کیا ہم یہ کہتے تھے کہ ہم ہیں گو پیاسے  
 پسر زینب کے حیدر کے نواسے لڑیں گے جسم کے لیکن اشقیاسے  
 آٹ دیں گے زمین کربلا ہم کریں گے وار ہم خیر کشا سے

شب عاشور انصار دلاور یہ کہتے تھے کہ کل ہے روز محشر  
 نہ جانے پائیں بہر جنگ سرد نہ فدا کر دیں گے ہم جاں پہلے بڑھ کر  
 یہی تھے مشورے شیروں میں باہم

وہ رہبر ہو چلے جو انتہا تک نشاں پا ہوں جن کے نیوا تک  
 جو پہنچا دے زمیں کربلا تک رسائی جس سے ہو جائے خدا تک  
 اسی کے ڈھونڈتے ہیں نقش پا ہم

گلے پر کسنی میں تیر کھایا جوانوں سے سوا صدمہ اٹھایا  
 مگر نصی جبین پر بل نہ آیا ڈھلا منکا تھا پھر بھی مسکرایا  
 تیری ہمت پہ اے اصغر فدا ہم

کہا عابد نے ہم آلِ عبا ہیں جگر بند جنابِ فاطمہ ہیں  
 ہم اولادِ علی مرتضیٰ ہیں دل و جاں محمد مصطفیٰ ہیں  
 ہیں محبوبِ خدائے کبریا ہیں

رے گا دل میں یہ غمِ تاقیامت نہیں ہونے کا یہ کم تاقیامت  
 اٹھائیں گے علم ہم تاقیامت لگوں ہوگا نہ پرچم تاقیامت  
 کریں گے شاہ کا ماتم صدا ہم



مجاہد ہے یہی تاریخ دنیا رہا ہر دور میں دشمن زمانہ  
مگر آساں نہ تھا ہم کو مٹانا مٹا جس نے مٹانا ہم کو چاہا  
خدا شاہد کہ ہیں اہل بقا ہم

☆☆☆☆☆

ہوں منتظر کہ کب آئے پیام کرب و بلا

مجاہد لکھنؤی

ہوں منتظر کہ کب آئے پیام کرب و بلا کبھی تو یاد کریں گے امام کرب و بلا  
سٹ کے آگئی جنت بھی جس کے قدموں میں زمیں کی گود میں وہ ہے مقام کرب و بلا  
مئے و لائے حسین سے دل رہے سرشار  
پلائیں ساقی کوثر ہو جام کرب و بلا

ہمیں بھی فخر ہے مختار کی غلامی پر دلوں میں آج بھی ہے انتقام کرب و بلا  
جو صبح و شام جھکاتے ہیں سر در شہہ پر وہ خوش نصیب ہیں کیسے عوام کرب و بلا  
کبھی سنی جو کوئی داستان ظلم و ستم  
تڑپ کے آگیا ہونٹوں پہ نام کرب و بلا

بھر آئی آنکھ نظر پڑ گئی جو پانی پر کہ یاد آئے مجھے تشنہ کام کرب و بلا  
در حسین کی کیا ہمسری کرے کوئی سوا ہے عرش سے بھی ادج و بام کرب و بلا  
جو مانگا پایا مجاہد نے روضہ شہہ سے  
جھکا نہ غیر کے در پر غلام کرب و بلا

☆☆☆☆☆

## باقی ہے دو جہاں میں جب تک خدا کا نام

### مجاہد لکھنؤوی

باقی ہے دو جہاں میں جب تک خدا کا نام دنیا سے مٹ سکے گا نہ کرب و بلا کا نام  
 نام علیٰ پہ ہوتے ہیں سراب بھی معرکے آتا ہے کام آج بھی خیبر کشا کا نام  
 چشم زون میں ہوتی ہیں آسان مشکلیں  
 نام علیٰ خدا کی قسم ہے خدا کا نام

قرآن لے کے بھول سکو گے نہ آل کو کس طرح چھوڑ جاؤ گے تم بل اتی کا نام  
 کٹوا کے سر خرید لی شبیر نے حیات یوں رکھ دیا بدل کے جہاں میں فنا کا نام  
 بچے بھی مسکراتے تھے نصرت کے شوق میں  
 لیتا جو اُن کے سامنے کوئی قضا کا نام

جبریل ہیں گواہ یہی ہیں وہ اہلبیت وابستہ ہے انہیں سے حدیث کساء کا نام  
 آتا ہے لب پہ ذکر علمدرا کر بلا لیتا ہے جب زمانے میں کوئی وفا کا نام  
 اکبرؑ کو ماں نے ان کی رضا دی یہ سوچ کر  
 بد نام ہونہ جائے کہیں مانتا کا نام

اتنے ستم حسینؑ پہ عاشور کو ہوئے باقی بچا نہ کوئی جہاں میں جفا کا نام  
 زینبؑ یہ بولیں ہند سے ہوں اک اسیر غم کیا پوچھتی ہو بے کس و نا آشنا کا نام  
 پانی سے ہر زمین مجاہد کے سامنے  
 لے کر قلم اٹھاتے ہیں مشکل کشا کا نام

## یوں کہیں وعدہ طفلی کی وفا ہو تو سہی

مجاہد لکھنؤئی

یوں کہیں وعدہ طفلی کی وفا ہو تو سہی کوئی شیریں سارا رضی بہ رضا ہو تو سہی  
 اک نصیری نہیں جدے کو جھکے گی دنیا میرے مولا سا کوئی عقدہ کشا ہو تو سہی  
 کر بلا جس پہ ہیں جنت کی بہاریں صدقے  
 ایسی پُر کیف کہیں اور فضا ہو تو سہی

بھیجے خود اپنے فرشتوں کو برائے نصرت ایسا بندہ کوئی محبوب خدا ہو تو سہی  
 لاکھوں مرقد ہیں زمانے میں ہزاروں ہیں مزار خاک تربت کی کوئی خاک شفا ہو تو سہی  
 بن گیا گلزار ہوا حُر کا مقدر دیکھو  
 وہ خطا اور یہ صلہ ایسی عطا ہو تو سہی

حق رفاقت کا ادا کر گئے جیسے عباؓ ایسی الفت ہو کہیں ایسی وفا ہو تو سہی  
 بن کے شیریں زمانے میں کوئی آئے تو بتلائے ستم و جور و جفا ہو تو سہی  
 جس کو سنتے ہی تڑپنے لگے لاشے رن میں  
 کسی مظلوم کی ہل من کی صدا ہو تو سہی

جس طرح ہو گئے قریباں علی اصغرؑ ان میں یوں کوئی دین محمدؐ پہ فدا ہو تو سہی  
 قبر بیٹے کی بنائی کلمہ پڑھ پڑھ کے اس طرح ذکرِ خدا، شکر خدا ہو تو سہی  
 کہتی تھیں چوم کے اصغرؑ کا گلا اُمّ رباب  
 میرے اصغرؑ سا کوئی ماہ لقا ہو تو سہی

باد شاہی اُسے دنیا کی مجاہد مل جائے  
 کوئی شیریں کے روضہ کا گدا ہو تو سہی

## جوانی تو علی اکبرؑ لٹا دی

مجاہد لکھنؤوی

جوانی تو علی اکبرؑ لٹا دی مگر اسلام کی قوت بڑھا دی  
 عزادارو تمہارے آنسوؤں نے بہشت و خلد کی قیمت بڑھا دی  
 غم سروڑ سے ہم دیتے ہیں زینت  
 وہ بزمِ غم ہو یا تقریبِ شادی  
 خدا کے نام پر سروڑ نے رن میں کمانی زندگی بھر کی لٹا دی  
 تڑپ کر گر پڑے جھولے سے اصغرؑ حسینؑ ابن علیؑ کیسی صدا دی  
 علیؑ اصغرؑ نے رن میں مسکرا کر  
 یزیدی فوج میں باپل چلا دی  
 کہا بانو نے اصغرؑ کی لحد پر ہمیں کس جرم کی بیٹا سزا دی  
 پہنچ کر اک طائر نے مدینے کہانی قتل سروڑ کی سنا دی  
 غم شہہ نے مجاہد کرویا ہے  
 ہمیں دنیا کے رنج و غم کا عادی

☆☆☆☆☆

## جب کیا جائے گا محشر میں عبادت کا سوال

مجاہد لکھنؤوی

جب کیا جائے گا محشر میں عبادت کا سوال آئے گا آلِ پیمبر کی محبت کا سوال  
 جس کے ہاتھوں سے شجر پھولا پھولا اسلام کا آج دنیا کر رہی ہے اس سے بیعت کا سوال  
 لب پہ آجاتا ہے نامِ عباسؑ کا بے ساختہ  
 جب کبھی آتا ہے جرأت اور شجاعت کا سوال

کر لیا محضر شہادت کا تو مولانا نے قبول ہو گئے خاموش جب آیا ہے عترت کا سوال  
 بددعا کرتی تھیں لعینوں کے لیے زینب ضرور سامنے ہوتا نہ گرانا کی امت کا سوال  
 باپ کی آغوش میں اصغر ہمک کر آگئے  
 جب کیا سروڑ نے ایماں کی حمایت کا سوال  
 اک طرف اکبر سا بیٹا اور ماں کی مانتا اک طرف دین الہی اور نصرت کا سوال  
 پوچھا قاسم نے چلے آئیں گے گھر میں کیا عدد؟ آیا جب ننھے سے اصغر کی شہادت کا سوال  
 نحو حیرت ہیں ملائک ایک عاصی کے لیے  
 پیش داور ہے بہتر ۴۲ کی شفاعت کا سوال  
 اے مجاہد خود صد اے گی زمین کر بلا بعد آئے گا جب تیری تربت کا سوال

☆☆☆☆☆

## یوں چلے کرب و بلا سے سوئے کوثر پیاسے

مجاہد لکھنوی

یوں چلے کرب و بلا سے سوئے کوثر پیاسے آب شمتیر سے سیراب بہتر ۴۲ پیاسے  
 جب کیا گنفر کی موجوں نے طلاطم برپا بن گئے کشتی اسلام کا لشکر پیاسے  
 کیا ڈراتے ہو ہمیں نشنگی محشر سے  
 ہم غلامان علی اور لب کوثر پیاسے  
 بس اسی غم میں ہر اک موج ہے اب تک بیتاب نکلے دریا سے جو عبائل دلاور پیاسے  
 آ کے منزل پہ وہ ترسا کیا پانی کے لیے جس نے سیراب کیے راہ میں لشکر پیاسے  
 علقمہ سامنے بہتی رہی عاشور کے دن  
 اور کھلا گئے زہر آ کے گل تر پیاسے  
 روکے یہ تربت کے بے شیر پہ مادر نے کہا قبر میں سوتے ہیں ننھے علی اصغر پیاسے  
 بولیں دل تھام کے لیلیٰ کے خدا خیر کرے جنگ کرنے کو چلے ہیں علی اکبر پیاسے  
 نوحہ خوانی کا مجاہد یہ صلہ پائے گا  
 آئیں گے اس کی شفاعت کو بہتر ۴۲ پیاسے

## وہ کر بلا وہ دن میں اصغر کی بے زبانی

مجاہد لکھنؤی

وہ کر بلا وہ دن میں اصغر کی بے زبانی لکھی گئی ہے خوں سے یہ ظلم کی کہانی  
آلِ نبیؐ پہ ہائے کیا کیا نہ ظلم ڈھائے کرتے رہے جہاں میں ظلم و ستم کے بانی  
جو بھی سنے گا اس کو تڑپے کا درد و غم سے روکے نہ رک سکے گی آنکھوں کی خونِ فشانی

چھ ماہ کا وہ بچہ، پیاسا تھا تین دن سے لائے تھے شاہ اس کو دن میں پلانے پانی  
اک پھول تھا نغز اس نے مکلا دیا تھا جس کو سوکھے ہوئے وہ لب تھے خود پیاس کی نشانی  
بولے حسین میری کوئی اگر خطا ہے

معصوم ہے یہ بچہ اس کو تو دیدو پانی بچوں کو میرے پیاسا مقل میں تم نے مارا  
زینب کے لعل دونوں اور اک حسن کا جانی یہ بھی نہ تم نے سوچا ہم مشکل مصطفیٰ ہے  
اور خاک میں ملا دی اکبر کی نوجوانی اب اس پہ رحم کھاؤ مرتا ہے یہ عطش سے  
اک داستانِ حسرت ہے اس کی ناتوانی

لیکن ترس نہ آیا بچے پہ ظالموں کو نازک تھا حرحلہ کا یا مرگ ناگہانی  
ہاتھوں پہ شہہ کے تڑپا گردن پہ کھانے کے ناک مولانا دیکھی اصغر کے خون کی روانی

چلو میں بھر کے چاہا پھینکیں فلک کی جانب  
گوئی فضا میں اس دم آواز آسانی

اک بوند اس لبو کی پہونچی اگر فلک پر تاحشر پھر نہ برے گا ایک قطرہ پانی  
انکار خونِ ناحق سے تھا یونہی زمین پر کوئی نہ تھا جو کرتا اس خون کی پاسبانی

چہرے پہ مل لیا پھر سروڑ نے خونِ اصغر  
جس سے لبو لبو ہے اسلام کی کہانی

برپا اسی لبو کا ماتم سے یہ مجاہد کرتے ہیں آج تک ہم اس غم میں نوحہ خوانی

## جاں میری، خاک روضہ شاہ ہدا میں ہے

مجاہد لکھنوی

جاں میری، خاک روضہ شاہ ہدا میں ہے      ہے جسم ارض پاک پہ دل کربلا میں ہے  
 مشکل میں لب پہ آئے نہ کیوں یا علیؑ مدد      معلوم ہے جو معجزہ دست خدا میں ہے  
 مرحب کا سر اتار لے در کو اکھاڑ لے  
 ایسا تو زور بازوئے خیبر کشا میں ہے  
 کس کے لیے خدا نے بنائی یہ کائنات      تحریر صاف صاف حدیث کساء میں ہے  
 جو ختم امیاً ہے وہی آخری امام      جو ابتدا میں نام وہی انتہا میں ہے  
 بے بس اجل ہے سامنے جس کے یہ معجزہ  
 گر دیکھنا ہو دیکھ لو خاک شفا میں ہے  
 مر کر جہاں میں زندہ جاوید ہو گئے      کیسی بقاء حسینؑ تمہاری وفا میں ہے  
 لڑتے ہیں دشمنوں سے دم عصریوں حسینؑ      نقشہ علیؑ کی جنگ کا شہہ کی دعا میں ہے  
 جنت میں فاطمہؑ کو ملے چین کس طرح  
 نازوں سے جس کو پالا تھارنج و بلا میں ہے  
 رکھ کر گلے پہ تیغ یہ انصار نے کہا      مولا کو شک ضرور ہماری وفا میں ہے  
 رکھ دیں جو سر کو کاٹ کے قدموں میں شاہ کے      اس زندگی سے کیف زیادہ قضا میں ہے  
 آواز استغاثہ پہ لاشیں تڑپ گئیں  
 کتنا اثر حسینؑ تمہاری صدا میں ہے  
 اصغر ہی اک شہید ستم خرمہ نہیں      اک مامتا کا خون بھی تیر جنا میں ہے  
 عباسؑ کے حوالے سے جو چاہے مانگئے      پھر دیکھئے اثر جو مجاہد دعا میں ہے

☆☆☆☆☆

## کربلا میں اہل حق کے بانگین کو دیکھ کر

مجاہد لکھنؤوی

کربلا میں اہل حق کے بانگین کو دیکھ کر  
حق پہ چلنا آ گیا ان کے چلن کو دیکھ کر

حق شناسی اس کو کہتے ہیں یہ دنیا دیکھ لے  
جھک گیا راہب بھی نور پہنچن کو دیکھ کر

کس کو ملتا ہے علم اب بس یہی تھے تذکرے  
دل بہت سے بچھ گئے خیر شکن کو دیکھ کر

عرش سے بھی کیا سوا تھی کچھ کشش زیر کسا  
آگئے جبرئیل بھی اس انجمن کو دیکھ کر

کربلا سے تا در کوفہ بھگایا فوج کو  
یاد حیدر آگئے شاہ زمن کو دیکھ کر

بولیں یہ زینبؑ ٹھہرنے کی نہیں ہے یہ جگہ  
دل مرا پھٹتا ہے اس ویران بن کو دیکھ کر

پھول سے بچہ کو مارا تیر تو نے خرملہ  
ہاتھ بھی لرزا نہ ظالم گلبدن کو دیکھ کر

گزری ہوگی دل پہ کیا یہ فاطمہؑ سے پوچھیئے  
خاک میں ملتے ہوئے اپنے چمن کو دیکھ کر

میں ابھی زندہ ہوں مقتل میں نہ آؤنگے سر  
شہہ نے فرمایا دم آخر بہن کو دیکھ کر

باپ کو بے گور رن میں چھوڑ کر جانا پڑا  
تڑپا دل عابد کا لاش بے کفن کو دیکھ کر



ہتھکڑی تھی ہاتھ میں عابدہ کے بیڑی پاؤں میں  
لوگ رو دیتے تھے اس قیدِ محن کو دیکھ کر

یاد آیا ہوگا زینب کو مدینہ سے سفر  
کیا قیامت گزری ہوگی پھر وطن کو دیکھ کر  
پھر نہ پوچھا ماں سے صفائی نے کہ ہے اصغر کہاں  
ہوگئی چپ خوں بھرے اک پیرہن کو دیکھ کر  
ہے مجاہد بھی کوئی شاعر یہی کہتے تھے لوگ  
ہوگئے قائل مگر رنگِ سخن کو دیکھ کر

☆☆☆☆☆

## آئے گی تجھ کو نہ کل نہر فرات

مجاہد لکھنوی

آئے گی تجھ کو نہ کل نہر فرات      لاکھ پہلو بدل نہر فرات  
کر بلا میں آج تیرے سامنے      آئی پیاسوں کو اجل نہر فرات  
کر بلا میں آج تیرے سامنے  
آئی پیاسوں کو اجل نہر فرات  
منہ دکھائے گی بھلا تو کس طرح      فاطمہ زہرہ کو کل نہر فرات  
جب کیا اصغر نے پانی کا سوال      رہ گئی کھا کھا کے بل نہر فرات  
آتے ہیں عباس پانی کے لیے  
با ادب ہو جا      سنبھل نہر فرات  
مشک بھر کر جاؤں گا بولا یہ شیر      یہ ارادہ ہے اٹل نہر فرات  
العطش جب شہد کے بچوں نے کہا      ایک ندا آئی کے چل نہر فرات  
اٹھ گئے ساحل سے خیمے شاہ کے  
حشر تک اب ہاتھ مل نہر فرات

دلبر زہرہ تو پیاسا چل بسا      چاہے اب جتنا پل نہر فرات  
پاس سے بے شیر ہے اب جاں بلب      سوئے خیمہ بڑھ کے چل نہر فرات

کر لیا تھاق سے وعدہ پیاس کا      شاہ نے روز اجل نہر فرات  
ہے مجاہد چشمِ پینا کے لیے      حوضِ کوثر کا بدل نہر فرات

☆☆☆☆☆

## رسن ظلم میں ننھی سے کلانی ہوگی

مجاہد لکھنوی

اس ظلم میں ننھی سے کلانی ہوگی  
کس طرح بانی سکینہ کو کل آئی ہوگی

ایک نشتر سا لگا ہوگا دل مادر پر  
جب سناں اکبر ناشاد نے کھائی ہوگی

آگ جب خیموں میں اعدا نے لگائی ہوگی  
مسند احمد مرسل بھی جلائی ہوگی

دیکھ کر میت بے شیر کو مادر نے کہا  
یہ نہ معلوم تھایوں دودھ بڑھائی ہوگی

ڈھونڈتی ہوگی وہ پہلو میں علی اصغر کو  
نیند بانو کو بھلا کس طرح آئی ہوگی

جب سنا ہوگا، گرے سروڑ دیں گھوڑے سے  
ننگے سر زینب مضطر نکل آئی ہوگی

فاطمہ صفرا نے اصغر کو جو مانگا ہوگا  
گود اجڑی ہوئی بانو نے دکھائی ہوگی

## دل سے غم حسینؑ نہ ہو کم خدا کرے

مجاہد لکھنوی

دل سے غم حسینؑ نہ ہو کم خدا کرے  
لے جاؤں میں لحد میں یہی غم خدا کرے

پھیلے نشان حضرت عباسؑ کی ضیاء  
سارے جہاں پہ چھائے یہ پرچم خدا کرے

حب علیؑ ہو دل میں زبان پہ ہو یا حسینؑ  
جب وقت نزاں نکلے میرا دم خدا کرے

ڈر ڈر کے کہہ رہے تھے یہ آپس میں سب لعین  
عباسؑ ہوں نہ نہر پہ برہم خدا کرے

اکبرؑ نے شہہ کے سامنے توڑا تھا جیسے دم  
کوئی پدر نہ دیکھے یہ عالم خدا کرے

خیمے میں کر رہی تھیں سیکنہ یہی دعا  
آجائیں خیریت سے میرے غم خدا کرے

اکبرؑ پلٹ کے آئیں یہ صفراؑ کی تھی دعا  
پھر بھائی اور بہن ملیں باہم خدا کرے

یہ کہہ کے ختم کر دو مجاہد سلام کو  
ہوتا رہے حسینؑ کا ماتم خدا کرے

☆☆☆☆☆

## جو طفلِ گھر میں شہہ لافتی کے پلتے ہیں

مجاہد لکھنوی

جو طفلِ گھر میں شہہ لافتی کے پلتے ہیں  
 وہ جنگ کے لیے گہوارے میں مچلتے ہیں  
 قدم قدم پہ شریعت نہیں بدلتے ہیں  
 چلے جو راہ علیؑ ہم وہ راہ چلتے ہیں  
 پل صراط سے گزریں گے یوں علیؑ والے  
 کہ جیسے باغ میں جھونکے ہوا کے چلتے ہیں  
 علم کو دیکھ کے خیبر کشا کے ہاتھوں میں  
 یہ کون لوگ کھڑے دور ہاتھ ملتے ہیں  
 وہ خاک کیوں نہ بنے سجدہ گاہ دو عالم  
 جو خاک رخ پہ رسالت مآب ملتے ہیں  
 خیال آتا ہے جب کربلا کے پیاسوں کا  
 پکھل کے قلب و جگر آنسوؤں میں ڈھلتے ہیں  
 یہاں تو بات ہے زخمِ گلوئےِ اصغرؑ کی  
 وگرنہ تیر تو ہنگامِ جنگ چلتے ہیں  
 سوالِ آبِ پہ گردن سے تیر پار ہوا  
 پدھر کے ہاتھوں پہ اصغرؑ لہو اگلے ہیں

☆☆☆☆☆

## دیکھ کر ہیبت عباس زمانہ، زمانہ ٹھہرا

مجاہد لکھنوی

دیکھ کر ہیبت عباس زمانہ، زمانہ ٹھہرا  
 انتہا یہ ہے کہ بہتا ہوا دریا، دریا ٹھہرا  
 اے علم دار تیری جرأت ہمت کے ثار  
 دور دریا سے تیرے جسم کا سایہ، سایہ ٹھہرا  
 کس طرح اب دل بیتاب کو بہلائے ماں  
 گود خالی ہے نظر آتا ہے جھولا، جھولا ٹھہرا  
 جب سیکتہ کو رہ شام میں گرتے دیکھا  
 تھا رواں جس پہ سرشاہ وہ نیزہ ٹھہرا  
 کربلا کی ہے زمیں اور فرشوں کی جبین  
 سجدہ گاہ دو جہاں شاہ کا روضہ، روضہ ٹھہرا  
 اپنی بخشش کا مجاہد کو نہ کیونکر ہو یقیں  
 مدح خوان شہہ دیں، اہل تولا ٹھہرا

☆☆☆☆☆

## کس کو بے دنیوں نے مارا اے زمین کر بلا

مجاہد لکھنوی

کس کو بے دنیوں نے مارا اے زمین کر بلا  
 ہے پیہر کا دلارا اے زمین کر بلا  
 آسمان ارض پر تو ہے منور اس طرح  
 جیسے اک روشن ستارہ اے زمین کر بلا

پانی پانی جبکہ ہو جائے گی یہ گیتی تمام  
 ایک تو ہوگا کنار اے زمین کر بلا  
 کس طرح کھودی لحد، کیا گزری دل پر شاہ کے  
 جب کہ اصغر کو اتارا اے زمین کر بلا  
 لارے ہیں شاہ والا اصغر بے شیر کو  
 یا کوئی قرآن کا پارا اے زمین کر بلا  
 دین کی خاطر دیا اصغر کو تیری گود میں  
 شہہ کو تھا یہ بھی گوارا اے زمین کر بلا  
 لو چلیں مقتل کو یہ کہتی ہوئی امّ رباب  
 مجھ کو اصغر نے پکارا اے زمین کر بلا  
 باپ پیری میں اٹھاتا ہے جوان بیٹے کی لاش  
 دے ذرا بڑھ کر سہارا اے زمین کر بلا  
 دیکھنا تربت میں اصغر کا ذرا رکھنا خیال  
 سارے گھر کا ہے دلارا اے زمین کر بلا  
 تیرے سینہ پر علی اکبر نے بدلیں کروٹیں!  
 موت نے جس دم پکارا اے زمین کر بلا  
 یہ بتادے کس طرح میت پہ پہنچے تھے حسین  
 جب کہ اکبر نے پکارا اے زمین کر بلا  
 لے لیے تو نے مری گودی کے پالے بولی ماں  
 اب کروں کیوں کر گوارا اے زمین کر بلا  
 حلق پر تھا خنجر لعین جب حسین اب علی  
 کر رہے تھے کیا اشارہ اے زمین کر بلا  
 عصر کے ہنگام تجھ سے کس طرح دیکھا گیا  
 تو نے جو دیکھا نظارہ اے زمین کر بلا

کہتی زینبؓ پڑا ہے رن میں بے گورو کفن  
 بائے ماں جایا ہمارا اے زمین کر بلا  
 مر کے مل جائے مجاہد تیری خاک پاک میں  
 اب تو بلوالے خدارا اے زمین کر بلا

☆☆☆☆☆

زندہ باد! اے کر بلا، پاستندہ باد اے کر بلا

مجاہد لکھنوی

زندہ باد! اے کر بلا، پاستندہ باد اے کر بلا!

مل کے تیری خاک چہروں پر بہتر<sup>۲۲</sup> جب چلے  
 لشکر اعدا کو ہیبت سے پسینے آگئے  
 کھینچ کر تلوار نکلے جب علیؑ کے لاڈلے  
 روند ڈالا نخوت باطل کو قدموں کے تلے

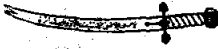
زندہ باد! اے کر بلا، پاستندہ باد اے کر بلا!

ماند بڑتا جا رہا تھا دین کا جب آفتاب  
 لیکے انگڑائی ترے ذروں سے اٹھا انقلاب  
 آگیا میدان میں پھر فاطمہؑ کا ماہتاب  
 کھینچ لی بڑھ کر یزیدیت کے چہرہ سے نقاب

زندہ باد! اے کر بلا، پاستندہ باد اے کر بلا!

تیری یاد آئی ادھر آنکھوں میں آنسو آگئے  
 کیسے کیسے پھول تیری خاک پر مرجھا گئے  
 مرتے مرتے بھی جہاں ظلم کو دھلا گئے  
 یا علیؑ کہہ کر ہزاروں پر بہتر چھا گئے

زندہ باد! اے کر بلا، پاستندہ باد اے کر بلا!



ہاتھ میں لے کر علمدار حسینی کا نشان  
بڑھ رہے ہیں تیری جانب کارواں ڈرکارواں  
عقل انسانی کو پہلے ہو تو لینے دو جواں  
ایک دن جھک جائیگا خود تیرے قدموں پر جہاں

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

حشر تک قائم رہے گا یہ ترا جاہ و حشم  
انقلاب آئیں گے پر رتبہ نہ تیرا ہوگا کم  
تیرے سینے پر ہوا اسلام کا اونچا علم  
اب صدا ہوتے رہیں گے سر تری چوکھٹ پہ خم

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

راستہ ایمان کا اور دین حق کا چھوڑ کر  
آل اور قرآن کی وابستگی کو توڑ کر!  
تیری ارض پاک سے جائیگا جو منہ موڑ کر  
کیا ملے گا اس کو پھر کعبہ سے رشتہ جوڑ کر

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

جب اثر کرتی نہیں بیمار کو کوئی دوا  
اقربا مایوس ہو جاتے ہیں کر کے ہر دُعا  
کام ایسے وقت آتی ہے تیری خاک شفا  
کہہ کے یہ اس دم پلٹتا ہے فرشتہ موت کا

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

مرتبہ میں آسمانوں سے سوا تیری زمیں  
سامنے تیرے بھلا کیا شے ہے فردوس بریں  
دہر میں ملتا نہیں ایسا کوئی مرقد کہیں  
جس پہ بجدے کے لیے رکھ دیں فرشتے بھی جبین

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!



آرزو پوری نہیں ہوتی کسی کی جب کہیں  
دل یہ کہتا ہے خدا سے اور مایوسی نہیں  
ڈھونڈتا ہے ایسا در جو واسطہ ہو بالیقین  
تیری چوکھٹ پر جھکا دیتا ہے وہ آخر جیں

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

ایک سر مانگا تھا سرور نے بہتر<sup>۲</sup> سر دیئے  
قاسم و عباس و اکبر اور علی اصغر دیئے!  
ضوفشانی کے لیے سامان کیا کیا کر دیئے  
گود میں شہہ نے تری کتنے ستارے بھر دیئے

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

یاد ہے اب تک زمانہ کو وہ دن عاشور کا  
رن میں لاکھوں سے بہتر<sup>۲</sup> کا ہوا جب معرکہ  
دوپہر میں اہل دل نے کر دیا تھا فیصلہ  
نام زندہ ہے ترا جب تک ہے حق کا تذکرہ

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

بھول سکتا ہے بھلا کوئی وہ جنگ یاد گار  
آئے باطل کے مقابل جب شہہ دل دل سوار  
نام حق پر کر دیا شیر نے سب کچھ نثار  
اپنے خون سے کر دیا تیری زمیں کو لالہ زار

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

کفر کا طوفان جو کوفہ سے اٹھا تھا کبھی  
جس کے دامن میں وہ دیرینہ عداوت تھی بھری  
آگئے دیوار بن کر سامنے ابن علی!  
تو زمانہ میں حق و باطل کی سرحد بن گئی

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

جب سیاہی کفر کی چھانے لگی اسلام پر  
یوں چلے اہل وفا قرآن کے احکام پر  
نام تیرا پوچھتے جاتے تھے ہر ہر گام پر  
کھینچ کر آئے تھے نبی کے لعل تیرے نام پر

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

دم بخود ہے کیوں جہاں اس نعرہ بیباک پر  
تذکرہ تیری زمیں کا آج ہے افلاک پر  
ناز کرتا ہے خدا بھی تیری ارض پاک پر  
ہے نماز اللہ کی سجدہ ہے تیری خاک پر

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

سزاور کونین کے صدقے میں عزت مل گئی  
میثم و قنبر نے جو یائی وہ قسمت مل گئی  
تیرے دامن میں مجاہد کو جو تربت مل گئی  
چاہئے پھر اور کیا؟ مرتے ہی جنت مل گئی

زندہ باد! اے کر بلا، پائندہ باد اے کر بلا!

☆☆☆☆☆

## اکبر کی نوجوانی، اصغر کی بے زبانی

مجاہد لکھنوی

اکبر کی نوجوانی، اصغر کی بے زبانی  
اک غم کی داستان ہے اک درد کی کہانی

پابندیاں ہزاروں عائد کرے زمانہ  
روکے نہ رک سکے گی اشکوں کی یہ روانی

بیکار کوششیں ہیں ماتم کو روکنے کی  
 ماتم صدا رہے گا یہ غم ہے جادوانی  
 ہر واقعہ ہے جس کا ڈوبا ہوا لہو میں  
 دنیا بھلا سکے گی کس طرح وہ کہانی

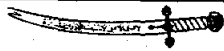
بولے حسین یارب! جاتا ہے اب وہ مرنے  
 حُسن و شباب میں جو احمد کی ہے نشانی  
 لیلے یہ رو کے بولیں ارمان دل میں کیا تھا  
 قسمت میں دیکھنا ہے پوشاک یہ شہانی  
 دم توڑتے ہیں اکبرن میں تڑپ تڑپ کر  
 پروان چڑھ رہی ہے اسلام کی جوانی

لے کر چلے ہیں سرورِ اصغر کورن کی جانب  
 شاید پلاڈے کوئی دو بوند اس کو پانی  
 اصغر کے خون سے بھی پوری ہوئی نہ قیمت  
 کس طرح بڑھ گئی تھی پانی تری گرانی!

مہمان بلا کے پانی بھی بند کر دیا تھا  
 دیکھو یزیدیوں کا یہ طرزِ میز بانی  
 عباس سو رہے ہیں اب نہر کے کنارے  
 سیدانیوں کے گھر کی کیوں کر ہو پاسبانی

تکبیر کے مسلمان نعرے لگا رہے تھے  
 اور ذبح ہو رہا تھا رن میں نبیؐ کا جانی  
 اسلام والو! یہ ہیں اہل حرم اسی کے  
 تھا جو نبیؐ تمہارا اسلام کا جو بانی!!

کیا درد، کیا اثر ہے اس غم کی داستاں میں  
 سنتا ہے جو بھی دل سے کرتا ہے خوں نشانی



سجاد نے مصائب جھیلے تھے کیسے کیسے  
بازارِ شام و کوفہ اونٹوں کی سار بانی  
نام آپ کا مجاہد زندہ رہے گا جب تک  
قائم ہے شاہ کا غم باقی ہے نوحہ خوانی

☆☆☆☆☆

ادھر لاکھوں کا لشکر ہے ادھر سروڑا اکیلے ہیں

مجاہد لکھنؤی

ادھر لاکھوں کا لشکر ہے ادھر سروڑا اکیلے ہیں  
نہیں باقی کوئی ناصر لڑیں کیوں کر اکیلے ہیں  
دعا لیلیٰ یہ کرتی تھیں الہی تو مدد کرنا!  
ہزاروں برچیوں والے ہیں اور اکبر اکیلے ہیں  
رباب خستہ تن ایک ایک سے رو رو کے کہتی ہیں  
اندھیری قبر ہے، جنگل ہے اور اصغر اکیلے ہیں  
پکاری زینب مضر مدد کو آئے بابا!  
عدو نرغہ کئے ہیں سبط ہنتمیر اکیلے ہیں  
جواں بیٹے کی میت ہے سہارا کون دے بڑھکر  
سنجھتے ہیں، کبھی کھاتے ہیں شہہ ٹھوکر اکیلے ہیں  
کہا زینب نے ہندہ سے ہوئے قربان سب رن میں  
ہمارے وارثوں میں عابد مضر اکیلے ہیں  
بہتر ۷۷ ساتھ ہیں پیش خدا ان کی شفاعت کو  
نہیں یہ غم مجاہد کو سر محشر اکیلے ہیں

☆☆☆☆☆

## یوں اٹھے ماتم سرور کو عزا دار کے ہاتھ

مجاہد لکھنوی

یوں اٹھے ماتم سرور کو عزا دار کے ہاتھ  
بہر تکبیر انھیں جیسے کہ دیں دار کے ہاتھ

جس نے لڑتے ہوئے عباس کو دیکھارن میں  
اس کو یاد آئے ید اللہ کی تلوار کے ہاتھ

بیچ ڈالا تھا مسلمانوں نے ایمان اپنا  
حاکم شام یزیدِ ستم آثار کے ہاتھ

دیکھ کر چہرہ عباسِ دلاور کا جلال  
رہ گئے خوف سے ہر صاحب تلوار کے ہاتھ

رو کے بچوں نے کہا اب نہ ملے گا پانی  
کٹ گئے نہر پہ عباسِ علمدار کے ہاتھ

میرا اصغر ہے کہاں ماں نے تڑپ کر پوچھا  
آئے خالی جو نظر سید ابرار کے ہاتھ

بعد قتل شہیدیں چھین رہے تھے رن میں  
چادریں زینب و کلثوم کی کفار کے ہاتھ

فاطمہ آئیں گی محشر میں شفاعت کے لیے  
لے کے آغوش میں عباسِ وفادار کے ہاتھ

چھین سکتا تھا بھلا کون ردائے زینب  
ہوتے آزاد اگر عابد بیمار کے ہاتھ

پشت عابد پہ نظر آیا نہ نور احمد  
لے کے دڑے جب اٹھے شمر ستم گار کے ہاتھ

آج اس در پہ مجاہد نے جبیں رکھ دی ہے  
خالی جاتے نہیں جس در سے طلبگار کے ہاتھ

## مر کے بھی عباس کا ساحل پہ لاشہ رہ گیا

مجاہد لکھنوی

مر کے بھی عباس کا ساحل پہ لاشہ رہ گیا  
 حشر تک قبضہ میں اک پیاسے کے دریا رہ گیا  
 فتح کرنے والے جنگِ کر بلا بتلائیں تو  
 آج دنیا کی زباں پر نام کس کا رہ گیا  
 جتنا دنیا نے دبایا اور ابھرتا ہی گیا  
 نقش ہو کے کر بلا تیرا فسانہ رہ گیا  
 صامت وناطق کو لے کر جو بڑھا منزل پہ تھا  
 حسیٰنا کہہ کر جو ٹھہرا وہ بھٹکتا رہ گیا  
 نصرت دیں کے لیے اصغر تو رن کو جا چکے  
 اک تصور، اک ماں اک خالی جھولا رہ گیا  
 رفتہ رفتہ ظالموں کا مٹ گیا نام و نشان  
 اور اک مظلوم کا دنیا میں چمچا رہ گیا  
 سن کے اکبر کی شہادت کی خبر ماں نے کہا  
 بعد تیرے زندگی میں اب مری کیا رہ گیا  
 دیکھ کر لاشِ علی اکبر کو مادر نے کہا  
 دل میں تھا ارمان جو مادر کے بیٹا رہ گیا  
 کھا کے برچھی ظلم کی اکبر سدھارے خلد کو  
 ماں کے دل پہ حشر تک داغِ تمنا رہ گیا  
 اے مجاہد ہو چلے ہیں ختم ایامِ عزا  
 شاہ کو جی بھر کے رو لیتے یہ جذبہ رہ گیا

☆☆☆☆☆

## کیا کیا ستم حسینؑ کے دل پر گذر گئے

مجاہد لکھنوی

کیا کیا ستم حسینؑ کے دل پر گذر گئے  
اکبر گذر گئے علیؑ اصغرؑ گذر گئے

مشکل تھی راہ حق میں ہر اک منزل وفا  
لے کر علیؑ کا نام بہتر ۲۷ گذر گئے

کہتی تھیں بانو ہو گئے دن مثل شب سیاہ  
تم جب سے اے میرے مہ انور گذر گئے

دیتی رہی دہائی بہن بعد قتل شاہ  
لاشوں کو روندتے ہوئے لشکر گذر گئے

کرب و بلا سے کوفے سے بازار شام سے  
کس شان سے برادر و خواہر گذر گئے

دیکھا کئے ہزارں تماشائی راہ میں  
سر کو جھکائے آل پیہر گذر گئے

جب یاد آگئی کبھی زینبؑ کو کربلا  
کیا کیا نظر کے سامنے منظر گذر گئے

ارمان لاکھوں دل میں تھی مادر لیے ہوئے  
دن بیاہ کے جب آئے تو اکبرؑ گذر گئے

فوجوں کو چیرتے ہوئے عباسؑ نامدار  
مقتل سے مثل حیدرؑ گذر گئے

صدے جو عمر بھر میں کوئی سہہ نہ پائے گا  
گھوڑے نے آ کے در پہ صدا دی یہ عصر کو

زہرا کے لال سبط پیبر گزر گئے  
 اک دوپہر میں شاہ کے دلبر گزر گئے  
 کیا ناز کیجئے گا مجاہد کلام پر  
 شاعر ہزاروں آپ سے بہتر گزر گئے

☆☆☆☆☆

## شان اسلاف کی دنیا کو دکھا دو اٹھ کر

علامہ محسن اعظم گڑھی

شان اسلاف کی دنیا کو دکھا دو اٹھ کر      نارنورد کو گلزار بنا دو اٹھ کر  
 تفرقہ اپنے اداروں کا مٹا دو اٹھ کر      قوم کی ناؤ بھنور میں ہے بچا دو اٹھ کر  
 یا علی کہہ کے چلو دھار پہ تلواروں کی  
 شان دکھا دو زمانے کو علمداروں کی  
 آب شمشیر سے پیاس اپنی بجھانا سیکھو      کر بلا والوں سے پھل برجھی کا کھانا سیکھو  
 اپنے ہی خون میں خود آپ نہانا سیکھو      قوم مردہ ہے تو مردہ کا جلانا سیکھو  
 دلولہ کے لیے اٹھو اٹھتی جوانی کی طرح  
 خون رگ رگ سے ٹپکنے لگے پانی کی طرح  
 مرثوں خاک بنو خاک سے اکسیر بنو      شمشیر بنو کشتہ تیغ بنو کشتہ شمشیر بنو  
 خُر کی تقلید کرو چیروے شہیر بنو      جو مٹانے سے ابھرتی ہے وہ تصویر بنو  
 موت کی گود میں مظلوم کا جینا دیکھو  
 تیغ کی دھار پر چلتا ہے سفینہ دیکھو  
 رہگذر غم و آلام سے واقف تھے حسین      کر بلا کے سحر و شام سے واقف تھے حسین  
 نیت دشمن اسلام سے واقف تھے حسین      اپنے آغاز کے انجام سے واقف تھے حسین  
 حاصل صبر و رضا کیا تھا ، بتانا تھا انھیں  
 امت جد کے سفینے کو ، بچانا تھا انھیں



اس طرف فوج ہزاروں کی بہتر تھی ادھر رہن دین ادھر دین کے رہبر تھے ادھر  
 غاصب نہر ادھر مالک کوڑ تھے ادھر تیرسہ شعبہ ادھر اور علی اصغر تھے ادھر  
 ہم سے مت پوچھو یہ تاریخ بتانگی تمہیں  
 داستان جبر و تشدد کی بتائے گی تمہیں  
 بے خطا آل پیمبر کو ستایا کس نے خیمہ عترت اطہار جلایا کس نے  
 بی بیوں کو سربازار پھرایا کس نے پائے بیمار میں زنجیر پہنایا کس نے  
 کلمہ گو اور محمد کے نواسے پہ ستم  
 کیسے انساں تھے جو کرتے رہے پیاسے پہ ستم  
 جس جگہ ناؤ ٹھہر جائے وہیں ساحل ہو پاؤں رک جائے جہل چل کے وہیں منزل ہو  
 سر کٹانے سے جو آسان ہو وہ مشکل ہو داغ جس دل پہ بہنڈوں وہ کامل دل ہو  
 جب تو محسن کہیں دنیا میں ٹھکانا ہوگا  
 ورنہ پھر اشک ندامت ہی بہانا ہوگا



وغا کو عباس آ رہے ہیں کہ حشر گیتی میں آ رہا ہے!

نسیم امر وہوی

وغا کو عباس آ رہے ہیں کہ حشر گیتی میں آ رہا ہے!  
 زمین کا بڑھتا ہوا شزلزل فلک کو جھولا جھولا رہا ہے

نشان احمد منانے والے تجھے چراغوں کا نور دیکھیں  
 انہیں چراغوں سے لو لگا کر چراغ دین جگلا رہا ہے

حبیب و مسلم کے تیوروں میں چل رہی ہے نئی جوانی  
 الہی میدان کربلا میں شباب کس کس پہ آ رہا ہے

یزیدیت کا نشان برہم حسینیت کا بلند پرچم  
 گرا رہے ہیں اسے دو عالم اسے زمانہ اٹھا رہا ہے  
 حبیب کونے سے چل کر آئے سپاہ شامی سے خُربھی نکلا  
 ادھر ادھر سے ہر ایک ڈرہ سٹ کے منزل میں آ رہا ہے  
 جھکے ہیں سجدے میں وقت آخر حسینؑ رمبوں سے چور ہو کر  
 ادھر قدم میں ہے استقامت ادھر جہاں ڈنگا رہا ہے  
 یہی نتیجہ ہے ہر بلا کا یہی خلاصہ ہے کر بلا کا  
 جو مر رہا ہے وہ جی رہا ہے جو کھو رہا ہے وہ پار رہا ہے  
 کسی بشر میں کہاں یہ قدرت، یہ ظلم سہہ کر رہے یہ ہمت  
 ضعیف ٹوٹی کمر کو کس کر جواں کا لاشہ اٹھا رہا ہے  
 حسینؑ رخصت کو گھر میں آئیں کہ قتل گاہ وغا کو جائیں  
 ادھر سکینہ پکارتی ہیں ادھر فریضہ بلا رہا ہے  
 حسینؑ سجدے میں سر کٹا کر حرم سے پھڑے قیامت آئی  
 تڑپ کر بچے نکل پڑے ہیں بجوم خیمے جلا رہا ہے  
 ☆☆☆☆☆

## اے گل زہرا اے اصغرؑ

نسیم امروہوی

اصغرؑ	اے	گل	اے		
اصغرؑ	اے	تمنا	کی	ماں	
		جاں	میری	غم	مادر
		عنوان	کس	کو سنبھالنے	دل
		سنسناں	اور	کے ویراں	دیکھ
		اصغرؑ	اے	جھولا	خالی
اصغرؑ	اے	گل	اے		

بن میں اکیلے سوتے ہو  
رات میں تنہا ہوتے ہو  
شیر خدا کے پوتے ہو  
ڈر کے نہ رونا اے اصغرؑ  
اے گل زہرا اے اصغرؑ

طفلی میں ہمت کی تم نے  
پیرو جواں سے بڑھ چڑھ کے  
کھیل کے آئے تیروں سے  
دشت میں کس جا اے اصغرؑ  
اے گل زہرا اے اصغرؑ

کس نے تم یہ ڈھایا ہے؟  
تیر کہاں پہ کھایا ہے؟  
ہائے کہاں مَر جھایا ہے؟  
پھول سا چہرہ اے اصغرؑ  
اے گل زہرا اے اصغرؑ

مرتی ہے مادر اس غم میں  
نی بیاں کیوں ہیں ماتم میں  
گھر سے نکلتے ہی دم بھر میں  
ڈھل گیا مکا اے اصغرؑ  
اے گل زہرا اے اصغرؑ

بیکس و تنہا ہائے غضب  
چھوڑ آئے پردیس میں سب  
تم سے بچھڑ کر کون ہے اب  
میرا سہارا اے اصغرؑ  
اے گل زہرا اے اصغرؑ

کتنے غافل سوتے ہو  
 ماں ہو صدقے جلد اٹھو  
 جاتے ہیں رن میں مرنے کو  
 آپ کے بابا اے اصغر  
 اے اصغر زہرا اے اصغر  
 لو وہ شہہ دل گیر چلے  
 مقتل کو شیر چلے  
 لو وہ ادھر سے تیر چلے  
 حشر ہے برپا اے اصغر  
 اے اصغر زہرا اے اصغر

☆☆☆☆☆

## جب افتخار رسولؐ زماں شہید ہوا

نسیم امر وہوی

جب افتخار رسولؐ زماں شہید ہوا  
 پکاری ماں میرا آرام جاں شہید ہوا  
 امام بے عکس و خانماں شہید ہوا  
 قریب نہر پہ تشنہ دہاں شہید ہوا  
 اٹھا یہ شور کہ لاشوں کو خستہ حال کرو  
 ہر ایک شہید کی میت کو پانچمال کرو

یہ حد کو تھی جو اہانت پہ حسب قول و قرار  
خُر جری کا رسالہ بگڑ اٹھا اک بار  
کسی نے گرز سنبھالا کسی نے لی تلوار  
یہ رنگ دیکھ کے بولا وہ حاکم غدار

ذرا سی بات پہ باہم نہ قیل و قال کرو  
رضا نہیں ہے تو خُر کو نہ پانچمال کرو

کوئی الم نہیں اے بھائیوں نہ گھبراؤ  
رسالہ دار کا لاشہ ادھر اٹھا لاؤ  
وہ لاش اٹھا کے جو لائے تو پھر کہا جاؤ  
ہر ایک شہید کے لاشہ کچل کے جلد آؤ

ابھی تو جان پیسیر کا گھر جلانا ہے  
حرم کو اوشا ہے ننگے سر پھرانا ہے

یہ سن کے طرفہ طلاطم ہوا لب دریا  
رسالہ بن حجاج نے بگڑ کے کہا  
ہماری قوم سے ہے اک شہید راہ خدا  
ہمارے سامنے پامال ہو وہ ماہ لقا

جو اہل شام نہ مانے قیامت آئے گی  
اگر ہلال کو روندنا قیامت آئے گی

یہ بات سن کے جو گھبرایا حاکم خود سر  
کہا ہلال کا لاشہ بھی جلد لاؤ ادھر  
اگرچہ دلبر کاہل تھا اظلم و اکفر  
کہ جس کو رحم نہ آیا صغیر بچے پر

پھر اس شقی کو بھی یہ ظلم ناگوار ہوا  
حبیب، شاہ کا حامی وہ نابکار ہوا

ملا یہ حکم کہ ان کی بھی لاش رن سے اٹھاؤ  
حرم کو قید بھی کرنا ہے اب نہ دیر لگاؤ  
ہر اک کو شوق سے روندو کسی پہ رحم نہ کھاؤ  
پکارا شمر شکر ابھی قدم نہ بڑھاؤ

اگرچہ قاتل فرزند شاہ خیبر تھا

مگر وہ مادر عباس کا برادر تھا

بگڑ کھڑا ہوا فوراً وہ ظالم غدار  
پئے حمایت عباس کھینچ لی تلوار  
قریب نہر گیا جب وہ خود سرد مکار  
جری کی لاش سے پیدا ہوئی ندا اک بار

نہ اٹھ سکے گا تن پاش پاش اے ظالم

رہے گی نہر پہ سقہ کی لاش اے ظالم

تجھے قسم ہے نہ میرا خیال کر ظالم  
میں شاد ہوں کہ مجھے پائمال کر ظالم  
زمین کو خون سے نہ اتنا لال کر ظالم  
میں ہوں غلام مجھے پائمال کر ظالم

اگر شقی میرے لاشہ کو تو اٹھائے گا

بتوں پاک سے مجھ کو حجاب آئے گا

بچائی شمر نے جان شہ حسین کی لاش  
اٹھائی ایک عرب نے زہیر و قین کی لاش  
کسی نے مانگ لی بانو کے نور عین کی لاش  
میان دشت فقط رہ گئی حسین کی لاش

ادھر ستم کے ارادے سے فوج سر نکلی

ادھر تڑپ کے سکیٹہ برہنہ سر نکلی

پکارتی تھی وہ بے کس حسین کی جانی  
کہاں ہو میرے چچا جان میرے شیدائی  
پدر کی لاش اٹھا لو کدھر گئے بھائی  
یہ کہتی جانب حاکم جو وہ یتیم آئی

گھڑک کے بولا وہ بدعت شعار کون ہے تو  
بلک کے روتی ہے کیوں بار بار کون ہے تو

لرز کے بولی غریب الوطن کے جانی ہوں  
یتیم خستہ جگر ہوں فلک ستائی ہوں  
نہ سعی نہ اور سفارش کسی کی لائی ہوں  
میں بھیک مانگنے کو تیرے پاس آئی ہوں

بڑی ہے رن میں فقط شاہ مشرقین کی لاش  
فقیر جان کے دکھیا کو دے حسین کی لاش

☆☆☆☆☆

دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ

نسیم امر دہوی

دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ  
شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ

سوئی ہوئی دنیا کو جگانے والا  
جاگے ہوئے فتنے کو سلانے والا  
عالم کو صراط حق پہ لانے والا

راہ است حسینؑ خضر راہ است حسینؑ  
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ

یہ صر آفات میں ہے شمع حیات  
طوفان مصیبت میں ہے یہ کوہ ثبات  
مرضی ہے اسی کی محضر خلد نجات

ایں وقت کہ باحال پناہ است حسینؑ  
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

خنجر ہے کمر میں نہ سناں ہاتھ میں ہے  
ہر کام تحمل کی عشاں ہاتھ میں ہے  
بھوکا پیاسا ہے اور جناں ہاتھ میں ہے

در منزل صبر۔ سربراہ است حسینؑ  
دین است حسینؑ دین پناہ است حسنؑ

ٹوٹی ہوئی بھائی کے الم سے ہے کمر  
فرزند جواں کے غم میں ہے ضعف بصر  
چہرے پہ ملا ہوا ہے خون اصغر

اے اہل نگاہ داد خواہ است حسینؑ  
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

رن میں ٹھہریں تو پیبیاں ہوں بیتاب  
گھر میں جائیں تو مانگے اصغرؑ کو رباب  
ماں کھوکھ جلی کو ہائے کیا دیں گے جواب

مفطر بہ خیال خیمہ گاہ است حسینؑ  
دین است حسینؑ دین شاہ است حسینؑ

سر شہ کا ہے نیزہ پہ میان کوفہ  
ہونٹوں پہ نسیم کیف کا ہے سورہ!!  
اے قاتل و بدنام و ذلیل و رسوا!!

ہر نوک سناں بہ عز و جاہ است حسینؑ  
دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ



احمد کے نواسے نے بچائی توحید  
خود ہو گیا کلمہ کی حمایت میں شہید  
سردار نہ داد دست در دست یزید!!

حقا کہ بنائے لا الہ است حسین  
دین است حسین دین پناہ است حسین

☆☆☆☆☆

## عجیب کام کیا تو نے مرجا زینبؑ

نسیم امر وہوی

عجیب کام کیا تو نے مرجا زینبؑ  
معین مقصد سلطان کربلا زینبؑ  
حسین منزل حق ہیں تو حق نما زینبؑ  
وہ ابتدائے شہادت تو انتہا زینبؑ

برائے نام شہیدوں کا نام رہ جاتا

جو یہ نہ ہوتیں ادھورا پیام رہ جاتا

وہ علم صبر و تحمل رسولؐ کی صورت

الوتراب کی سیرت بتوں کی صورت

وہ ضبط غم حسن دل ملول کی صورت

حسین خوش ہوں تو کھل جائے پھول کی صورت

امام پر یہ فدا ہیں امام زینبؑ پر

درد سبب نبیؐ پر سلام زینبؑ پر

انہی کے ساتھ کبھی غم کو غم نہیں سمجھا  
ستم کو بھائی کے خاطر ستم نہیں سمجھا  
علیٰ سے گھٹ کے انہیں ایک دم نہیں سمجھا  
حسینؑ نے بھی انہیں ماں سے کم نہیں سمجھا

یہ بھائی وہ ہے کہ مانا بہن کو ماں کی طرح  
یہ وہ بہن ہے جو بھائی کو روئی ماں کی طرح

وہ دن میں خاتمہ بیچتے وہ حشر کی شام  
ظہور شام غریباں ہجوم لشکر عام  
خیام جھلے ہوئے دل جلوں کا قیام  
ردائیں سر پہ نہ مقنع نہ سرپرست امام

یہ بارکس سے اٹھے شاہ مشرقین کے بعد  
ندا یہ آئی کہ زینبؑ تو ہیں حسینؑ کے بعد

وہ ننھے ننھے سے بچے وہ فائدہ کش سادات  
وہ قتل گاہ میں لاشوں کے ڈھیر تابہ فرات  
وہ سائیں سائیں کی آواز وہ اندھیری رات  
علیٰ کی بیٹی تھی پہرے پر یا خدا کی ذات

شکست کا جو نہ تھا خوف قلب خستہ کو  
اٹھا لیا تھا بس ایک نیزہ شکستہ کو

جو رو دیا کوئی بچہ تو آئیں دوڑ کے پاس  
تھپک کے اس کو سلاتی رہیں بہ حسرت و یاس  
نکل کے خمیے سے باہر پھر آئیں بے وسواس  
حرم میں بن گئیں زینبؑ طلایہ میں عباسؑ

یہ حال تھا کہ ایک آواز تیز پا آئی  
سکوت دشت میں ٹاپوں کی سی صدا آئی

نظر اٹھا کے جو دیکھا بدیدہ قہار  
تو باگ اٹھائے چلا آ رہا تھا ایک سوار  
بلند کر کے وہ نیزہ پکار اٹھیں ایک بار  
وہ کون آتا ہے بس روک لے یہیں رہوار

نہ راستہ نہ مقام سپاہ ہے بھائی

یہ بارگاہ رسالت پناہ ہے بھائی

رکا نہ پھر بھی جو وہ شہسوار عرصہ غم  
تو بنت حیدر کرار ہو گئیں برہم  
کہا بہ غیظ کہ او آنے والے تیز قدم  
اٹھے گا حشر اگر تان لیں گے نیزہ ہم

جسارتوں سے تیری بات دم بدم نہ بڑھے

بر آب ہے حکم ہمارا کہ ایک قدم نہ بڑھے

جب اس پہ بھی نہ مسافر نے حوصلہ ہارا  
تو بڑھ کے دختر شیر خدا نے للکارا  
سمجھ لیا ہمیں بالکل ضعیف و بے چارا  
جو سورما ہے تو میں ہوں معرکہ آرا

علیؑ کے گود کے پالوں کی باگ ہی کب ہے

حسینؑ ترے مقابل نہیں تو زینبؑ ہے

یہ سن کے بھی جو قریب آ گیا وہ تیز خرام  
انہوں نے بڑھ کے پکڑ لی وہیں فرس کی لجام  
کہ اب کسی کو نہیں ہے اجازت یک گام  
کہ اس کے بعد ہیں ناموس مصطفیٰ کے خیام

جلسیں ملک کے بھی پر یہ وہ راہ مشکل ہے

کہ اب قدم کی نہیں سر کے بل کی منزل ہے

لجام تھام کے زینبؑ نہ جب جگہ سے ٹلی  
 ٹھہر گیا وہیں راکب بہ حکمت عملی  
 گلے میں ڈال کے بانہیں وہ صابر ازلی  
 نقاب الٹ کے پکارا کہ میں علی ہوں علیؑ

رسولؐ تیرے محافظ ہیں غم نہ کھا بیٹی  
 میں گرد خیمہ پھروں تو حرم میں جا بیٹی

انہی کے ساتھ اٹھایا ہے بار غم دن پھر  
 سحر کے ہوتے ہی درپیش شام کا ہے سفر  
 تمام سو گئی ہے رو کے آل پیغمبر  
 ذرا سی دیر کو سیدھی تو کر اپنی کر  
 کہا کہ سوؤں گی نمٹوں تو غم اٹھانے سے  
 ابھی تو پشت بھی زخمی ہے تازیانے سے

☆☆☆☆☆

گہوارے میں اک طفل کو دیتی تھی ماں یہ لوریاں

نسیم امر وہوی

گہوارے میں اک طفل کو دیتی تھی ماں یہ لوریاں  
 دشمن بڑھا انگڑائی لو اٹھو میرے لہرو کمان

طاقت دکھا دو خلق کو پیار سے ہمارے شیر کی  
 سر پر کھڑی ہیں آفتیں جلدی سے ہو جاؤ جوان

سن کر یہ ماں کی لوریاں ماتھے پہ بل پڑنے لگے  
 جھولے میں سینہ تان کر بچے نے لیں انگڑائیاں

تکیہ سے یوں اٹھنے لگی ننھی سی گردن غم میں  
 جیسے الٹ دیں گیس ابھی اٹھکر زمین و آسماں

آخر وہ دن آ ہی گیا جس کی تمنا میں تھی ماں  
 عباسؑ غازی ہو گئے آقا کے سائے میں جواں  
 حیدرؑ اٹھے شہرؑ اٹھے بدلی زمانے کی روش  
 یثرب سے کوفہ کو چلا سبط نبیؑ کا کارواں  
 عباسؑ جب چلنے گئے مادر نے بازو چوم کر  
 پوچھا وہ لوری یاد ہے کی عرض غازی نے کہ ہاں  
 پہنچا لب نہر فرات آخر حسینی قافلہ  
 گرمی کے دن تھے اس لیے ساحل پہ ٹھہرے مہماں  
 پایا علم، جعفر بنے، سقائی کی حیدرؑ بنے  
 عشرے کو سطح آب پر لکھ دی وفا کی داستان  
 جب ان کے بازو کٹ گئے عترت کا ٹوٹا آسرا  
 مارے گئے سبط نبی قیدی ہوئیں سب پیہیاں  
 در در پھری آل نبی زنداں میں اک مدت کئی  
 جب تھک گئے ظلم و ستم اعدا نے کاٹیں بیڑیاں  
 آہ و بکا کرتا ہوا ماتم بپا کرتا ہوا  
 دو سال میں سوئے وطن پلٹا حرم کا کارواں  
 پہلے سے لے کر یہ خبر مسجد میں آیا نامہ بر  
 ام البنین کے ساتھ میں صغرا ہوئی گھر سے رواں  
 ڈالے ہوئے منہ پر نقاب آئیں جو ناتقے کے قریں  
 قاصد کو یہ کہتے سنا مارے گئے شاہ زماں  
 سر پیٹ کر ام البنین بولیں بصد غیض و غضب  
 شہہ پر ہوا جب یہ ستم عباسؑ تھا میرا کہاں  
 قاصد پکارا میں فدا، بس بس نہ ہو بی بی خفا  
 عباسؑ سے اہل وفا دنیا میں ہوتے ہیں کہاں

اس ولولے سے وہ جری صدقہ ہوا شہر پر  
اپنا پسر کہہ کر اُسے زہرہ کی آہ و خفاں  
سن کر یہ قاصد کا سخن خوش ہو گئیں ام البنین  
مڑ کر یقینے کی طرف بولیں پچشم خوں فشاں

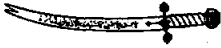
اپنے غلام خاص کو حضرت نے فرمایا لہر  
میں ہوں مجل بنت نبی بی بی کہاں لوٹتی کہاں  
تب اے نسیم بے نوا آئی زہرا کی ندا  
عباس ہے محسن میرا عباس پہ صدقے یہ ماں

☆☆☆☆☆

## جب کربلا کی سمت بڑھاتے رہنا

قیصر بارہوی

جب کربلا کی سمت بڑھاتے رہنا  
کچھ آگیا خیال جو ماں کے مزار کا  
آیا سوئے بقیع وہ زہرا کا لاڈلا  
رخسار رکھ کے صدر لہ پر یہ دی صدا  
چھٹتا ہے اب مدینہ مرے دل کو تھام لو  
اماں غریب بیٹے کا آخر سلام لو  
اماں تمہارے لعل سے چھٹتا ہے آج گھر  
اماں تمہارے لعل کا دشمن ہے ہر بشر  
اماں تمہارے لعل سے برگشتہ ہر نظر  
اماں تمہارے لعل کا ہے آخری سفر  
صحرا میں دل کے کللوں کی بستی بسائے گا  
اماں حسین اب نہ مدینے میں آئے گا



اماں دعا کرو کہ میں ثابت قدم رہوں  
دنیا خلاف ہو پر ہراساں ذرا نہ ہوں  
ہر لمحہ مسکرا کے ستم پر ستم ہوں  
نظروں کے سامنے جو لٹے گھر نہ کچھ ہوں

اماں یہ آنکھ روئے نہ اکبر کے واسطے  
رعشہ نہ آئے ہاتھ میں اصغر کے واسطے

اماں مرے ارادوں کو آئے نہ کچھ زوال  
جس وقت پانہال ہو بھیا حسن کا لعل  
اماں نہ کانپ انھیں یہ قدم بید کی مثال  
گھوڑے جب گریں میری خواہر کے نونہال

اماں کمر جھکے نہ تمہارے فدائی کی  
لاؤں جو لاش اٹھا کے برابر کے بھائی کی

ماں سے یہ کہہ رہا تھا ابھی ماں کا لاڈلا  
آواز آئی قبر سے اسے میرے مہہ لقا  
صدقہ تری مصیبت و غربت پہ فاطمہ  
بس اے حسینؑ بس، کہ ہلا عرش کبریا

تڑپے ابوالحسنؑ بھی دل بے قرار سے  
بیٹا رسولؐ حق نکل آئے مزار سے

اے میرے لعل تیرے ارادوں کے میں نثار  
یہ آخری سفر ہے مرے دل کا اضطراب  
کیسے کہوں جو دل پہ گزرتی ہے گلغزار  
ہوتا ہے بے چراغ مرے باپ کا مزار

جو تجھ پہ ظلم ہوں گے یہ دکھیا اٹھائے گی  
بیٹا یہ عم نصیب ترے ساتھ جائے گی

آنسو بہاؤں گی ترے رنج و الم کے ساتھ  
آنکھیں بچھاؤں گی ترے نقش قدم کے ساتھ  
زہراً ٹڈھال ہوگی ہر اک تازہ غم کے ساتھ  
میرا کلیجہ نکلے گا پوتے کے دم کے ساتھ

گھبرانا میرے چاند ہر اک دکھ بناؤں گی  
میں تیرے ساتھ لاشہ اکبر اٹھاؤں گی

جائے گا تو جو نہر پہ بھائی کی لاش پر  
میں تیرے ساتھ ساتھ چلوں گی برہنہ سر  
بیٹا حسین کیا تجھے اُس کی نہیں خبر  
عباس تیرا بھائی تو میرا دل و جگر

تو لاش اٹھائے گا تو صف غم بچھاؤں گی  
میں گود میں کئے ہوئے ہاتھوں کو لاؤں گی

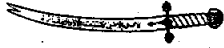
بیٹا حسن کے لعل کی خاطر یہ کیا خیال  
میرے حسن نے تجھ پہ نچھاور کیا وہ لعل  
فدیے کے واسطے کوئی کرتا ہے یوں ملال  
بیٹا میں اُس گھڑی بھی رہوں گی شریک حال

غم ہر قدم اٹھا کے دل پاش پاش کے  
گلڑے چنوں گی رن سے میں قاسم کی لاش کے

ہاں میرے لاڈ لے میری زینب سے ہوشیار  
بے پردہ ہو نہ جائے کہیں میری پردہ وار  
محمل کے ساتھ ساتھ ہو عباس ذی وقار  
تاکید ہو یہ اکبر مہر رو کو بار بار

آمادہ ہر قدم پہ رے پیشوائی کو  
تکلیف ہو نہ راہ میں زہراً کی جانی کو





جامرقد رسولؐ پہ اب میرے لالہ فام  
لازم ہے نانا جان کو بھی آخری سلام  
دینا مری طرف سے یہ حسرت بھرا پیام  
ممکن نہیں مدینے میں زہراً کرے قیام

تم بھی لہو میں اپنا چمن دیکھنے چلو  
زینبؓ کے بازوؤں میں رسن دیکھنے چلو

☆☆☆☆☆

## گھر فاطمہ زہراً کا عجب شان کا گھر ہے

مولانا حسن امداد

گھر فاطمہ زہراً کا عجب شان کا گھر ہے  
یہ وحی کی منزل ہے یہ قرآن کا گھر ہے  
اسلام کے ماحول میں ایمان کا گھر ہے  
مومن کی منافق کی یہ پہچان کا گھر ہے

کچھ لوگ مرے جاتے ہیں اس رنج و غم میں  
اس گھر کا جو دروازہ ہے مسجد کے صحن میں

اللہ نے اس گھر کو نبوت سے نوازا  
دنیا میں اسے دین شریعت سے نوازا  
عصمت سے امامت سے ولایت سے نوازا  
ہر فرد کو قرآن کی آیت سے نوازا

سانچے میں مشیت کے یہ افراد ڈھلے ہیں  
سب چادر تطہیر کے سائے میں پلے ہیں

یہ عزم کے فولاد اسی گھر میں ملیں گے  
یہ نور کے اجساد اسی گھر میں ملیں گے  
جبرائیل کے استاد اسی گھر میں ملیں گے  
اس سطح کے افراد اسی گھر میں ملیں گے

حقوق کی بس آخری سرحد نظر آیا  
جس فرد کو دیکھا وہ محمدؐ نظر آیا

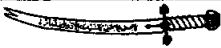
اصحاب مکرم ہیں مگر اپنی جگہ پر  
غیر اپنی جگہ لخت جگر اپنی جگہ پر  
خار اپنی جگہ غنچہ تر اپنی جگہ پر  
سنگ اپنی جگہ لعل و گہر اپنی جگہ پر

پہلو میں جو بیٹھا ہوا اسے دل نہیں کہتے  
رہرو کو کبھی رہبر منزل نہیں کہتے

ممکن نہیں امت کا قیاس آل نبی پر  
یہ لوگ الگ لوگ ہیں یہ گھر ہے الگ گھر  
اس گھر کے تو بچے بھی بدل دیتے ہیں اکثر  
انسانوں کی تقدیر فرشتوں کا مقدر

راہب کو کئی لال اسی گھر سے ملے ہیں  
فطری کو پرد بال اسی گھر سے ملے ہیں

☆☆☆☆☆



## اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

مولانا حسن امداد

اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

نازہر دود جہاں شہہ کے لشکر میں ہیں  
سارے شیرِ ثیاں شہہ کے لشکر میں ہیں  
کتنے ابرو کماں شہہ کے لشکر میں ہیں  
کیسے کیسے جواں شہہ کے لشکر میں ہیں

اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

کس نے شہہ سے بلاؤں کو ٹالا نہیں  
خود کو دشمن کی فوجوں میں ڈالا نہیں  
کون ہے جو کہ گھر کا اجالا نہیں  
کون ہے جس کو زینب نے پالا نہیں

اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

کون ہے جان کو جس نے دارا نہیں  
کون ہے جو کہ آنکھوں کا تارا نہیں  
کون ہے جو شہہ دیں کا پیارا نہیں  
کس نے گھوڑے سے گر کر پکارا نہیں

اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

کھا کے تیغیں گرے ان میں کیا کیا حسینؑ  
لاش پہ جن کی تھا گئے شاہ دیں  
کانپ اٹھا فلک اور لرزی زمیں  
پییاں پھر بھی خیمے سے نکلیں نہیں

اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

کس نے زخم سناں دل پہ کھایا نہیں  
 کسی نے سینے کو چھلنی بنایا نہیں  
 کسی کے لاشہ کو شہہ نے اٹھایا نہیں  
 ہاتھ لیکن بہن نے بٹایا نہیں  
 اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

رن میں ہر ایک ایسا تھا شیریں زباں  
 جس کے لہجے پہ داؤد بھی دیدیں جان  
 ان میں جس کو بھی کہتے شہہ اُس وجان  
 صبح عاشور وہ بڑھ کے دیتا اذان  
 اس جواں کی مگر بات ہی اور ہے

☆☆☆☆☆

رہ گیا خود پسر ساقی کوثر پیاسا!

محشر لکھنوی

رہ گیا خود پسر ساقی کوثر پیاسا!  
 دے دیا خون کہ تھا ظلم کا خنجر پیاسا  
 کہہ دو فوجوں سے کہ ہٹ جائیں ابھی دریا سے  
 آ رہا ہے پر فاح خیر پیاسا  
 حکم معبود سے پانی کے اچلتے چشمے  
 مار دیتا جو زمیں پر کہیں ٹھوکر پیاسا  
 حیف صد حیف! کہ ہوں دشت میں کانٹیں سیراب  
 اور گل زار پیسیر کا گل تر پیاسا

ہائے گرمی میں لب نہر یہ بچوں پہ ستم  
 تشنہ لب بالی سکینہ، علی اصغر پیاسا  
 رن میں بچے کو نہ لے جائیں امام کونین  
 خون بے شیر کا ہے تیر سنگر پیاسا  
 تھام لی شہہ نے کمر اور ردا زینٹ نے  
 جب گرا رن میں علم دار تڑپ کر پیاسا  
 تیرے ہوتے ہوئے افسوس ہے اے نہر فرات  
 کیوں رہا فاطمہ زہرا کا بھرا گھر پیاسا  
 تشنہ لب ہے تہ شمشیر حسین مظلوم  
 جاں بہ لب عابد مضر سر بستر پیاسا  
 ذکر جب پیاس کا محشر کہیں آجاتا ہے  
 یاد آتا ہے مجھے جاں پیبر پیاسا

## قلب انساں پہ غم شہہ کا اثر ہے کہ نہیں

### محشر لکھنوی

قلب انساں پہ غم شہہ کا اثر ہے کہ نہیں  
 سر کو خم کر کے بتا کر تجھے خالق کی قسم  
 جس کو شیر نے سینچا تھا لہو سے اپنے  
 ضو فشاں عالم ایثار و وفا پر اب تک  
 سن کے ذکر غم شیر نہ رونے والے  
 شاہ کو تیر سنگر سے بچانے کے لیے  
 رن کو اکبر جو چلے رو کے یہ لیلیٰ نے کہا  
 دیکھ کر چاند سے اصغر کو یہ کہتی تھی رباب  
 آنکھ پیاسوں کے لیے آج بھی تر ہے کہ نہیں  
 باب فردوس بریں شاہ کا در ہے کہ نہیں  
 آج سر سبز وہ ایمان کا شجر ہے کہ نہیں  
 خاندان بنی ہاشم کا قمر ہے کہ نہیں  
 تیرے سینے میں یہ پتھر کا جگر ہے کہ نہیں  
 گردن اصغر بے شیر پر ہے کہ نہیں  
 میرے ارمانوں کی کچھ تم کو خبر ہے کہ نہیں  
 اے فلک میرا پر رشک قمر ہے کہ نہیں

کھینچ کر سینہ اکبر سے سناں شہہ نے کہا  
 ڈال دو اپنے علم ہی کو پھر یرا عباس  
 دامن فاطمہ زہرا میں مرا ہر آنسو  
 قاسم و اکبر و عباس نہ اصغر ہی ہے  
 پوچھا رہوار سے روکر یہ سیکنہ نے بتا  
 عمر بھر بانوئے مضطر کو یہ بے چینی تھی  
 اتنی عزت جو ملی تھی کو جہاں میں محشر  
 بیٹا بتلاؤ کہ اب درد جگر ہے کہ نہیں  
 دیکھو بازار میں زینب کھلے سر ہے کہ نہیں  
 حاصل خلد بریں لال دگر ہے کہ نہیں  
 آج شبیر کا اجڑا ہوا در ہے کہ نہیں  
 خیریت سے مرا مظلوم پدر ہے کہ نہیں  
 چین سے زیر زمین میرا پسر ہے کہ نہیں  
 تیرے اشعار پہ مولا کی نظر ہے کہ نہیں

☆☆☆☆☆

## ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے

محبتِ فاضلی

دور اسیہ میں یہ کس کا خون تھا جو کہ بہتا تھا  
 اہل وفا کو اہل عزاء کو دیواروں میں چنا گیا  
 پھر بھی ایک صدائے پیہم آئی تھی دیواروں سے  
 ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے  
 ہر جابر سے ہر ظالم سے ہم تھے جو کراتے تھے  
 اس ماتم کی خاطر ہم نے گھر کے گھر قرباں کیے  
 غالب آخر حق آیا باطل نے گھٹنے ٹیک دیئے  
 ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے  
 طوفانوں کی زد پہ ہمیشہ ہم نے دیئے جلائے ہیں  
 کتنے، ضدی، سرکش، حاسد ہم کو مٹانے آئے ہیں  
 دیوانوں کے خواب اٹھوے اب تک پورے نہ ہو سکے  
 ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے

جس کے در کا کھاتے ہیں ہم اُس کے ہی گن گاتے ہیں  
اس در پر سب کچھ ملتا ہے دنیا کو سمجھاتے ہیں  
جس کے ماتم دار ہیں ہم سب وہ اپنا رکھوالا ہے

ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے

اہل بیت کے در کو چھوڑیں، اپنا یہ کردار نہیں  
ہر انساں کو رہبر کہہ دیں یہ اپنے اطوار نہیں  
کل بھی جو اپنا مولا تھا، آج بھی اپنا مولا ہے

ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے

کچھ دیوانے ہیں ایسے بھی، کرب و بلا کو بھول گئے  
اللہ، اللہ یاد رکھا اور آلِ عبا کو بھول گئے  
راہِ وفا سے ہٹنے والوں تم کو کون یہ سمجھائے

ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے

سردے کر گھر بار لٹا کر ہم نے یہ غم پایا ہے  
اس کی خاطر جانے کتنا اپنا خون بہایا ہے  
جو خون سر تاریخ بہا اُس خون کے قطرے بول اٹھے

ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے

جذبہ میٹھ لے کر ہم نے نفرت کا رخ موڑ دیا  
ظلم و ستم کی زنجیروں کو اپنے عمل سے توڑ دیا  
نام و نشان تک مٹ جاتے ہیں ہم کو مٹانے والوں کے

ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لئے

اپنے لہو سے سچائی کی ہم نے ہے تاریخ لکھی  
ہر اک دور کے انسانوں کو ہم نے دی آواز یہی  
تا بہ ابد ہم زندہ رہیں گے دنیا یہ پیغام سنے

ہم زندہ ہیں ماتم شبیر کے لیے

قید سے چھٹ کر سوئے وطن جب بنت زہرا جائے گی  
 اہل وطن کو جا کر زینبؑ یہ پیغام سناگی  
 شہیرؑ و عباؑ اے لوگو کرب و بلا میں قتل ہوئے  
 ہم زندہ ہیں ماتم شہیرؑ کے لیے  
 جینے کی خواہش بھی نہیں ہے غم سے کچھ بھٹتا ہے  
 پُرسہ دیگی بھائی کا ماں کو زینبؑ جب تک زندہ ہے  
 ہم زندہ ہیں ماتم شہیرؑ کے لئے  
 نوحہ گروں اور سینہ زونوں کو زینبؑ دیتی ہے یہ دُعا  
 گھر نہ اُڑے ہائے کسی کا جیسا میرا گھر اُڑا  
 بس اک ارماں ہے زینبؑ کا قائم یہ غم سدا رہے  
 ہم زندہ ہیں ماتم شہیرؑ کے لیے

☆☆☆☆☆

لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجیے

محبت فاضلی

ذکرِ حیدر بڑی عبادت ہے  
 فرضِ ہم پر نبیؐ کی سفت ہے  
 لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجیے

ہم مودت کا نور رکھتے ہیں  
 زندگی کا شعور رکھتے ہیں  
 آگہی کی زکوٰۃ لیتے ہیں  
 ہر نجاست کو دور رکھتے ہیں  
 بعض حیدرؑ بڑی نجاست ہے  
 لمحہ لمحہ، علیؑ علیؑ کیجیے



جب شجاعت کی بات ہوتی ہے  
 صرف حیدر کا نام آتا ہے  
 ہم تو کیا ہیں نبی کی مشکل میں  
 کل کا مولا ہی کام آتا ہے  
 ہر نبی کی علی ضرورت ہے

لمحہ لمحہ، علی علی کیجئے

ان کی مدح سرائی مشکل ہے  
 ان کے در کی گدائی مشکل ہے  
 عشق کے سلمان کی حدیں کیا ہیں  
 ان حدوں تک رسائی مشکل ہے  
 ذکر یہ باعث شفاعت ہے

لمحہ لمحہ، علی علی کیجئے

آل احمد کو جو بشر سمجھے  
 ایسے لوگوں کا اعتبار نہیں  
 ذکر آل نبی کے سودائی  
 آل احمد کے نغمسار نہیں  
 ان کا ایمان مال و دولت ہے

لمحہ لمحہ، علی علی کیجئے

دین اسلام کی جو عظمت ہے  
 اس کا جاہ و حشم ابو طالب  
 شعب میں مصطفیٰ پر رکھتے تھے  
 دست لطف و کرم ابو طالب  
 ان کا گھر حسن رسالت ہے

لمحہ لمحہ، علی علی کیجئے

## زخموں سے بدن چور ہے تنہا ہی کھڑا ہے

محبتِ فاضلی

زخموں سے بدن چور ہے تنہا ہی کھڑا ہے  
 شبیرؑ پہ غربت میں عجب وقت پڑا ہے  
 زخموں میں لعینوں کے نواسہ ہے نبیؐ کا  
 کیا اجر رسالت کا پیغمبرؐ کو ملا ہے  
 پانی کے عوض تیروں کی برسات ہوئی ہے  
 اب چاک گریبان پیغمبرؐ نے کیا ہے  
 شبیرؑ کی نصرت کے لیے کوئی نہیں ہے  
 کیا یہ ستم آل پیغمبرؐ پہ ہوا ہے  
 اسلام کے سینے میں اتر جاتی وہ برچھی  
 اکبرؑ نے کلیجے پہ جسے روک لیا ہے  
 شبیرؑ کی ڈھارس ہے یہ ہم شکل پیغمبرؐ  
 تپتے ہوئے صحرا میں جو دم توڑ رہا ہے  
 مقتل سے علم لائے ہیں شبیرؑ اکیلے!!  
 زینبؑ کو یقین شام میں جانے کا ہوا ہے  
 جو آس تھی بچوں کی وہ اب ٹوٹ چکی ہے  
 آیا ہے علم خیموں میں کہرام پپا ہے  
 روتی ہے فضا دیکھ کر غربت کا یہ منظر  
 اصغرؑ کا لبو شاہ نے چہرے پہ ملا ہے  
 شبیرؑ کا ماتم ہے محبت رک نہیں سکتا  
 زینبؑ کا یہ ارمان ہے زہراؑ کی دعا ہے

## تپتی ہوئی ریتی پر شبیر کا لاشہ ہے

محبتِ فاضلی

تپتی ہوئی ریتی پر شبیر کا لاشہ ہے  
 لپٹی ہوئی لاشے سے معصوم سکیئہ ہے  
 اے بھائی کہاں ڈھونڈوں میں بالی سکیئہ کو  
 خونخوار بیاباں میں ہر سمت اندھیرا ہے  
 اُس رات تیبوں کی زینب ہی محافظ ہے  
 اک ہاتھ میں زینب کے ٹوٹا ہوا نیزہ ہے  
 رخسار بھی نیلے ہیں معصوم سکیئہ کے  
 سہمی ہوئی بچی کو یہ کس نے رلایا ہے  
 جب شمر نے بچی کے کانوں، سے گہر چھینے  
 معصوم سکیئہ نے غازی کو پکارا ہے  
 یہ دن بھی دکھایا ہے شبیر کو غربت نے  
 لپٹا ہوا برجھی میں اکبر کا کلیجہ ہے  
 آغوش کے بالوں کا پاکیزہ لہو دے کر  
 اسلام کے گلشن کو شبیر نے سینچا ہے  
 بے چین رہے اکبر عاشور کو مقتل میں  
 بے تاب مدینہ کی ویرانی میں صغریٰ ہے  
 رخ کر کے مدینے کا روئے ہیں بہت عابدہ  
 عابدہ سے کسی نے جب کچھ راد میں پوچھا ہے  
 کونین کی شہزادی بے مقنع و چادر ہے  
 کیا وقت مرے بھی زینب پہ یہ آیا ہے  
 پوچھو اے محبت جا کر یہ بات مسلمان سے  
 زہرہ کے بھرے گھر کو یہ کس نے اجاڑا ہے

## اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

محبّ فاضلی

اونچا رہے گا حضرت عباسؑ کا علم

میراث ہے علیؑ کی محمدؐ کا یہ حشم

سادات کا وقار ہے اسلام کا بھرم

دست کرم کے واسطے ہے منبع کرم

ظلمت کی آندھیوں سے یہ پرچم ہوا زخم

آل نبیؐ کی عزت و توقیر کی قسم

اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

راہ وفا پہ اہل مودت کا پاسباں

دوش ہوا پہ حق کا پھریرا رواں دواں

تحریر ہے پھریرے پر جرات کی داستاں

چنچے سے پنچین کی تجلی ہے ضوفشاں

تاریخ اس علم کی لہو سے ہوئی رقم

اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

ظاہر اسی علم سے علیؑ کا جلال ہے

مظہر عجائبات کا حق کا جمال ہے

ٹوٹے دلوں کا آسرا ایماں کی ڈھال ہے

غازی کے اس علم کو جھکانا محال ہے

پرچم ہے یہ حسینؑ کا ہوگا کبھی نہ ختم

اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

ہے یہ علم وقار شہنشاہ مشرقین  
ہے یہ علم قرار و سکون دل حسین  
باقی ہے اس علم سے شہادت کی زیب و زین  
ملتا ہے اس کے سائے میں اہل عزا کو چین

لے کر علیؑ کا نام بڑھاتے رہو قدم  
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

ایمان کے وجود میں قوت اسی سے ہے  
دین خدا کا رعب و جلالت اسی سے ہے  
اسلام کے بدن میں حرارت اسی سے ہے  
پھر یہ کہ آبروئے شریعت اسی سے ہے

بغض و حسد سے اس کی جلالت ہوئی نہ کم  
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

پُرخار راستوں پہ بھی رکتے قدم نہیں  
سینہ زنی یہ مجلسیں جنت سے کم نہیں  
روکے ہمیں سپاہ یزیدی میں دم نہیں  
ہم سے ہے یہ زمانہ زمانے سے ہم نہیں

یوں ہی غم حسینؑ مناتے رہیں گے ہم  
اونچا رہے گا، حضرت عباسؑ کا علم

## زندگی آل محمد سے وفاداری ہے

محبت فاضلی

زندگی آل محمد سے وفاداری ہے  
چودہ (۱۴) صدیوں سے عقیدہ کا سفر جاری ہے  
ہم کو تسلیم نمازوں کی فضیلت لیکن  
بنت زہرا کی تمنا یہ عزاداری ہے  
حرمہ تیر چلا کر بھی نہ بیچ پائے گا  
یہ تبسم کی جو ضربت ہے بڑی کاری ہے  
کون تھا حق پہ تجھے کہنا پڑے گا آخر  
خاموشی اصل میں ظالم کی طرف داری ہے  
چھینی جائے گی روا اب میری بولی زینب  
رن کو جانے کی جو عباس کی تیاری ہے  
کربلا میں ہوئے شبیر پہ وہ ظلم و ستم  
کربلا پر وہ فضا آج تلک طاری ہے  
پابہ زنجیر پیچھے کو سنبھالو کیسے  
ہے سفر شام کا اور حالات بیماری ہے  
خاک مقل پہ سبھی پیر و جواں سوتے ہیں  
ہائے سجاد ہے اور قافلہ سالاری ہے  
مسکراتے ہوئے بے شیر چلے ہیں رن کو  
یہ تبسم کی جو ضربت ہے بڑی کاری ہے  
یاد شبیر مودت کی کسوٹی ہے محبت  
ذکر شبیر سے ایمان کی بیداری ہے

## بعد عاشورہ یہ زینبؑ کی فغاں تھی، یا حسینؑ!

محبّ فاضلی

بعد عاشورہ یہ زینبؑ کی فغاں تھی، یا حسینؑ!  
بے خطا مارا گیا ہے فاطمہؑ کے دل کا چین

یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!

ہر طرف لاشے پڑے ہیں کربلا کی خاک پر  
ایک ہی دن میں اے نانا لٹ گیا ہے میرا گھر  
قتل پیاسا ہو گیا ہے مصطفیٰ کا نورِ عین

یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!

ہائے اماں کی کمائی کربلا میں لٹ گئی  
کربلا کے دشت میں بھائی سے دکھیا چھٹ گئی  
رات بھر زینبؑ کا بن میں تھا یہ نوحہ اور یہ بین

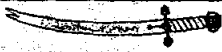
یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!

اکبر و عباسؑ و قاسمؑ سب کے سب مارے گئے  
نزعاً اعدا میں بھیا آج دکھیا کیا کرے  
دیکھ کر اجڑے گھروں کو پاؤنگی کیونکر میں چین

یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!

بے کفن لاشہ پڑا ہے رن میں میرے بھائی کا  
صبح تک آباد تھا جو وہ بھرا گھر لٹ گیا  
لاشہ شہیرؑ پر زینبؑ کا تھا یہ شورِ شین

یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!



ناز بردار رسالتؐ تھا جو اب ہے بے کفن  
کیا غریبی ہے کہ جس کی لاش ہے مجروح تن  
اسکا سرتن سے جدا ہے تھا، جو حق کی زیب و زین

یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!

تیری جرأت نے بجایا مصطفیٰؐ کے نام کو  
تو نے دی ہے زندگی دم توڑتے اسلام کو  
ناز ہے انسانیت کو تجھ پہ شاہِ مشرقین

یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!

ہر گھڑی کرتے رہو آلِ نبیؐ کا تذکرہ  
جتنے نوے اے محبت لکھے ہیں تم نے باخدا  
بت زہراً اور شہید کربلا کی ہے یہ دین

یا حسینؑ! یا حسینؑ! یا حسینؑ!



## پرہول رات اہل حرم اور وہ کربلا

محبتِ فاضلی

پر ہول رات اہل حرم اور وہ کربلا  
وہ کربلا کہ شعلہ بہ کف جس میں شرمِ ملعون تھا  
وہ شرمِ ملعون جس نے بچی کا دامن جلا دیا  
دامن جلا تو غیب سے آنے لگی صدا

مارا ہے ظالموں نے مرے نورِ عین کو  
پالا تھا چکی پیس کے میں نے حسینؑ کو



سادات پر ستم یہ ہوا وا مصیبتا  
رن میں شہید ہو گئے سلطان کربلا  
خنجر عدد کا شاہ کی گردن پہ چل گیا  
مقتل سے ایک بی بی کی آتی تھی یہ صدا

زہرا کے نورعین کی گردن اتار کے  
کیا مل گیا تجھے میرے بیٹے کو مار کے

اصغرؑ کا کیا قصور اے خرملہ بتا  
پاسے کو ایک گھونٹ بھی پانی نہ مل سکا  
ظلم و ستم کی ہو گئی مقتل میں انتہا  
شامِ غریباں آگئی زہرا کا گھر لٹا

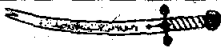
کرب و بلا میں آج قیامت کی رات ہے  
بنتِ علیؑ پہ سخت مصیبت کی رات ہے

خیموں میں شورشین تھا فضا تھی نوحہ گر  
رن میں شہید ہو گئے مولائے بحر و بر  
کیا وقت آ گیا ہے محمدؐ کی آل پر  
کہتی تھیں بار بار یہ زینبؑ پچشم تر

جو ساری زندگی کی کمائی تھی لٹ گئی  
کیسی یہ رات آئی کہ بھائی سے چھٹ گئی

وہ رات وہ اندھیرا وہ زہرا کی بیٹیاں  
جلتے ہوئے خیام سے اٹھتا ہوا دھواں  
بے ہوش ایک خیمے میں بیمار ناتواں  
مقتل میں گونجتی رہیں زہرا کی سکیاں

جھولا جلا کے خاک کیا تشنہ کام کا  
چھینا گیا ہے پشت سے بسترِ امام کا



ظالم نبی کی آل کو پہنچا نہ یوں گزند  
 یہ تشبہ لب نبی کا ہے فرزند ارجمند  
 ظلم و ستم پہ کیوں ہے ستمگار کار بند  
 سنگیں ولاں کہ سبط نبی راہہ کیں کشند

یہ وقت آ گیا ہے محمدؐ کے دین پر  
 بیٹے کی لاش رن میں پڑی ہے زمین پر

یہ مجلس حسینؑ دعا ہے بتولؑ کی  
 بنیاد اس کی زینبؑ دلگیر نے رکھی  
 یہ اشک غم ہیں شمعِ مودت کی روشن  
 دست طلب اثما کے محبت کر دعا یہی

غم کا چراغ قلب و نظر میں جلا رہے  
 تا زندگی حسینؑ کا ماتم پیا رہے

☆☆☆☆☆

## جب ادا خنجر تلے شبیرؑ کا سجدہ ہوا

محبتِ فاضلی

جب ادا خنجر تلے شبیرؑ کا سجدہ ہوا  
 کربلا کا دشت اہل ظرف کا کعبہ ہوا

مصطفیٰؐ کے بعد حق فاطمہؑ چھینا گیا  
 مال و دولت کے لیے اسلام کا سودا ہوا

ہم غلامانِ علیؑ کثرت سے گھبراتے نہیں  
 ہے ہمارے قلب پر نا علیؑ لکھا ہوا

کفر پروردہ ہوا اور بغض کے طوفان سے  
 بچھ نہیں سکتا یہ اشکوں کا دیا جلتا ہوا  
 صرف ماتم کی صدا اور مجلس شبیر سے  
 دشمن آل نبی ہے آج تک سہا ہوا  
 تشنگانِ حق کو طوفانوں سے اب خطرہ نہیں  
 علقہ کی نہر پہ عباس کا قبضہ ہوا  
 کربلا انسانیت کے خواب کی تعبیر ہے  
 کربلا والوں کے غم سے دینِ حق زندہ ہوا  
 اور کتنے غم اٹھانے ہیں ابھی شبیر کو  
 لاشہ قاسم ہے رن میں خاک پہ بکھرا ہوا  
 انتہائے ظلم ہے یہ کربلا کے دشت میں  
 باپ نے دیکھا ہے بیٹوں کا لہو بہتا ہوا  
 خوف کر اے شمر زینب دیکھ کر مرجائے گی  
 کند خنجر گردن شبیر پر چلتا ہوا  
 اُن بندھے ہاتھوں پہ ہوں شام و سحر لاکھوں سلام  
 چاک جن ہاتھوں سے کفر و شرک کا پردہ ہوا  
 اے محبتِ خون جگر اشکوں میں ڈھل جانے کے بعد  
 یاد پیاسوں کو کیا جس وقت یہ نوحہ ہوا

☆☆☆☆☆

## روک سکتے نہیں شعلے بھی عزاداروں کو

محبت فاضلی

روک سکتے نہیں شعلے بھی عزاداروں کو  
اپنے تلوؤں سے بجھا دیتے ہیں انگاروں کو  
کم نوب صاحب کردار نہیں ہو سکتا!  
یاد کرتے ہیں وفادار وفاداروں کو

دشمنی کر کے شہدہ دین سے لعنت کے سوا  
کیا ملاحظت و حکومت کے طرف داروں کو  
ہم منافق کو، منافق ہی کہا کرتے ہیں  
تم نے لکھا ہے مسلمان، ریا کاروں کو  
خود نہیں جھکتا زمانے کو جھکاتا ہے حسینؑ

کون سمجھائے یہ بیعت کے طلب گاروں کو  
بخشنے جانے کے لیے شہدہ کی نظر کافی ہے  
غلغل جاتی ہے حرم جیسے گنہگاروں کو

کتب عشق سے بہلول کی آتی ہے صدا  
غلغل ملتی ہے موڈت کے خریداروں کو  
بے کفن لاشہ شبیر کو زینبؑ روئیں  
روئے سجادؑ بہت شام کے بازاروں کو

غم شبیرؑ محبت سب سے بڑی دولت ہے  
اور کیا چاہیے اس در سے عزاداروں کو

☆☆☆☆☆

## دبدبہ کس کا، حشتم کس کا، علم کس کا

محبت فاضلی

دبدبہ کس کا حشتم کس کا، علم کس کا  
میرے غازی کے مقابل ہو یہ دم کس کا ہے  
دیکھنا تو سہی اے دل یہ پیسیر تو نہیں  
سرورِ فاطمہؑ زہراؑ پہ یہ خم کس کا ہے  
حُرنے اک پل میں شفاعت کی سند پائی ہے  
شب عاشورؑ یہ انداز قدم کس کا ہے

آگ یہ کس نے لگائی ہے درِ زہراؑ پر  
تو ہی تاریخ بتا دے یہ ستم کس کا ہے  
لوگ یہ کہتے ہیں فدک حق ہے نبیؐ زادی کا  
ہم یہ کہتے ہیں عرب اور عجم کس کا ہے  
حق کو زندہ کیا اولادِ ابو طالبؑ نے  
ورنہ تاریخ شجاعت میں بھرم کس کا ہے  
سنت احمد مختار ہے شبیرؑ کا غم!  
اس حوالے سے ذرا سوچ یہ غم کس کا ہے  
یہ جہاں والے جسے مہرِ نبوتؐ سمجھے  
دوشِ احمدؑ پہ محبتِ نقشِ قدم کس کا ہے

☆☆☆☆☆

## عزت خدا کے دین، کی بچالی حسین نے

محبت فاضلی

عزت خدا کے دین، کی بچالی حسین نے  
 نانا تمہاری بات بچالی حسین نے  
 اب کون ہے جو خیموں میں جا کر خبر کرے  
 اصغر کی قبر رن میں، بنالی حسین نے  
 آنکھوں پہ پٹی آپ نے باندھی تھی اے خلیں  
 کڑیل جواں کی لاش اٹھالی حسین نے  
 شبیر رو پڑے تھے کمر اپنی تھام کر  
 دیکھا جو گھر بتوں کا خالی حسین نے  
 کرب و بلا میں اپنا بھرا گھر لٹا دیا  
 لیکن نبی کی بات نہ ٹالی حسین نے  
 سچ تو یہ ہے کہ حرمت اسلام کے لیے  
 شریعت کی باگ ڈور سنبھالی حسین نے  
 دین خدا محبت جو اندھیروں میں گھر گیا  
 شمع حسینیت کی جلالی حسین نے

☆☆☆☆☆

## پتھر ہے آنکھ جس میں کہ اشک عزا نہیں

محبّتِ فاضلی

پتھر ہے آنکھ جس میں کہ اشک عزا نہیں  
وہ دل نہیں کہ جس میں علی کی ولا نہیں

بعض ابو ترابؓ میں رسوائی کے سوا  
یارانِ مصطفیٰؐ کو تو کچھ بھی ملا نہیں

دل کا لہو اگر نہ ہو شاملِ حروف میں  
وہ شاعریِ حسینؑ کے در کی عطا نہیں

جس قلب میں موذتِ آلِ عبا نہیں  
سمجھو نبیؐ سے اس کا کوئی واسطہ نہیں

بس اُس پہ زیب دیتی ہے دستارِ مصطفیٰؐ  
جو سرِ یزیدیت کے مقابل جھکا نہیں

خُر کا جو ایک پل میں مقدرِ سنوار دے  
ایسا خنی جہاں میں کوئی دوسرا نہیں

کرب و بلا کے معنی و مفہوم جب کھلے  
خُر نے ضمیر و ظرف کا سودا کیا نہیں

کرب و بلا نجاتِ بشر کی اکائی ہے  
کرب و بلا کے بعد کوئی کر بلا نہیں

اے دلِ غمِ حسینؑ میں ایک اشک کے عیوض  
گر خلد مل رہی ہے تو سودا برا نہیں

صدیوں سے جل رہا ہے چراغِ غمِ حسینؑ  
اشکوں کا یہ چراغِ ہوا سے بجھا نہیں

اسلام کے وقار پہ خنجر چلا تھا یہ  
 شبیر کے گلے پہ یہ خنجر چلا نہیں  
 آؤ غم حسین میں ماتم پیا کریں  
 یہ وہ نماز عشق ہے جس کی قضا نہیں  
 امت کو سیدوں سے ملیں ساری نعتیں  
 اصغر کو ایک گھونٹ بھی پانی ملا نہیں  
 زینب کھڑی ہیں ادھ جلعیموں کے درمیاں  
 کیا وقت آ گیا ہے کہ سر پہ ردا نہیں  
 زینب نے بے روائی سے بازارِ شام تک  
 وہ کونسا ستم ہے جو دل پر سہا نہیں  
 یارب ترے نبی کی شریعت تو بچ گئی  
 آل نبی کے گھر میں تو کچھ بھی بچا نہیں

تا زندگی محبت نے منافق سے جنگ کی  
 حالانکہ اس کے ہاتھ میں کوئی عصا نہیں

☆☆☆☆☆



## جو دل میں اُلفتِ حیدر نہیں ہے

وہی فیض آبادی

جو دل میں اُلفتِ حیدر نہیں ہے وہ آنکھیں کیا جو ہوں اشکوں سے خالی  
قسم حق کی کبھی حق پر نہیں ہے صدف کی قدر بے گوہر نہیں ہے

نہ رونے والے شہہ کی تشنگی پر غم شیر میں کیسے نہ روئیں!  
تری تقدیر میں کوثر نہیں ہے ہمارا دل ہے دل پتھر نہیں ہے!

بہت ہے اپنے اشکوں پر بھروسہ یہ گردن کٹ رہی ہے دینِ حق کی!  
ہمیں اندیشہ محشر نہیں ہے گلوائے شاہ پر خنجر نہیں ہے!

چھدا ہے یہ گلا انسانیت کا لگائی ہے بنی کے دل پہ برچھی  
ہدف یہ گردن اصغر نہیں ہے یہ زخمی سینہ اکبر نہیں ہے

علی بیٹے کی ہمت آ کے دیکھیں کھلے سر ہے محمد کی نواہی  
پسر کی لاش ہے خیر نہیں ہے سرِ اسلام پر چادر نہیں ہے

وہی تم بھی مسافر ہو عدم کے  
کسی کا اس جہاں گھر نہیں ہے

☆☆☆☆☆

## غم نہ دینا کبھی یارب غم سرور کے سوا

وہی فیض آبادی

غم نہ دینا کبھی یارب غم سرور کے سوا  
دل میں کوئی نہ رہے آل پیہر کے سوا

یا خدا حشر میں سر پر کوئی سایہ نہ رہے

سایہ پرچم عباس دلاور کے سوا

تیرے دربار میں آؤں تو حسینی بن کر

راہبر کوئی نہ ہو سبط پیہر کی سوا

ہم جیسے دہر میں زہرا کی تمنا بن کر

مشغلہ کوئی نہ ہو ماتم سرور کے سوا

واسطہ سجدہ فرزند نبی کا یارب

سر جھکائیں نہ کسی در پہ ترے در کے سوا

جب ضرورت ہوئی اسلام پہ جاں دینے کی

کام آیا نہ کوئی اور بہتر کے سوا

آپڑی ہو کوئی مشکل تو پکاریں کس کو

کون ہے اپنا بھلا خواجہ قہر کے سوا

لڑنے پاتے کہیں عباس تو پھر تیغ جری

روک سکتا کوئی جبریل کے شہپر کے سوا

اہل اسلام کو دنیا میں عداوت کے لیے

اور کوئی نہ ملا آل پیہر کے سوا

اٹھ کے دنیا سے غم شاہ میں رونے والے

دم نہیں لیتے کہیں دامن کوثر کے سوا

کشتی آل نبی گھر گئی طوفانوں میں  
 ناخدا کوئی نہیں عابدِ مضطر کے سوا  
 بے خطا قتل کیا جائے جنہیں کوئی نہیں  
 اہل اسلام میں بس آلِ پیغمبر کے سوا  
 اے وحی بعد خدا اپنی جہیں کے قابل  
 در نہیں کوئی در آلِ پیغمبر کے سوا

☆☆☆☆☆

## مقصدِ صلح حسنؑ تھا دین کی تعمیر تک

وحی فیضِ آبادی

مقصد صلح حسنؑ تھا دین کی تعمیر تک  
 بات آپہنچی مگر قربانی شبیرؑ تک  
 کب ہوئی محدود قربانی جوان و پیر تک  
 پیش کردی شاہِ دیں نے گردن بے شیر تک  
 روشنی ایماں کی سے داغِ غم شبیرؑ تک  
 دستِ ظلمت کیا پہنچ سکتا ہے اس تنویر تک  
 چھدتے ہی گردن لبوں پر مسکراہٹ آگئی  
 بے زبان اصغر سمجھتے ہیں زبان تیر تک  
 صرف اشکوں تک نہیں محدود اپنے دل کی بات  
 شہہ کے غم کی دسترس ہے دامنِ تقدیر تک  
 پاس تھا شبیرؑ کا عباسؑ گھٹ گھٹ کر رہے  
 ساتھ جا جا کر پلٹ آتا رہا شمشیر تک

خاک سمجھیں گے حقیقت وہ غم شبیر کی  
 دین ہے، محدود جن کا نعرہ تکبیر تک  
 کیسی کیسی منزلیں جھیلیں علیٰ کی تیغ نے  
 بدر کے میدان سے لے کر تربت بے شیر تک  
 زیرِ خنجر کون یوں حق کی عبادت کر سکا  
 بندگی کی انتہا ہے جدوٰ شبیر تک  
 کیوں نہ پہلے ہی الہی خشک ہو کر رہ گیا  
 ہاتھ جو پہونچا ردائے زینت دل گیر تک  
 منتظر ماں اس طرف بیٹھی رہی جھولے کے پاس  
 اُس طرف شہہ نے بنا دی تربت بے شیر تک  
 شام کی راہوں سے حالِ عابد بیمار تک  
 خون روتی جا رہی ہے پاؤں کو تڑپاتا رہا  
 کہتے آیا ہوگا ناروا گردن بے شیر تک  
 تشنگی تھی اس قدر بے آب ہو کر رہ گیا  
 جس طرف بھی دیکھے تاریک ہیں دل اے وحی  
 روشنی ملتی ہے ہے بس داغِ غم شبیر تک

☆☆☆☆☆

## کر بلا منزل ارباب وفا آج بھی ہے

وہی فیض آبادی

کر بلا منزل ارباب وفا آج بھی ہے  
سجدہ حق کے لیے قبلہ نما آج بھی ہے  
بزم دنیا میں صداقت کی ضیا آج بھی ہے  
اہل ایمان کے لیے فخر کی جا آج بھی ہے

اے زہے دین خدا، دین خدا آج بھی ہے

بات ناقص ہے اگر بات میں تاثیر نہ ہو  
شمع بے فیض اگر شعلہ تنویر نہ ہو  
علم بے روح اگر جذبہ تعمیر نہ ہو  
دین بیکار جو دل میں غم شبیر نہ ہو

اشک آئینہ ایمان کی جلا آج بھی ہے

زندگی حق کی فضاؤں میں گزارو تو کبھی  
حسن کردار کے جذبات نکھارو تو کبھی  
اپنی ہستی کو وفاؤں میں سنوارو تو کبھی  
کہہ کے یا حضرت عباس پکارو تو کبھی

سورہ فتح جبینوں پہ لکھا آج بھی ہے

کبھی سلمان و بوذر کی طرف دیکھو تو  
لو لگا کر درخیر کی طرف دیکھو تو  
اک ذرا دین کے لشکر کی طرف دیکھو تو  
یا علیؑ کہہ کے پیہر کی طرح دیکھو تو

کل جو تھا عقدہ کشا، عقدہ کشا آج بھی ہے

یہ بہتر ہے یہ ہزاروں سے نہ ڈرنے والے  
 راہ دشوار سے بے خوف گزرنے والے  
 ڈوب کر خون کے دریا میں ابھرنے والے  
 واہ کیا بات ہے جیتے رہیں مرنے والے  
 موت اس شان کی پیغام بنا آج بھی ہے

صبح عاشور وہ پیاسوں کی عبادت کا سماں  
 ریگ صحرا پہ پیٹیم، دل فطرت لرزاں  
 وہ برستے ہوئے تیر اور وہ اہل ایماں  
 روح تکبیر وہ ہم شکل پیہر کی ازاں  
 وہی گونجی ہوئی اکبر کی ازاں آج بھی ہے

درس عبرت ہے زمانہ کے لیے کل جو ہوا  
 کلمہ گویوں نے محمدؐ کا بھرا گھر لوٹا  
 کیا مسلمان تھے مسلمانوں کو پانی نہ دیا  
 ہائے چھ ماہ کے بے شیر کو بھی قتل کیا  
 یاد دنیا کو وہ پیکان جفا آج بھی ہے

جب زمانہ کا ستم حد سے گزر جاتا ہے  
 دل غم سبط پیہر میں سکوں پاتا ہے  
 وقت جب ظلم کی تاریخ کو دہراتا ہے  
 اپنا مظلوم ہر افسانے پہ یاد آتا ہے  
 ایک ہی غم ہے کہ ہر غم کی دوا آج بھی ہے

خنجر ظلم ہیں پھر صاحب ایماں کے لیے  
 پھر نئے باب ستم کھل گئے قرآن کے لیے  
 ہ زمین تنگ ہے پھر حق کے نگہباں کے لیے  
 کر بلا درس عمل پھر ہے مسلمان کے لیے  
 اک یہی منزل حق راہ نما آج بھی ہے

اہل اسلام سنبھل کر کبھی دیکھو تو سہی!  
 مثل خُ راہ بدل کر کبھی دیکھو تو سہی!  
 ابر ظلمت سے نکل کر کبھی دیکھو تو سہی!  
 راہِ شبیر پہ چل کر کبھی دیکھو تو سہی!

موت کی گود میں جینے کا مزا آج بھی ہے

تشنہ لب نہر پہ ہے فاتحِ خیبر کا پسر  
 پیاسے بچوں کے تصور سے سلگتا ہے جگر  
 مشک میں آب ہے آنکھوں میں چھلکتا کوثر  
 پیاس شدت کی حقارت کی نظر پانی پر

نقش ہر دل پہ وہ انداز وفا آج بھی ہے

چھ مہینہ کا وہ سن اور وہ بالغ نظری  
 حق پہ آنج آئی تو جھولے میں بھی راحت نہ ملی  
 جانِ اسلام ہے اصغر کے لہو کی سرخی  
 میرے ننھے سے مجاہد ترے ہونٹوں کی ہنسی

اہل باطل کے لیے تیر قضا آج بھی ہے

تو نے اسے اصغرِ معصوم وہ دی قربانی  
 پیش ہوگی، نہ ہوئی ایسی کبھی قربانی  
 ہے یہی حق کے لیے سب سے بڑی قربانی  
 کٹنی وزنی ہے یہ چھوٹی سی تری قربانی

عظمتِ دینِ خدا، خون تر آج بھی ہے

وہ سکیں کہ قیامت کے ستم جس نے ہے  
 باپ سے چھٹ کے طمانچوں پہ طمانچے کھائے  
 ہائے لاشوں پر عزیزوں کے بھی جو رونہ سکے  
 آف وہ مجبورِ ستم مر کے بھی جو قید رہے

آہ! اس کے لیے زندانِ بلا آج بھی ہے

اے وحی حق کے سوا غیر سے الفت نہ کرو  
دل میں ایماں ہے تو باطل سے محبت نہ کرو  
ہوں ستم لاکھ منافق کی اطاعت نہ کرو  
سر بھی کٹ جائے تو بے دین کی بیعت نہ کرو

یہی پیغام شہہ کرب و بلا آج بھی ہے

☆☆☆☆☆

کہتی تھی یہ رو رو سکی نہ میرے بابا عمو نہیں آئے

یادِ اعظمی

کہتی تھی یہ رو رو سکی نہ میرے بابا عمو نہیں آئے  
میں کب سے کھڑی دیکھتی ہوں راستہ انکا عمو نہیں آئے  
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

اے کاش نہ میں بھیجتی ساحل پہ چچا کو  
آمین کہیں ہاتھ اٹھاتی ہوں دعا کو  
گر خیر سے آجائیں چچا جان خدایا  
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

کب مشک و علم لے کے سوئے نہر گئے تھے  
اور دے کے گئے تھے مجھے کیا کیا وہ دلا سے  
سب بھول گئے نہر کا پایا جو کنارہ  
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے



کوزہ لئے ہاتھوں میں سر راہ کھڑی ہوں  
 ہے سوچنا دشوار مگر سوچ رہی ہوں  
 شاید انہیں مجھ سے ہے زیادہ کوئی پیارا  
 عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

کہتے تھے کہ دریا سے ابھی لاتا ہوں پانی  
 کچھ دیر جو ہو جائے تو رونا نہیں جانی  
 خیمہ سے ذرا دور ہے دریا کا کنارہ  
 عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

کوئی انہیں دے دے میرا پیغام زبانی  
 آجاؤ پچا اب میں نہیں مانگوں گی پانی  
 غم سے پھٹا جاتا ہے میرا آہ کلیجہ  
 عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

رہ رہ کے میرا سینے میں پھٹتا ہے کلیجہ  
 میدان سے لوٹا نہیں اب تک میرا سقہ  
 مشکیزہ چھدا خون میں ہے تر علم آیا  
 عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

کیوں تکتی ہیں حسرت سے پھوپھی جان ردا کو  
 کیا ہو گیا دریا پہ بتائیں ذرا مجھ کو  
 کس کے لیے روتا ہے یہ کنبہ میرا پیاسا  
 عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

میں ڈرتی ہوں اللہ بُرا وقت نہ لائے  
 کچھ دیر جو دریا سے ابھی اور نہ آئے  
 دم توڑ نہ دے جھولے میں اصغر کہیں پیاسا  
 عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

یاور یہ بکا کرتی تھیں رو رو کہ سیکینہ  
عمو کی خبر لیجئے یا شاہ مدینہ  
عمو کے بغیر اب میرا دشوار ہے جینا  
عمو نہیں آئے، عمو نہیں آئے

☆☆☆☆☆

## جب مصیبت میں بشر کا ننگراں کوئی نہ ہو

پیامِ عظمیٰ

جب مصیبت میں بشر کا ننگراں کوئی نہ ہو  
جس گھڑی چارہ گرمی درد نہاں کوئی نہ ہو  
ہم سفر کوئی نہ ہو راحت جاں کوئی نہ ہو  
کام آتے ہیں وہاں اشک جہاں کوئی نہ ہو

بے سہاروں کا سہارا بھی مددگار بھی ہے  
ڈھال بھی ہے یہی مظلوم کی تلوار بھی ہے

وہ بھی دن تھے کہ ان اشکوں پہ لگے تھے پہرے  
حکم تھا درد کے ماروں کا کے آنسو نہ ہے  
اعطش کی لب تشنہ سے صدا آ نہ سکے  
لاش پامال ہو بھائی کی بہن اف نہ کرے

داغِ ممتا کا کلیجہ سے نہ دھلنے پائے  
ماں جواں لال کی میت پہ نہ رونے پائے

سو گیا رات کی بانہوں میں جو میدان بلا  
اور معصوم سیکینہ کو پدر یاد آیا  
نکلی خیموں کے اندھیرے سے وہ مصروف کیا  
ہر قدم پہ یہ صدا تھی کہ کہاں ہو بابا

بھولے اس پیاسی کو عباس دلاور کی طرح  
تم بھی میدان سے نہ لوٹے علی اکبر کی طرح

کوئی سنتا نہیں فریاد بلکتی ہوں میں  
اب تو خیموں کی طرف دیکھ کے ڈرتی ہوں  
آپ کی راہ بڑی دیر سے تکتی ہوں میں  
جاننے ہو کہ کئی روز کی پیاسی ہوں میں

غم نشینوں کو دم آب و غذا کچھ نہ ملا  
ہوگئی شام طمانچوں کے سوا کچھ نہ ملا

جسم شہید سے کبھی گھبرا کے نکالے جو خار  
ڈھونڈتی تھی کبھی جسم شہید عرش وقار  
ہاتھ پھیلا یا کہ لگ جائے گلے سے اک بار  
چومتی تھی تبھی رخساروں پہ رکھ کے رخسار

ہائے وہ بچی جو اندھیروں میں سحر ڈھونڈتی تھی  
باپ کی لاش سے لپٹی ہوئی سر ڈھونڈتی تھی

آہ کرتی تھی جو ہل جاتا تھا میدان بلا  
رو کے کہتی تھی کہ بس خاک سے اٹھو بابا  
رو بنے والوں نہ سنو تذکرہ جور و جفا  
جس طرح بچی ہوئی باپ کے سینہ سے جدا

لاش شیر کی میدان میں تھراتی تھی  
دیر تک شمر کے ڈڑوں کی صدا آتی تھی

اف وہ ننھی سی مسافر وہ ہے غم کا سفر  
یا علی کہتی تھی گھبرا کے جو لگتی ٹھوکر  
آتی تھی بن کی ہواؤں سے جو خوشبوئے پدر  
مطمئن ہو کے ٹھہر جاتا تھا ننھا سا جگر

کہتی تھی بن میں بلاؤں گا بھیرا ہے بہت

انگلیاں تھام لو بابا کہ اندھیرا ہے بہت

آئی آواز شہہ دیں جو سہارا بن کر

دوڑی بقتل کی طرف بنت شہہ تشنہ جگر

رکھ دیا سینہ شبیر پہ مظلوم نے سر

لب پہ تھا ہائے پدر، ہائے پدر، ہائے پدر

کہتی تھی رو کے یہیں شہر بساؤں گی میں

اب تمہیں چھوڑ کے واپس نہیں جاؤں گی

☆☆☆☆☆

## لیلیٰ کا چاند ڈوب گیا قتل گاہ میں

یاورا عظمیٰ

لیلیٰ کا چاند ڈوب گیا قتل گاہ میں

اب روشنی نہیں شہہ دیں کی نگاہ میں

اکبر کی لاش ڈھونڈنے نکلے ہیں شاہ دیں

ہر ہر قدم پہ ٹھوکریں کھاتے ہیں راہ میں

سقائے اہل بیت کے بازو جو کٹ گئے

دریا لہو کا بہہ گیا پیاسوں کی چاہ میں

آنکھوں کے آگے بھائی کا سر تن سے کٹ گیا  
 زینب پچھاڑیں کھاتی رہیں قتل گاہ میں  
 اک لاش گھر میں لائے تو اک لاش لے گئے  
 دن کٹ گیا حسین تو فریاد و آہ میں  
 ملتا نہیں قرار کسی جا حسین کو  
 گہہ خیمہ گاہ میں ہے کبھی قتل گاہ میں  
 جس دم گلوئے اصغر بے شیر چھد گیا  
 کیا جانے کتنے تیر چھے قلب شاہ میں

☆☆☆☆☆

## بانو نے کہا اے میرے جانی علی اکبرؑ

یاورا عظمیٰ

بانو نے کہا اے میرے جانی علی اکبرؑ  
 برباد ہوئی تیری جوانی علی اکبرؑ  
 کب بانوئے ناشاد کو اس دن کی خبر تھی  
 لوٹے گی قضا تیری جوانی علی اکبرؑ  
 پیاسے ہی لڑے پیاسے ہی دنیا سے سدھارے  
 ماں دے نہ سکی نزع میں پانی علی اکبرؑ  
 مرنے کے نہیں یہ تو ابھی بیاہ کے دن تھے  
 برجھی نہ ابھی تھی تمہیں کھانی علی اکبرؑ  
 دل خوں ہوا جاتا ہے فرقت میں تمہاری  
 رکتی نہیں اشکوں کی روانی علی اکبرؑ

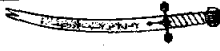
تو احمد مرسل کی جوانی کا نشان تھا  
 اندر نے تیری قدر نہ جانی علی اکبر  
 جس نے تمہیں مارا وہ مسلمان نہ ہوگا  
 تھے تم تو محمد کی نشانی علی اکبر  
 مشکل تھا نصیحتی میں یہ آسان کہاں تھا  
 بیٹے کی جواں لاش اٹھانی علی اکبر  
 تم چپ ہو تو بے چین ہے دل سینے کے اندر  
 سب خون جگر ہو گیا پانی علی اکبر  
 اے لعل اب آنکھوں سے بھائی نہیں دیتا  
 آجاؤ میرے یوسف ثانی علی اکبر  
 ڈر ہے کہیں مرجائے نہ بیمار تڑپ کر  
 کس طرح سنے گی یہ سنائی علی اکبر  
 یاد رکھو کو بھی رونے پہ بلا لیجئے اپنے  
 ہے شغل میرا مرثیہ خوانی علی اکبر

☆☆☆☆☆

## نیزہ ظلم نے کب سینہ اکبر توڑا

### خجل لکھنوی

نیزہ ظلم نے کب سینہ اکبر توڑا  
 قلب محبوب الہی دل حیدر توڑا  
 نہر پر ہاتھ کٹا کے دل سرور توڑا  
 دم بھی جعفر کی طرح ثانی جعفر توڑا



حرف بیعت دم شمشیر سے آگے نہ بڑھا  
 شہہ رگ گردن سرور نے یہ خنجر توڑا  
 کر لیا نہر پر قبضہ تن تھا اُس نے  
 جس کے بابا نے اکیلے درِ خیبر توڑا  
 پس گیا شمر کا دل دیکھ کے حالِ اصغر  
 اپنے سبطِ بی شیشہ سے پتھر توڑا  
 کہتے تھے شاہ کے انصار کوئی فرق نہیں  
 خاک پہ مر گئے یا دم سر بستر توڑا  
 بولیں لیلا ہوئی سرورِ بصارت زائل  
 تم نے کس طرح سے دم اے علی اکبر توڑا  
 حق یہ ہے سبطِ پیبر نے بڑا کام کیا  
 زورِ سیلاب بلا خوں میں نہا کر توڑا  
 ختم کیں عشقِ الہی کی حدیں سرور نے  
 سجدہ تیغوں میں کیا دم تہہ خنجر توڑا  
 کفر کے سر کو زمیں بوس کیا ٹھکرا کے  
 آسمانِ ظلم کا مولا نے جھکا کر توڑا  
 ساتھ گھوڑوں سے گرے زینبِ مضطر کے پسر  
 ان میں دم بھائی نے بھائی کے برابر توڑا

کیوں نہ کافر کہیں ہم اس کو جمل  
 جس نے رشتہ الفتِ اولادِ پیبر توڑا

## گھٹا الم کی اگر چھاگئی تو کیا ہوگا

کاظم

گھٹا الم کی اگر چھاگئی تو کیا ہوگا  
امید لے کے کرم کی بڑھے تو ہیں لیکن  
علم تو دے چکے عباس با وفا کو حسین  
دہم کو اس لیے عجلت تھی مرنے والوں کو  
بنا کے تربت بے شیر سوچتے ہیں حسین  
در خیام پہ تجھ کو سلام کرنے حبیب

ملے گا جب ترے کاظم کو ساغر کوثر  
حسین یاد تری آگئی تو کیا ہوگا

☆☆☆☆☆

## آج بھی گیتی کے سینہ پر اس کا علم لہرائے تو

ذکی بریلوی

آج بھی گیتی کے سینہ پر اس کا علم لہرائے تو  
کوئی مگر شبیر کی طرح گھر اپنا لٹوائے تو  
کون پھرا بے مقنع و چادر کس کس نے بازو بندھوائے  
کس نے بچایا دین محمد کوئی ذرا سمجھائے تو  
ہے کوئی ایسا اور مجاہد جو کہ بھلا دے پیاس اپنی  
بہتے ہوئے جب نہر کے پانی پر قبضہ ہو جائے تو  
پیاس کی شدت ضعف کا عالم زخمی جگر اور زخمی دل  
لاش پسر مقل سے لوگو! باپ کوئی یوں لائے تو



ماں نے کہا اے ہنسلویں والے کیسے رضا دوں مقتل کی  
 سونے جنگل میں اے بیٹا تم تنہا گھر آئے تو  
 خطبہ زینب گھر گھر پہنچا حق کی یوں تبلیغ ہوئی  
 قیدی بنا کر شام میں دشمن لال نبی کو لائے تو  
 کیوں نہ ذکی شیر کے غم میں روئیں جن و ملائک بھی  
 چشم سے ہر ٹپکا ہوا آنسو جب گوہر بن جائے تو

☆☆☆☆☆

## دُر نجف سے ہٹوں گا نہ سنگ در کی طرح

سلیم

در نجف سے ہٹوں گا نہ سنگ در کی طرح  
 اسی صدف میں رہوں گا سدا گھر کی طرح  
 و غا میں حضرت عباسؑ تھے پدر کی طرح  
 جبیں سے غیض ٹپکتا تھا شیر نر کی طرح  
 چمکتے عرش کے تارے تھے سب بنی ہاشم  
 اور ان میں حضرت عباسؑ تھے قمر کی طرح  
 جو آج غیرت اسلام بن گئے کل وہ  
 اُحد میں بھاگ رہے تھے وہ جانور کی طرح  
 سلامی قیمت اشک عزائے شاہ نہ پوچھ  
 بکے جدا حشر کے بازار میں گھر کی طرح  
 جدا ہوئے شب معراج کب نبیؐ و علیؑ  
 بہم تھے عرش بریں پر دل و جگر کی طرح

جو داغ ماتم سبط نبیؐ تھا سینے پر  
لحد میں جاتے ہی روشن ہوا قمر کی طرح

چمن کسی کا ہوا تاراج یوں خدا نہ کرے  
کسی کا گھر نہ لٹے فاطمہؑ کے گھر کی طرح

جواں لہر کے کلیجے سے کھینچ لی برجھی  
حسینؑ کس میں ہے ہمت تیرے جگر کی طرح

بلا کے دشت میں عریاں پڑی ہے لاش حسینؑ  
دیار شام میں سیدانیوں کے سر کی طرح

گھٹا میں ڈوب گئے فاطمہؑ کے مہر پارے  
کوئی تھا شمس کی صورت کوئی قمر کی طرح

یہی ہے اجر رسالت تباہے کلمہ گو  
خیام آل کو روندنا ہے رہ گزر کی طرح

کوئی یہ فاتح خیبر سے پوچھ لے مولا  
جواں کی لاش اٹھائی کبھی لہر کی طرح

غزور نام ہے احساس کمتری کا سلیم  
ہر اک سے جھک کر ملو شاخِ بائتمر کی طرح

☆☆☆☆☆

## عالم نہاں میں ذات رسالتآب میں

سلیم

عالم نہاں میں ذات رسالتآب میں  
کتنے ہیں آفتاب اس اک آفتاب میں

کھولوں زبان کیسے علیؑ کی جناب میں  
ایک شہر علم ہے جو در آیا ہے باب میں

صف بستے کائنات ہے میری جناب میں  
 محو ثنا ہوں بارگاہ بو تراب میں  
 لے لے نہ جان حسرت دیدار یا امام  
 بس اب نہ آزمائیے رہ کر حجاب میں  
 رکھتا ہے کد جو دل میں علی سے اُسے کبھی  
 جنت نصیب ہو نہیں سکتی ہے خواب میں  
 کرتی جو باب علم سے اُمت حصول علم  
 بول ٹھوکریں نہ کھاتی رہ انتخاب میں  
 منکر نکیر کر نہ سکے پھر کوئی سوال  
 ناد علی جو میں نے سنائی جواب میں  
 نام خدا علی ہے تو اسم امام بھی  
 دونوں مزے ہیں، بندگی بو تراب میں  
 دشمن وصی احمد مُرسل کا با خدا  
 یاں تھا عذاب جان وہاں ہے عذاب میں  
 کھایا کسی سے اور نہ لگایا کسی کو زخم  
 ایسے بھی تھے جناب نبی کی جناب میں  
 قیمت لگی جو اشکِ عزائے حسین کی  
 جنت تمام آگئی میرے حساب میں  
 اکبر نے برچھی کھائی ہے عین شباب میں  
 ایسا گہن لگا نہ کبھی آفتاب میں  
 پردے تو ڈالتے رہے ہر دور کے یزید  
 لیکن چھپا نہ ظلم کا چہرہ نقاب میں  
 صد مرحبا تمہاری ضعیفی کو اے حبیب  
 کیا کوئی یوں جہاد کریگا شباب میں

جس کا ہدف تھا اصغرِ معصوم کا گلا  
 جا کر لگا ہے تیر وہ قلبِ رباب میں  
 صفرا وطن میں کہتی تھیں بابا کی خیر ہو  
 دادی کو سر کھلے ہوئے دیکھا ہے خواب میں  
 بالی سیکنہ کہتی تھی پانی میں کیا پیوں  
 صورت نظر جو آتی ہے اصغر کی آب میں

تا حشر اے سلیم جو ہستی کرے وفا  
 لکھتا رہوں میں ساقی کوثر کے باب میں

☆☆☆☆☆

خون کے آنسو لہو لہو یہ منظر تیرے نام

رزئی

خون کے آنسو لہو لہو یہ منظر تیرے نام  
 تپتی ریتی ہے سر لاشے سرور تیرے نام  
 چلا ابو طالب کا بیٹا آئی ندائے غیب  
 فرشِ بنی پر ہونے والے خیر تیرے نام  
 خیبر و خندق بدر و احد میں اونچا پرچم تیرا  
 جنگ کی صحسین امن کی شامیں حیدر تیرے نام  
 تیری غلامی رہگب اسیری واہ تری تقدیر  
 آل کی خدمت دین کی نصرت قہر تیرے نام

غربت میں جاں دیدی لیکن دامنِ آل نہ چھوڑا  
 حق کی رفاقت فقر کی دولت بوذر تیرے نام  
 حیدر کی شمشیر احد میں کر گئی ہے تحریر  
 بھاگنے والے رسوائی کا دفتر تیرے نام  
 علم ہوئی شمشیر جو خیبر میں تو رن بولا  
 تیغِ علی جبریل اس کے شہپر ترے نام  
 علم ہوئی شمشیر تو ہنس کر شانِ امامت بولی  
 تیغِ علی جبریل امیں کے شہپر تیرے نام  
 کیسی چین کی نیند آئی ہے تلواروں کے نیچے  
 سونے والے آج بنی کا بستر تیرے نام  
 سر ننگے اے جانے والی بازارِ کوفہ میں  
 قدرت نے تطہیر کی لکھ دی چادر تیرے نام  
 سہرے کا ارمان ہے دل میں ماں کو کیا معلوم  
 موت جوانی نے لکھ دی ہے اکبر تیرے نام  
 چاند سا چہرہ خون میں غلطاں باپ کا بازو زخمی  
 پیاس کی شدت موت کی لذت اصغر تیرے نام  
 شمر نے سب کو مارے طمانچہ، کانوں سے ڈر کھینچے  
 اس بھوکی پیاسی بچی کے گوہر تیرے نام  
 سر ننگے اے جانے والی بازارِ کوفہ میں  
 قدرت نے تطہیر کی لکھ دی چادر تیرے نام

خطبہ زینبؓ سن کر رزوی کہتے ہیں جبریل  
 ثانی زہراً نطق علی کے جوہر تیرے نام

☆☆☆☆☆

## تھا شام کے زنداں میں سکیئہ کا یہ نوحہ، کب آؤ گے بابا

آل حیدر

تھا شام کے زنداں میں سکیئہ کا یہ نوحہ، کب آؤ گے بابا  
 اب اور کہاں تک مجھے رلواؤ گے بابا، کب آؤ گے بابا  
 اب بھی نہ خبر لی تو میں زندہ نہ رہو گی، میں بچ نہ سکو گی  
 دل کا ہمتا ہے دیکھ کے زنداں کا اندھیرا، کب آؤ گے بابا  
 اب رات بھی میں چین سے سوئے نہیں پائی، عموں ہیں نہ بھائی  
 پھٹ جائے کہیں شدت غم سے نہ کلیجہ، کب آؤ گے بابا  
 بھیا علی اکبر ہیں نہ قائم ہیں نہ عموں، روٹھے ہیں یہ سب کیوں  
 چلائی ہوں رو رو کے کوئی بھی نہیں آتا، کب آؤ گے بابا  
 اب میرا مقدر ہے یہی خاک پہ سونا، تکیہ نہ بچھو نا  
 سونے کے لیے آپ کا سینہ نہ ملیگا، کب آؤ گے بابا  
 میں کیسے یقین کر لوں کہ فریاد یہ میری، تم تک نہیں پہنچی  
 سنتے رہے اور حال بھی میرا نہیں پوچھا، کب آؤ گے بابا  
 بے پردہ پھرائے گئے بازار میں جس دم، کیوں مر نہ گئے ہم  
 ہر گام پہ میں نے تمہیں رو رو کے پکارا، کب آؤ گے بابا  
 بابا کو بلا دے کوئی گھنٹا ہے میرا دم، ہے وقت بہت!  
 بے کس کی تو فریاد بھی کوئی نہیں سنتا، کب آؤ گے بابا

☆☆☆☆☆

## بین کرتی تھیں یہ زینبؓ کہ بچاؤ بھائی

آل حیدر

بین کرتی تھیں یہ زینبؓ کہ بچاؤ بھائی  
خیمے جلتے ہیں مدد کے لیے آؤ بھائی

جلوۂ عام میں بے پردہ ٹھہری ہے زینبؓ  
بنت زہراؓ کو لعینوں سے بچاؤ بھائی

غش میں ہیں سید سجاؤ جلتے خیموں میں  
آکے بیمار کو گودی میں اٹھاؤ بھائی

تم تو پہچان سکو گے نہ ہماری صورت  
اپنی صورت ہمیں اک بار دکھاؤ بھائی

اب تو اکبرؓ ہیں نہ قاسمؓ ہیں نہ بھائی عباسؓ  
ہیں رن بستہ حرم ان کو چھڑالو بھائی

ہے گلا خشک سکینہؓ کا لبوں پر دم ہے  
پانی دریا سے اسے لاکے پلاؤ بھائی

بچکیاں لے کے وہ روتی ہے بلاتی ہیں تمہیں  
اپنے سینے پہ سکینہؓ کو سلاؤ بھائی

قید خانے سے یہ زینبؓ کی صدا آتی ہے  
اپنی بیٹی کے جنازے کو اٹھاؤ بھائی

خالی ہاتھوں کو جو دیکھا تو تڑپ کر بولیں  
ننھے اصغرؓ کو نہ تم ہم سے چھپاؤ بھائی

☆☆☆☆☆

## السلام اے خاتمِ کارِ نبوتِ السلام

السلام اے خاتمِ کارِ نبوتِ السلام

اے شہیدِ کربلا اتمامِ حجتِ تو نے کی  
اب تو کہہ لینے دے تکمیلِ نبوتِ تو نے کی  
منتہائے ظلم پر تو صبر کی منزل میں تھا  
اے حسین ابنِ علی تو حق کی کس منزل میں تھا

السلام اے خاتمِ کارِ نبوتِ السلام

پائے استقلال سے ہر غم کو ٹھکراتا ہوا  
گر بلا تک آ گیا یہ بات دہراتا ہوا  
کیا حقیقتِ موت کی نزدِ حسین ابنِ علی  
آؤ دیکھو موت ہے ہم سے جری یا ہم جری

السلام اے خاتمِ کارِ نبوتِ السلام

وہ سحرِ عاشور کی وہ قہر و ظلمت کی سحر  
وہ بہتر سے کے لیے دنیائے آفت کی سحر  
وہ سحر جس کی ضیا اک سردی آواز ہے  
جس میں ہمشکلِ پیہر کی اذال کا ساز ہے

السلام اے خاتمِ کارِ نبوتِ السلام

رعب و دولت سے تنزل میں تھی کائنات  
دیدنی تھا فاطمہ کے لال کا پائے ثبات  
قدسیوں میں شور تھا اس کی جبین پر خم نہ تھا  
اس کے چہرہ کا تبسم بڑھ رہا تھا خم نہ تھا

السلام اے خاتمِ کارِ نبوتِ السلام



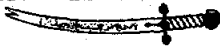
الاماں! وہ دھوپ کی شدت عطش کی الجھنیں  
اصغر بے شیر کی وہ اضطرابی کروٹیں  
ہائے جن بچوں کو پالا تھا انہوں نے ناز سے  
جار ہے تھے آج وہ دن میں عجب انداز سے  
السلام اے خاتم کار نبوت السلام

جن کے چہروں پر نمایاں کمسنی کا بھولا پن  
کیا سمجھتے موت کا مفہوم وہ گل پیرہن  
موت سے لڑنے کو نکلے اور بازی لے گئے  
اہل عالم کو سبق جینے کا غازی دے گئے  
السلام اے خاتم کار نبوت السلام

ہو گئیں جب کر بلا میں ختم سب قربانیاں  
اکبر عباس بھی دکھلا چکے جاں بازیاں  
کیا کیا اصغر کو لے آئے کھلے میدان میں  
آخری گوہر بھی لا کر رکھ دیا میزان میں  
السلام اے خاتم کار نبوت السلام

تین دن کی پیاس میں اور دھوپ میں وہ مہہ لقا  
پاپ کے ہاتھوں پہ تھا منظر ہلال عید کا  
انجمن عالم کہاں ہوشان دلبر دیکھ لو  
خندق و خیبر کے غازی جنگ اصغر دیکھ لو  
السلام اے خاتم کار نبوت السلام

ظلم کی حد اور ضبط دل دکھانے کے لئے  
اک ندائے عام تھی سارے زمانے کے لیے  
گود میں شیر کے اصغر کی صورت دیکھ لو  
اہل دل اہل نظر لوجہ کی قیمت دیکھ لو  
السلام اے خاتم کار نبوت السلام



شاہ دین نے اس طرف کچھ لال سے اپنے کہا  
 اُس طرف سے خرما کا تیر سہ پہلو چلا  
 چھوٹا سا منکا ڈھلا غنچہ ذہن گل ہو گیا  
 بچھ گئی لو تھکی ، بانو کا دلبر سو گیا

خاتم کار نبوت السلام

السلام اے کربلا کے ننھے غازی السلام  
 السلام اے ہنسلیوں والے سپاہی السلام  
 مسکرا کر تونے جو کھایا تھا اے روشن زمین  
 آج تک پیوست ہے انسان کے دل میں وہ تیر

السلام اے خاتم کار نبوت السلام



## قربانی ارباب وفا مانگ رہی ہے

قربانی ارباب وفا مانگ رہی ہے پیاسوں کا لہو کرب و بلا مانگ رہی ہے  
 مولا میرے اسلام کی بگڑی ہوئی صورت ہمشکل پیہر کی ضیاء مانگ رہی ہے  
 عباسؑ کو لڑنے کی اجازت نہیں ملتی  
 ہمت ہے کہ میدان وفا مانگ رہی ہے

پھر کفر نے ہموار کیے آج اندھیرے پھر تیغ علیؑ آج جلا مانگ رہی ہے  
 ایک وار کیا حضرت قاسمؑ نے یہ کہہ کر میں کیا کروں ارزق کو قضا مانگ رہی ہے  
 شبیرؑ کے جلتے ہوئے خیموں کی اداسی  
 دریا تیرا پانی بخدا مانگ رہی ہے

سقائے سکینہؑ پھر ساقی کو ترا! دنیا تیری چوکھٹ پہ وفا مانگ رہی ہے  
 اے غیرتِ اسلام نظر اپنی جھکالے امت سرزینبؑ سے ردا مانگ رہی ہے  
 تاجیک ہے شبیرؑ کی نظروں میں زمانہ  
 آغوش کے پالوں کو قضا مانگ رہی ہے

خاتون جناب پیش خدا روز قیامت خدماتِ پیہر کا صلہ مانگ رہی ہے  
 اولادِ پیہر پہ عجب وقت پڑا ہے! ایک ایک سے پردہ کو ردا مانگ رہی ہے



## اُم رباب بیٹھی شہہ دیں کی قبر پر

اُم رباب بیٹھی شہہ دیں کی قبر پر  
تھیں محو اس طرح سے کہ ہنٹی نہ تھی نظر  
زینب بڑھی یہ دیکھ کہ بولیں جھکا کے سر  
اٹھینے بہت ہے دور کا بھابھی ابھی سفر

ایک آہ کی رباب یوں پھٹ گیا جگر  
بولی تڑپ کر زینب مضمطر سے نوحہ گر

بیٹا ہے کر بلا میں تو بیٹی ہے شام میں  
کیجئے دعا یہ بارگاہ خاص و عام میں  
سوجاؤں میں بھی قبر شاہ تشنہ کام میں  
حسرت نہیں کچھ اور میں اب جی کے کیا کروں

کے کیا کروں

میں جی  
اصغر سدھارے سامنے نظروں کے آپ کی  
توڑا ہے دم سکیئہ نے گودی میں آپ کی  
جھولی میں کچھ رہا نہیں بی بی رباب کی  
یہ آ گیا ہے دور میں اب جی کے کیا کروں

کے کیا کروں

میں جی  
تھا جس سے زندگی میں اجالا چلا گیا  
چھ ماہ جس کو گود میں پالا چلا گیا  
بی بی ہمارا ہنسلیوں والا چلا گیا  
کیا رہ گیا اب اور میں اب جی کے کیا کروں

کے کیا کروں

میں جی

مانگے گی مجھ سے فاطمہ صغرا جو بھائی کو  
دوں گی جواب کیا میں بھلا غم ستائی کو  
کیا منہ دکھاؤں احمد مرسل کی جائی کو  
جینے کے ہیں طور میں جی کے کیا کروں  
جی میں

کے کیا کروں

شوہر ہے میرے ساتھ نہ بیٹا ہے پاس میں  
دیکھوں میں کس راہ جیوں کس کی آس میں  
کیا رہ گیا ہے جسم کی بوسیدہ سانس میں  
میں جی چکی بس اور میں اب جی کے کیا کروں  
جی میں

کے کیا کروں

بیوہ حسن کی کبریٰ سی بیٹی اُجڑ گئی  
اوروں کا کیا خود آپ کی گودی اُجڑ گئی  
زہرا کا گھر رسول کی کھیتی اُجڑ گئی  
خود سوچنے بغور میں اب جی کے کیا کروں  
جی میں

کے کیا کروں

کب سے کھڑی ہوں آس لگائے میں راہ میں  
جاؤں کہاں بتائیں اس حال تباہ میں  
شق ہو کے لے لے مجھ کو بھی اپنی پناہ میں  
اے دشتِ ظلم و جور میں اب جی کے کیا کروں  
جی میں

کے کیا کروں

☆☆☆☆☆

## باقی رہا ہے کون جہاں میں فنا کے بعد

باقی رہا ہے کون؟ جہاں میں فنا کے بعد  
زندہ مگر حسینؑ ہے قتل جہاں کے بعد

آقا ہے وہ ہمارا ہم اس کے غلام ہیں  
قبضہ ہے کائنات پہ جس کا خدا کے بعد

ہے مرقد حسینؑ تمنائے آخری  
جنت بھی گر ملے تو نہ لے کر بلا کے بعد

نصرت کو آرہے ہیں ملک چھوڑ کر فلک  
پایا شرف حسینؑ نے یہ انبیاء کے بعد

پردہ کی آیتوں کی یہ تفسیر دیکھ لو  
بالوں سے منہ چھپائے حرم میں ردا کے بعد

کر کے بلند ہاتھوں پہ اصغرؑ کو بولے شاہ  
باقی نہیں ہے اب کوئی اس مہ لقا کے بعد



## ہائے سیدہؑ تو نے چین اک نہ پل پایا

ہائے سیدہؑ تو نے چین اک نہ پل پایا  
بچپنا ہی تھا سر سے ماں کا اٹھ گیا سایہ

پارہٴ رسالتؐ ہے زینت ولایت ہے  
تیری ذات سے قائم حشر تک امامت ہے  
تا ابد سروں پر ہے تیرے نور کا سایہ

دو جہاں میں واحد سیدہؑ ہے وہ مظلوم  
باپ کی وراثت سے جس کو کر دیا محروم  
اُمت محمدؐ ہائے کیا ستم ڈھایا

یہ اہل حقیقت ہے کیسے چپ رہیں ہم لوگ  
بول اے زمانے بول اس کو کیا کہیں ہم لوگ  
حق کے نام پر جس نے عین حق کو جھٹلایا

بچپنے سے عادی تھی تو غم اٹھانے کی  
ساتھ باپ کے جھیلیں سختیاں زمانے کی  
تجھ پہ اس زمانے نے کیا ستم نہیں ڈھایا

پھر رہا ہے نظروں میں وہ شکستہ در تیرا  
بعد احمدؑ مرسل کس کس نے منہ پھیرا  
یاد کر کے وہ منظر کون کون یاد آیا

بیتِ حدن کی تعمیر اور یہ عزاداری  
یہ تو تیری سنت ہے اے رسولؐ کی پیاری  
حق کی چاہ میں رونا تو نے ہم کو سکھلایا

## لکھا ہے ہر ورق پہ تاریخ کر بلا کے

لکھا ہے ہر ورق پہ تاریخ کر بلا کے  
دریا بہا دیئے ہیں عباس نے وفا کے

ایثار کا نمونہ قربانیوں کا پیکر  
انصار و اقربا ہیں مظلوم کر بلا کے

مولا کے ناصروں نے نصرت میں دین حق کی  
مفہوم ہی بدل کر دکھلا دیئے قضا کے

شہہ نفس مطمئن کے تفسیر بن گئے ہیں  
تیغوں کے زیر سایہ سجدہ سر جھکا کے

اسلام کے جسد کو تھی خون کی ضرورت  
اکبر نے زندگی دی اپنا لہو بہا کے

طے کی تھی کر بلا میں صبر و رضا کی منزل  
شہید نے اکیلے اکبر کی لاش اٹھا کے

باطل کا ہر ارادہ پامال کر دیا  
تیر ستم کی زد پر اصغر نے مسکرا کر

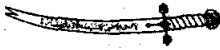
بے شیر گیا ہے ننھا گلا چھدا کے  
بے شیر کا تبسم ہونٹوں پہ کر بلا کے

خود موت کے جبین پر تھا موت کا پسینہ  
اصغر جو مسکرائے آغوش میں فضا کے

ہے یاد گار عالم مولا کی ناخدائی  
ڈوبے مگر سفینہ اسلام کا بچا کے

☆☆☆☆☆





## مسجد کوفہ ہے روزہ دار ہے

مسجد کوفہ ہے روزہ دار ہے  
 فرق سے اونچی لہو کی دھار ہے  
 آہ داماد پیمبر کے لئے  
 زہر میں ڈوبی ہوئی تلوار ہے  
 کہہ رہا ہے زخم سر سے بہہ کے خون  
 دوسرا سجدہ بہت دشوار ہے  
 رات تک آباد تھا حق کا مکان  
 صبح کو اجڑی ہوئی سرکار ہے  
 فرق پاک مرتضیٰ میں تیغ ہے  
 یا کلام اللہ میں تلوار ہے  
 زخم سر ہے حیدر کرار ہے  
 دھیمی دھیمی نبض کی رفتار ہے  
 خون میں ہے غرق داماد نبی  
 سانس کا لینا بہت دشوار ہے

☆☆☆☆☆

رن میں ہے نالہ کناں زینبؑ دلگیر حسینؑ

رن میں ہے نالہ کناں زینبؑ دلگیر حسینؑ  
لو خبر جلا کے بے پردہ ہے ہمشیر حسینؑ

ہاتھ ملتی تھی بہن بھائی کا کتنا تھا گلا  
کچھ نہ بس چل سکا مجبور تھی ہمشیر حسینؑ

ہوتے عباسؑ جو زندہ تھی بھلا کس کی مجال  
کرتا یوں آلِ نبیؐ کی کوئی تشہیر حسینؑ

سات سو ۷۰۰ کرسی نشینوں کا جہاں ہو مجمع  
ہے رن بستہ وہیں وارثِ نظیر حسینؑ

بے خطا سبطِ پیغمبر کا گلا کاٹا ہے  
شام و کوفہ میں تھی زینبؑ کی یہ تقریر حسینؑ

لب پہ اس وقت بھی تھا شکرِ خداوندِ جلیل  
جبکہ ہاتھوں پہ تڑپتا رہا ہے بے شیر حسینؑ

☆☆☆☆☆

التاس سورہ فاتحہ کے تمام مروجین

۱ [شیخ صدوق	۱۳ (سید حسین عباس فرحت	۲۵ (تیکم و اخلاق حسین
۲ [علامہ مجلسی	۱۴ (تیکم و سید جعفر علی رضوی	۲۶ (سید ممتاز حسین
۳ [علامہ سائبر حسین	۱۵ (سید نظام حسین زیدی	۲۷ (تیکم و سید اختر عباس
۴ [علامہ سید علی نقی	۱۶ (سیدہ زاہرہ	۲۸ (سید محمد علی
۵ [تیکم و سید عابد علی رضوی	۱۷ (سیدہ رضویہ خاتون	۲۹ (سیدہ رضیہ سلطان
۶ (تیکم و سید احمد علی رضوی	۱۸ (سید نجم الحسن	۳۰ (سید مظفر حسین
۷ (تیکم و سید رضا امجد	۱۹ (سید مبارک رضا	۳۱ (سید باسط حسین نقوی
۸ (تیکم و سید علی حیدر رضوی	۲۰ (سید تنہیت حیدر نقوی	۳۲ (نظام محی الدین
۹ (تیکم و سید سید حسن	۲۱ (تیکم و مرزا محمد ہاشم	۳۳ (سید ناصر علی زیدی
۱۰ (تیکم و سید مردان حسین جعفری	۲۲ (سید باقر علی رضوی	۳۴ (سید وزیر حیدر زیدی
۱۱ (تیکم و سید چار حسین	۲۳ (تیکم و سید باسط حسین	۳۵ (ریاض الحق
۱۲ (تیکم و مرزا تو حید علی	۲۴ (سید عرفان حیدر رضوی	۳۶ (خورشید تیکم